شاہ ولی اللہؒ کا رسالۂ سیرت

سرور المحزون فی ترجمة نور العیون

مرتبہ

پروفیسر محمد یٰسین مظہر صدیقی ندوی

ڈائریکٹر شاہ ولی اللہ دہلوی ریسرچ سیل
ادارہ علوم اسلامیہ، مسلم یونیورسٹی علی گڑھ

شاہ ولی اللہ اکیڈمی
پھلت، ضلع مظفر نگر، یوپی، ۲۵۱۲۰۱

Collection of Prof. Muhammad Iqbal Mujaddidi
Preserved in Punjab University Library.

پروفیسر محمد اقبال مجددی کا مجموعہ
پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں محفوظ شدہ

Marfat.com

شاہ ولی اللہؒ کا رسالۂ سیرت

سرور المحزون فی ترجمۃ نور العیون

مرتبہ

پروفیسر محمد یٰسین مظہر صدیقی

ڈائریکٹر شاہ ولی اللہ دہلوی ریسرچ سیل
ادارہ علوم اسلامیہ، مسلم یونیورسٹی علی گڑھ

شاہ ولی اللہ اکیڈمی

پھلت، ضلع مظفر نگر، یوپی ۲۵۱۲۰۱

Marfat.com

(C) جملہ حقوق محفوظ ۲۰۰۶ء

12-9079

تالیف : شاہ ولی اللہ کا رسالۂ سیرت:
سرور المحزون فی ترجمۃ نور العیون

مؤلف : محمد یٰسین مظہر صدیقی

صفحات : ۲۴۰

قیمت : ایک سو روپئے

ناشر : حضرت شاہ ولی اللہ اکیڈمی، پھلت، ۲۵۱۲۰۱
(ضلع مظفرنگر، یوپی)

اشاعت : اول: ۱۰-۱۱ر نومبر ۲۰۰۶ء

Marfat.com

دادا استاد حضرت مولوی سید سعید احمد خیرآبادیؒ

اور

استاذ اول حضرت مولانا غلام محمد قاسمیؒ

کے نام

Marfat.com

Marfat.com

فہرست

انتساب

پیش لفظ

تقدیم: ۱-۷۵

سیرت نگاری کے اہم رجحانات: ۱-۲۲

مختصرات سیرت، حافظ مقدسی کی سیرۃ النبی کے موضوعات،

امام محب طبری کے موضوعات اور طریقۂ تالیف،

امام ابن سید الناس، طریقۂ تالیف امام ابن سید الناس

سرور المحزون ۲۳-۵۲

اضافات شاہ: تشریحی اضافے، ضعیف روایات کی تنسیخِ شاہؒ،

ترتیب عبارت میں تبدیلی، نقصانات ترجمہ شاہؒ، استدراک شاہ کا فقدان

نور العیون کا بنیادی ماخذ، سرور المحزون کا بنیادی ماخذ ۵۳-۷۵

۲-ابن سید الناس کا مختصر سیرت: ۷۶-۱۰۴

نور العیون فی تلخیص سیرۃ الامین المامون

۳-شاہ ولی اللہ کا ترجمہ فارسی: ۱۰۵-۱۳۸

سرور المحزون فی ترجمہ نور العیون

۴-خاکسار کا ترجمہ اردو: ۱۳۹-۱۹۲

ایضاح المکنون

۵-کتابیات ۱۹۳-۲۰۳

Marfat.com

Marfat.com

عرض ناشر

''سیرت وتاریخ میں شاہ ولی اللہ کی خدمات'' کے عنوان پر (۱۰/۱۱/نومبر ۲۰۰۶ء کو) منعقد ہونے والے حجۃ الاسلام حضرت شاہ ولی اللہ کے سلسلہ کے پانچویں سیمنار کے موقع پر ممتاز عالم دین اور صاحب نظر مفکر و محقق جناب پروفیسر محمد یٰسین مظہر صدیقی ندوی کی مرتب کردہ کتاب ''شاہ ولی اللہ کا رسالہ سیرت'' پیش کرتے ہوئے ہم فخر و مسرت کا احساس کر رہے ہیں، ہمیں توقع ہے کہ سیرت پاک (علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) کے بابرکت موضوع پر سیرت نبوی کی سوانح نگاری سے وابستہ تین اہم ترین شخصیات کی یہ عظیم سوغات ہمارے قلب ونظر کو جلا بخشنے اور زندگی کا رخ مستقیم رکھنے میں ہماری مددگار ہوگی۔

حضرت شاہ ولی اللہ کے وطن مالوف اور جائے ولادت قریۃ الصالحین پھلت (ضلع مظفر نگر) میں تقریباً دس سال قبل ''شاہ ولی اللہ اکیڈمی'' کے نام سے حضرت مولانا محمد کلیم صدیقی کی سرپرستی میں ایک اشاعتی ادارہ کا منصوبہ بنایا گیا تھا، جس کا آغاز چہل حدیث ولی اللہی اور نادر مکتوبات حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی کے اردو ترجمہ (مترجمہ مفتی نسیم احمد فریدی ومرتبہ پروفیسر نثار احمد فاروقی) سے کیا گیا تھا، دس سال کے عرصہ میں اکیڈمی سے اکیس علمی، تحقیقی اور دعوتی کتابیں شائع ہو چکی ہیں۔

Marfat.com

شاہ ولی اللہ اکیڈمی ایک خالص علمی و دینی ادارہ ہے، جس کا مقصد حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف کو ایڈٹ کر کے شائع کرنا اور فکر ولی اللہی کے رموز سے امت مسلمہ کو باخبر کرنا ہے، شاہ صاحب کی کتابوں کے یونیفارم ایڈیشن شائع کرنا، اور اس سلسلہ میں منتخب تصانیف کا انگریزی اور ہندی کے علاوہ علاقائی زبانوں میں ترجمہ پیش کرنا بھی اکیڈمی کے مقاصد میں شامل ہے، بعض اہم تصانیف کے مطالب کو وضاحت کے ساتھ آسان زبان میں شائع کرنا بھی اکیڈمی کی اولین ترجیح ہوگی۔

اکیڈمی نے اپنے علمی اور اشاعتی پروگرام کے لئے ایک کتب خانہ کا بھی نظم کیا ہے جس میں سردست پانچ ہزار کے قریب اہم علمی، تاریخی اور تحقیقی کتب موجود ہیں، لیکن اکیڈمی کے وسیع ترین منصوبوں کے پیش نظر لائبریری کی کتابوں میں مزید اضافہ کی فوری ضرورت ہے، خصوصیت کے ساتھ حضرت شاہ صاحبؒ کی جملہ عربی اور فارسی تصنیفات، خانوادہ ولی اللہی کے دوسرے اصحاب فضل وکمال کی تصنیفات، ان کے عہد پر لکھی جانے والی کتابیں اور حضرت شاہ صاحب کے فکر وفن اور علوم و معارف پر لکھی جانے والی اہم علمی کتب اور مقالات نیز شاہ صاحب کی شخصیت پر نکلنے والے ہندو پاک کے رسائل ومجلات کے خاص نمبر وغیرہ جمع کرنے کا کام بھی جاری ہے۔

اس کے علاوہ ضلع مظفر نگر کی ایک اور تاریخ ساز شخصیت حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی کی تمام علمی مطبوعات وتصنیفات اور اس موضوع کی اہم نادر کتابوں کی فراہمی اور اس سلسلہ کے تحقیقی مجلات ورسائل کا حصول اور وقت وضرورت کے لحاظ سے ان کی اشاعت کا انتظام بھی اکیڈمی کے پروگرام میں شامل ہے۔

مرتب کتاب پروفیسر محمد یٰسین مظہر صدیقی ہم سب کی جانب سے شکریہ وتبریک کے

Marfat.com

مستحق ہیں کہ انھوں نے اپنی اس اہم علمی وتحقیقی کاوش کی اشاعت کے لئے شاہ ولی اللہ اکیڈمی کو موقع دیا اور وقتاً فوقتاً اپنے گراں قدر مشوروں اور عنایتوں سے نوازتے رہے، دو سال قبل بھی انھوں نے اپنی ایک گراں مایہ تصنیف ''شاہ ولی اللہ کی خدمات حدیث'' کی اشاعت کا موقع ہماری اکیڈمی کو عنایت فرمایا تھا، ڈاکٹر صاحب کی ان پیہم نوازشات کے لئے ہم ان کے شکرگذار ہیں، اور توقع رکھتے ہیں کہ ان کی نوازشوں کے زیر سایہ اکیڈمی کا یہ کارواں آگے بڑھتا رہے گا۔

۱۰ ر شوال ۱۴۲۷ھ

(وصی سلیمان ندوی)
سکریٹری شاہ ولی اللہ اکیڈمی
پھلت ضلع مظفرنگر (یوپی)

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ رب العٰلمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سید المرسلین وعلیٰ اصحابہ الطاھرین ومن تبعھم باحسان الٰی یوم الدین

پیش لفظ

اسلامی تہذیب وتمدن کی ایک متواتر روایت اس کا تسلسل اور پیشرو نسل سے جانشین نسل میں اس کی منتقلی ہے۔ دوسرے ابواب وآثار کی مانند اسلامی علوم وفنون میں اس تواترِ روایت کے پختہ شواہد بہت کثرت سے ملتے ہیں۔ غیر مبدل قانونِ الٰہی کے مطابق تہذیب وتمدن کا ارتقاء اور علوم وفنون کی نشو ونما ہر قوم وملت کے دورِ عروج میں ہوتی ہے۔ اولین صدیوں یا زمانے میں جب تازہ دم قومیں اور طباع فکریں کارگذاری کرتی ہیں بہترین ثمراتِ علم وعمل کی کاشت ہوتی ہے۔ اس کے بعد ٹھہراؤ کا ایک زمانہ آتا ہے جب پیشرؤوں اور اسلاف کے کارناموں پر اضافہ نہیں ہوتا تاہم ان کے نام کو بٹہ بھی نہیں لگایا جاتا۔ رفتہ رفتہ ایجاد وابداع کی قوتیں کمزور پڑتی ہیں تو کارِ سلف کی تقلیدی اور جامد پیروی اور بے عقل نقل شروع ہو جاتی ہے تاہم اس دور میں بھی ایک قوم سے دوسری قوم میں وراثتِ علمی اور ترکۂ تہذیبی کی منتقلی جاری ہی رہتی ہے۔

سیرتِ نبوی کے میدان میں بھی یہی متواتر روایت اور اس کے مختلف آثار واظہارات کی سنت جاری رہی۔ اولین دو صدیوں میں موادِ سیرت زبانی ترسیل واخذ کے ذریعہ جمع ہوتا رہا

Marfat.com

اور اسی دوران بنیادی کتابیں اور رسائل لکھے گئے۔ بعد کی تین صدیوں میں فنی ارتقاء ہوا کہ اولین بنیادی کتابوں پر مبنی کتابیں لکھی گئی تھیں مگر ان کی نئی نئی جہات نے ان کو جدت عطا کر دی۔ ان میں سے ایک سیرت نبوی کے اختصارات وتلخیصات کی روایت تھی۔ وہ محض ابداع وایجاد کی کمی اور قوتوں کے تھکنے کی داستان نہیں، ایک اہم عصری اور ملی ضرورت کی تکمیل بھی ہے۔ عام قارئین اور طلبائے عزیز کے مطالعہ ودرس کے لئے ان کی تصنیف ہوئی۔ تیسری صدی/نویں صدی سے اس روایتِ تلخیص نے قدم جمائے تو اس کے بہت سے مفید اور عظیم ثمرات ملتِ اسلامی کو ملے۔ ساتویں۔ آٹھویں/تیرھویں۔ چودھویں صدی میں امام ابن سید الناسؒ نے اپنے پیشرؤوں سے بالخصوص معاصر پیشرو امام محب طبریؒ کے خلاصۂ سیرت سے تحریک پا کر مختصرات میں مختصر ترین رسالۂ سیرت کی طرح ڈالی جو بہت مقبول ومشکور ہوئی۔ اگر چہ فنی لحاظ سے وہ بہت زیادہ بلند پایہ تالیف نہ تھی لیکن اس کے اختصار نے اس کو جامعیتِ بے مثال عطا کر دی تھی۔

ان کے مختصرِ سیرت -نور العیون- کی مقبولیت ومعتبریت کی ایک دلیل یہ ہے کہ شاہ ولی اللہ دہلویؒ جیسے اسلامی عبقری نے ان کے رسالۂ عربی کو اپنے زمانے کی علمی اور عوامی زبان فارسی میں منتقل کرنے کا بیڑا اٹھایا اگرچہ اس کی تحریک حضرت شاہؒ کے بعض عزیز ترین اقارب اور مکرم ترین احباب کی طرف سے ہوئی تھی۔ یہ محض دوستوں اور عزیزوں کی فرمائش کی تعمیل نہ تھی، وقت کی پکار تھی اور ملت کے عوامی اور کثیر طبقات کی ضرورت بھی تھی کہ عربی ان کے علم وفہم سے بالا تھی۔ حضرت شاہؒ نے اس مختصرِ سیرت کو فارسی زبان میں منتقل کر کے کئی خدمات انجام دی تھیں:

☆ کم استعداد اور مختصر علم وفہم کے افراد وطبقات کے لئے ایک مختصرِ سیرت کو ان کی زبان میں پیش کیا تھا۔

☆ حضرت شاہؒ نے اس طرح امتِ محمدی کے فارسی داں طبقات کو ان کے رسولِ مکرم

Marfat.com

ﷺ سے براہ راست وابستہ کیا تھا۔

☆ یہ حضرت شاہؒ کی ہمہ گیر اسلامی تحریک اور علمی و عملی جہاد کا ایک شاندار حصہ اور بابِ عالی تھا۔

☆ وہ امت کے افراد بالخصوص ملتِ ہندیہ اسلامیہ کو کتاب وسنت سے جوڑنے کا کام کر رہے تھے۔

☆ قرآن مجید کے فارسی ترجمہ وتفسیر -فتح الرحمٰن-، حدیث شریف کی کتابِ اول -موطا امام مالک- کی فارسی شرح مصفیٰ اور فقہ وتصوف اور اخلاق کے دوسرے فارسی رسائل و کتب کی مانند ان کا فارسی رسالۂ سیرت -سرور المحزون- بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔

☆ وہ ان کے اسی علمی اور عملی جہاد کا حصہ تھا۔ وہ ان کے ذریعہ امت کو واسطوں سے نکال کر براہ راست اللہ ورسول سے جوڑنا چاہتے تھے اور درحقیقت اُن کی علمی تحریک نے بڑے برگ وبار پیدا کئے۔

☆ حضرت شاہؒ نے اپنے بلند تر علمی مقام اور فروزاں تر عبقری مرتبت کو ایک علمی کام میں سد راہ نہیں ہونے دیا۔ وہ ہر لحاظ سے امام ابن سید الناسؒ سے بہتر تھے اور ہر میدانِ علم وعمل میں ان سے آگے، تاہم اپنے ایک پیشرو کے اچھے کام کو اپنے عوام تک پہونچانے میں انھوں نے کوئی عار نہیں محسوس کیا۔

☆ اس سے قبل وہ خاص اپنے فنی اور علمی انداز سے اپنی بنیادی شاہکار کتاب- حجۃ اللہ البالغہ- میں سیرت نبوی پر ایک باب لکھ چکے تھے جو ایک مختصرِ سیرت کا درجہ رکھتا ہے لیکن وہ عربی میں تھا اور فنی لحاظ سے عوامی فہم سے بلند۔

☆ قرآن مجید کے سلیس وسادہ مگر انتہائی ادبی زبان میں ترجمہ کی طرح ڈالنے کے بعد اس رسالۂ سیرت کے ذریعہ عوام کے لئے سادہ و دلنشین اسلوب میں حضرت شاہؒ نے سرور المحزون لکھی جو ترجمہ ہوتے ہوئے بھی طبعزاد رسالۂ سیرت ہے۔

فارسی ترجمہ -سرور المحزون- میں حضرت شاہؒ نے بنیادی طور سے اپنے اصل متن کی

Marfat.com

پیروی ضروری ہے مگر ان کی علمی عبقریت، فنی مہارت اور قرآن وحدیث کی خصوصی تربیت نے ان کو اس متن میں اضافہ وترمیم کرنے پر بھی مجبور کر دیا ہے۔ حضرت شاہؒ نے خود اپنے مختصر ترین مقدمے میں اس رد و بدل کا بہت ہی مختصر حوالہ دیا ہے جس کے معانی کی تفہیم ذرا کم ہوئی۔ متاخرین نے حسب معمول حضرت شاہؒ کی عبقریت سے مرعوب ہو کر یہ لکھ دیا کہ انھوں نے امام ابن سید الناسؒ کی ضعیف وکمزور روایتوں کی جگہ صحیح اور طاقتور روایات لکھ دیں۔ یہ صرف آدھا سچ ہے۔ پورا سچ ہمارے تنقیدی تبصرہ میں تفصیل کے ساتھ ملے گا۔

مختصراً یہ کہا جا سکتا ہے کہ حضرت شاہؒ نے اچھے اضافات بھی کیے ہیں اور بعض ناقابلِ توجیہ قسم کے تصرفات اور غیر ضروری کتر بیونت بھی کی ہے۔ بہت سی کمزور روایتوں کو جوں کا توں قبول کر لیا ہے اور ان کو نہ صرف نکالا نہیں بلکہ ان پر نقد بھی نہیں کیا ہے۔ ہماری یہ بات چھوٹا منہ اور بڑی بات کے مصداق ہے تاہم سچی ہے، کبھی کبھی چھوٹے بھی بڑی کھری اور سچی باتیں کہہ جاتے ہیں۔ وہ ان کی جزوی فضیلت ثابت کرتی ہیں اور نہ کلی فضیلت، بلکہ وہ انھیں بزرگوں کی عطا کردہ تعلیم وتربیت اور تہذیب کا عطیۂ خاص ہوتی ہیں۔ عالی ظرف اکابر ان پر اپنے خوردوں کی تحسین بھی کرتے ہیں اور حوصلہ افزائی بھی، صرف کم ظرف ان پر منہ بناتے اور برا مانتے ہیں۔ اصل اسلامی کسوٹی کتاب وسنت کی عطا کردہ ہے، یہی ان بزرگانِ سلف نے سکھایا اور سمجھایا ہے۔ سیرتِ نبوی کے باب میں ہو یا کسی اور میدان میں، اصل عیار اللہ تعالیٰ اور اس کے آخری رسولِ اکرم ﷺ کا فرمان ہے، اس پر کھرا اترنا ضروری ہے، دوسرا کوئی عیار نہیں۔ ہمارے اکابر نے اس معیاری اور معتبر عیار کل سے ہٹ کر کوئی بات کہی ہے تو وہ قابلِ گرفت سے زیادہ قابلِ اصلاح ہے۔ ہمارے نقد وتبصرہ کا معیار وعیار یہی ہے اور اس کی سچائی اس موازنے سے معلوم کی جا سکتی ہے جو بطور ثبوت پیش کیا گیا ہے۔

Marfat.com

خاکسار راقم کا ہمیشہ طریقۂ نگارش یہی رہا کہ اکابر ہوں یا اصاغر، ان کے کاموں کے تنقیدی تجزیے میں پورا ادب واحترام ملحوظ رکھا جائے اور سچی بات کہی جائے۔ کبھی یہ بات سمجھ میں نہ آئی، اور دعا ہے کہ کبھی سمجھ میں بھی نہ آئے، کہ بزرگوں کی خطاؤں کی پیروی کی جائے۔ نہ جانے کس بے ادب اور بے اصول نے یہ قاعدۂ احترام مقرر کیا ہے کہ نہ صرف ان کی غلطیوں سے چشم پوشی کی جائے بلکہ ان کی توجیہ وتاویل کر کے اور اندھی تقلید کا ثبوت دیا جائے۔ یہ اکابر پرستی تو ہے ہی، حق کا خونِ ناحق ہے۔ بلکہ، خاکم بدہن، اللہ اور اس کے معظم ومکرم رسول اللہ ﷺ کی شانِ عظمت میں گستاخی اور اسلامی روایتِ نقد وتصحیح کی توہین بھی ہے۔

(۲)

اس مطالعۂ سیرت اور علمی پیشکش کی چند لائقِ توجہ جہات ہیں جن کا ذکر کرنا اس پیش لفظ میں ضروری ہے تا کہ کتاب کے مطالعہ کا صحیح رخ متعین ہو جائے اور زاویۂ نگاہ درست ہو جائے اور مطالعہ کے اختتام پر خاکسارانہ پیشکش کا مقام بھی سمجھ میں آ جائے۔ اس مطالعۂ سیرت کے چار بنیادی ابواب یا ارکان ہیں:

☆ اول رکن اصل عربی متن ہے جو امام ابن سید الناسؒ کا تحریر کردہ ہے۔ اس کے بارے میں خود مولفِ گرامی کا دعویٰ ہے کہ اپنی مفصل کتابِ سیرت "**عیون الاثر فی فنون المغازی والشمائل والسیر**" لکھنے کے بعد اس کی تلخیص اس رسالہ میں کی ہے۔ متاخرین نے بالعموم ان کے اس دعویٰ کو قبول کر لیا ہے۔ ہمارا تقابلی اور تنقیدی مطالعہ اس کو قبول کرنے میں مانع ہے۔

بہر حال وہ مختصر ترین متنِ سیرتِ نبوی یا صحیح معنی میں خلاصۂ سیرت ہے۔ اپنی زبان وبیان کے اعتبار سے بہت معیاری ہے۔ اس کے علاوہ اس کی دوسری خصوصیات کا جائزہ لیا گیا ہے۔

نور العیون کا مختصرِ سیرت اپنی مقبولیت کے باوجود ذرا کم شرمندۂ طباعت ہوا ہے۔ ۱۹۵۴ء میں وہ مصر سے شائع ہوا تھا اور ممکن ہے کہ اس کی دوسری طباعتیں بھی ہوں مگر وہ دستیاب نہیں

Marfat.com

ہیں۔البتہ اس کے مخطوطات خوب ملتے ہیں۔ ہمارا پیش کردہ متن ایک مخطوطہ ہی پر مبنی ہے۔اس کی حتی الامکان تصحیح کی گئی ہے مگر تدوینِ متن کے لئے مختلف مخطوطات سے اس کا موازنہ اور تدوینی اختلافات کو پیش نظر نہیں رکھا گیا کیونکہ وہ ایک دوسرا کام ہے جو شاید بعد میں انجام دیا جا سکے۔

عربی متن کی مختلف فصول کو قائم کیا گیا ہے۔ان میں سے بعض مخطوطہ میں موجود ہیں اور بعض کا اضافہ کیا گیا ہے۔خاکسارانہ اضافات کو کھڑے قوسین [ ] سے ظاہر کیا گیا ہے۔

ہر فصل کو الگ الگ رکھا گیا ہے تا کہ ہر ایک کا موضوع واضح رہے، دوسرے اس کے فارسی ترجمۂ ولی اللّٰہی اور اردو ترجمۂ خاکسار سے موازنہ کیا جا سکے۔اس کے لئے تمام فصولِ نور العیون و سرور المحزون اور ایضاح المکنون کی فصول کے تمام عناوین اور سرخیاں یکساں ہی قائم کی گئی ہیں۔

تصحیحِ عبارت کے لئے پیشرو کتابوں بالخصوص امام محب طبریؒ کے ''خلاصة السیر'' کی عبارتوں کو پیشِ نظر رکھا گیا ہے اور کہیں کہیں مؤلفِ گرامی کی مفصل کتابِ سیرت ''عیون الاثر''اور بعض دوسری کتبِ سیرت سے بھی مدد لی گئی ہے۔

(۳)

حضرت شاہؒ کے ترجمہ سرور المحزون کا متن امام ابن سید الناسؒ کے عربی متن کے بعد رکھا گیا ہے اور اس کی فصول کے عناوین اور سرخیوں کو قائم کیا گیا ہے۔ ہمارے نظر ''سرور المحزون'' کا مطبوعہ نسخہ ہے جو مطبع مجتبائی دہلی ۱۳۰۸ء کا شائع کردہ ہے۔وہ بہت صحیح اور عمدہ نستعلیق میں چھاپا گیا ہے اور اپنے زمانہ کے لحاظ سے خاصا معیاری بھی ہے۔مولانا آزاد لائبریری یونیورسٹی علی گڑھ کے حبیب گنج کلکشن سے اس کا فوٹو اسٹیٹ حاصل کیا گیا اور اس پر کام کیا گیا ہے۔وہ دراصل مولانا حبیب الرحمٰن شیروانیؒ کے ذخیرۂ شیروانی کا ایک نادر و کمیاب نسخہ ہے جس پر حضرت موصوف کی تحریر مع دستخط موجود ہے۔مولانا شیروانیؒ ایک صاحبِ دل،

Marfat.com

ایک صاحبِ نظر اور صاحبِ طریقت بزرگ ہونے کے علاوہ علم پرور اور علماء نواز شخصیت تھے۔
ان کا یہ بڑا کارنامہ ہے کہ انھوں نے اتنا عظیم ذخیرۂ مخطوطات و مطبوعات جمع کیا اور اس سے بڑا کارنامہ یہ ہے کہ اس کو محفوظ کرنے اور اس سے استفادۂ عام کرنے کے لئے اسے اپنی مادرِ درسگاہ کے حوالے کر دیا۔ ان کی یہ تحریر بطور تبرک نقل کی جاتی ہے: ''تشرفت باشترائه من تاجر دهلوی فی شهر جمادیٰ الاخریٰ ۱۲۵۹ الهجریة'' اور اس کے نیچے حضرتِ موصوف کے دستخط ہیں جن کو نہ جانے کیوں روسیاہی سے بدنما کر دیا گیا ہے۔ بہرحال ایک دلچسپ بات یہ ہے کہ حضرت شیروانی نے ایک دہلوی تاجر سے اس کی خرید کے شرف سے مشرف ہونے کی بات عربی میں کہی ہے جبکہ وہ کتاب فارسی کی ہے۔

سرور المحزون کے متنِ فارسی کے اندر فصول کے عناوین بالکل نہیں ہیں اور جو ہیں وہ اصل عبارت کے ہیں اور ان کو بطور عناوین کہیں کہیں واضح کر دیا گیا ہے۔ اس لئے یکسانیت متونِ ثلاثہ اور وضاحت کے لئے ان کی فصول بھی قائم کی گئی ہیں اور ان کو متن سے [ ] کے ذریعہ ممتاز کر دیا گیا ہے۔ اس کام میں مطبوعہ نسخہ کے حواشیٔ میمنہ و میسرہ پر ثبت عناوین سے بھی مدد لی گئی ہے بلکہ بیشتر جگہ انھیں کو محفوظ رکھا گیا ہے۔

تصحیحِ متنِ فارسی کے لئے مختلف مخطوطات سے مدد لی جاسکتی تھی جن میں سے کم از کم تین مولانا آزاد لائبریری کے شعبۂ مخطوطات میں موجود ہیں: ۱- حبیب گنج کلکشن فارسی ۱۴/۹، ورق: ۴۰، سطر: ۱۳، سائز: ۱-۴×۹-۶؛ ۲- جواہر میوزیم کلکشن فارسی ۱۶/۱، اوراق: ۲۴، سائز ۶×۱-۸؛ ۳- سبحان اللہ کلکشن ۹۲۰/۵۰ ف ضمیمہ، اوراق: ۳۲۔ ان مخطوطات کے اور مطبوعہ نسخہ کے تقابلی مطالعہ سے واضح ہوتا ہے کہ بعض لفظی اختلافات کے باوجود مطبوعہ نسخہ بالکل صحیح ہے۔ اس کی صحت کا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے کہ وہ اپنے اصل عربی متن سے بالکل مطابقتِ معنوی اور ترتیبِ لفظی رکھتا ہے۔

Marfat.com

بعض اختلافات دراصل تصرفات شاہؒ ہیں یا حسبِ معمول تصرفاتِ کاتبینِ کرام۔

مذکورہ بالا تینوں مخطوطات میں سے صرف موخر الذکر (سبحان اللہ کلکشن مخطوطہ) میں ترقیمہ ملتا ہے جو بہت قیمتی ہے۔ اس کے کاتب واحد علی نامی ایک طالب العلم تھے جنہوں نے ''مولانا مرشدنا افضل العلماء اکمل الفضلاء بلادنا المشتہر حضرت مولوی شمس الدین صاحب بسط اللہ طلب فیض کرامتہ علینا'' کے ''حسب الارشاد'' لکھا تھا۔ مخطوطہ کی تاریخِ کتابت مذکور نہیں ہے۔ مگر اس سے زیادہ قیمتی اور نادرونایاب تاریخ تالیفِ سرور المحزون ہے جو ۱۱۴۸ھ ہے جیسا کہ ترقیمہ کی اولین عبارت ہے: '' ترقیمہ: باتمام رسید نسخۂ سرور المحزون ترجمۂ نور العیون از تصانیفِ شاہ ولی اللہ صاحب، درسیرِ نبی واحوالِ الرسول غفر اللہ له ولوالدیه ۱۱۴۸ھ از ہجرتِ پیغامبر ﷺ، الحمدلله علیٰ ذلک وافضل الصلوات واکمل التحیات علیٰ اخص خلقه محمد ﷺ وآله اجمعین ''۔ اس عبارت سے واضح ہوتا ہے کہ حضرت شاہؒ نے سرور المحزون کی تالیف ۱۱۴۸ھ/۱۷۳۵ء میں کی تھی یعنی اپنی وفات ۱۱۷۶ھ/۱۷۶۲ء سے قریب قریب چھبیس سال پہلے۔ عیسوی تقویم سے ۱۱۴۸ ہجری کا سال ۲۴ر مئی ۱۷۳۵ء اور ۱۲ر مئی ۱۷۳۶ء کے درمیان پڑتا ہے۔ بہر حال یہ خیال ہوتا ہے کہ وہ اول الذکر سنہ عیسوی ۱۷۳۵ء کی تالیف ہے۔ اس طرح وہ حضرت شاہؒ کی ابتدائی عمرِ تالیف کا کارنامہ معلوم ہوتا ہے جب حضرت شاہؒ کی عمر محض ۳۴ سال تھی۔

ایک قیاس یہ ہے کہ اس رسالۂ سیرت کی فارسی تالیف حضرت شاہؒ کے شاہکار حجۃ اللہ البالغہ کی تالیف کے معاً بعد ہی وجود میں آئی تھی۔ اس کے متعدد قرائن ہیں۔ حضرت شاہؒ کی کتاب حجۃ، جیسا کہ ثابت کیا جا چکا ہے، ان کی حرمینِ شریفین سے واپسی کے معاً بعد شروع ہوئی اور تین سال کی محنتِ شاقہ کے بعد تکمیل کو پہونچی۔ وہ بہر حال ۱۱۴۸ھ/۱۷۳۵ء کے وسط تک نہ صرف

Marfat.com

مکمل ہی ہوئی بلکہ مقبولِ عام وخواص بن گئی تھی۔اس کتاب شاہکار کے اواخر میں حضرت شاہؒ نے ''سیر النبی ﷺ'' کے عنوان سے ایک شاندار باب لکھا ہے۔وہ حکیمانہ اسلوب ودقیق انداز کا رسالہ سیرت ضرور ہے مگر عام فہمی سے کافی بلند۔لہٰذا حضرت شاہؒ کے احباب وتلامذہ اور دوسرے دوستوں نے امام ابن سید الناسؒ کے رسالۂ سیرت کے فارسی ترجمہ کی درخواست اسی زمانے میں کی ہوگی اور حضرت شاہؒ نے اسے ایک مختصر مدت۔دو چار دنوں کے اندر ہی۔مکمل کردیا ہوگا کہ وہ کوئی مشکل کام نہ تھا۔بہرحال ان قرائن اور مخطوطۂ سبحان اللہ کی واضح تاریخ سے ثابت ہوتا ہے کہ سرور المحزون ۱۱۴۸ھ/۱۷۳۵ء ہی کی تالیف ہے (ملاحظہ ہو: مضمون خاکسار: ''حجۃ اللہ البالغہ کا سنۂ تالیف'' مشمولہ ''حجۃ اللہ البالغہ-ایک تجزیاتی مطالعہ''، مرتبہ خاکسار، شاہ ولی اللہ دہلوی ریسرچ سیل، ادارۂ علوم اسلامیہ، مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ، مارچ ۲۰۰۲ء، ۱-۱۰ بالخصوص ۷-۸)۔

(۴)

''سرور المحزون'' کی تالیف کا مقصد یہ تھا کہ عام اہلِ علم اور عربی سے نابلد افراد و طبقات ایک شاندار خلاصۂ سیرت کے مضامین سے واقف ہوسکیں اور ان کو ایک مختصر کتابچہ میں ان کے محبوب ومکرم رسول ﷺ کی حیاتِ طیبہ کے مختلف گوشوں سے بہ سہولت وخوبی واقفیت ہوجائے کیونکہ حضرت شاہؒ کے زمانے تک عربی خواص بلکہ اخص الخواص کی زبان بن کر رہ گئی تھی۔اب یہ زمانہ آن لگا ہے کہ فارسی کو جاننے والے بہت کم رہ گئے، عوام کی زبان صرف مسلم اقلیت کی ایک اقلیت کی زبان اردو رہ گئی ہے۔عام طلبہ وطالبات اور جدید تعلیمافتہ بھی اس سے ناواقف ہوتے جارہے ہیں، وجہ صرف ہماری نادانی ہے۔

بہرحال عربی وفارسی سے نابلد افراد وطبقات اور ان میں سے اردوخواں کے لئے کئی اردو تراجم کیے گئے ہیں۔ان میں سے بعض یا سب مترجمین حضرات نے حضرت شاہؒ کی تالیفِ لطیف کا

Marfat.com

ترجمہ اپنی زبان میں برائے تبرک وحصولِ سعادت بھی کیا ہوگا۔ یہ اردو تراجم حسب ذیل ہیں:

۱۔''عین العیون'' کے عنوان سے ابوالقاسم بن عبدالعزیز ہسوی کا ترجمہ جو ٹونک سے ۱۲۷۱ھ میں چھپا تھا۔ ۲۔الکنز المکنون کے نام سے مولا بخش چشتی کا ترجمہ جو ستارۂ ہند دہلی سے ۱۳۱۵ھ میں شائع ہوا تھا۔ ۳۔''الذکر المیمون'' کے عنوان سے عاشق الٰہی کا ترجمہ جو مطبعِ دہلی سے چھپا تھا۔ تاریخِ طباعت نہیں معلوم ہوسکی۔ ۴۔محمد عبدالرزاق نے ''گوہر مخزون'' کے نام سے اردو ترجمہ کیا تھا، تاریخِ طباعت نہیں معلوم۔ ۵۔خلیفہ محمد عاقل نے ''سیرت الرسول'' کے نام سے ترجمہ کیا، وہ دارالاشاعت کراچی سے شائع ہوا۔ ۶۔عزیز ملک نے ''سید المرسلین'' کے نام سے لاہور ۱۹۷۶ء سے اپنا اردو ترجمہ شائع کیا۔

ممکن ہے کہ بعض دوسرے اردو تراجم بھی ہوئے ہوں اور ہمارے علم میں نہ آسکے۔ ان میں سے کوئی بھی اردو ترجمہ کوششِ بسیار کے باوجود دستیاب نہیں ہوسکا۔ کم از کم علی گڑھ میں موجود نہیں، کتب خانے میں اگر فہرست مطبوعات میں موجود ہے تو بھی دستیاب نہیں ہوسکا۔

ان سب کے باوجود خاکسار نے ایک نئے ترجمہ کی ضرورت محسوس کی۔ کچھ تو اس وجہ سے کہ وہ قدیم تراجم ہیں اور ان کی زبان وبیان قدیم ہے۔ کچھ اس بنا پر کہ ہمارے ادارہ سے ان تینوں کا بیک وقت اجراء واشاعت ہوتا کہ اصل عربی متن، اس کے فارسی ترجمۂ شاہ اور اس کے اردو ترجمہ خاکسار کا سہ آتشہ بیک وقت ہر ایک کے لئے دستیاب ہو۔ اردو ترجمہ میں یہ حقیقت واضح کرنی ضروری ہے کہ وہ حضرت شاہؒ کے فارسی ترجمہ کا جدید اردو ترجمہ ہے، نور العیون کا براہ راست ترجمہ نہیں، اس سے ہمیں کوئی مطلب نہیں اور اگر ہے تو حضرت شاہؒ کے حوالے سے ہے۔ اردو ترجمہ میں فارسی متن کی وفادارانہ پیروی کی گئی ہے اور سلیس وسادہ زبان میں ترجمہ کیا گیا ہے تاکہ سب اردو داں سمجھ سکیں۔

Marfat.com

(۵)

اصل عربی متن، اس کے فارسی ترجمہ اور فارسی کے اردو روپ کو اسی ترتیب سے اس کتاب کے اواخر میں رکھنا مناسب سمجھا ہے۔ بحیثیت مرتب و مترجم خاکسار نے یہ ضروری جانا کہ اس پر ایک مفصل و مدلل مقدمہ لکھا جائے جس میں تحلیل و تنقید بھی پوری ہو۔ یہ خاکسارانہ پیشکش ہے لہذا اس کی خصوصیات و اوصاف کا بیان قلمِ خاکسار سے اپنے منہ مٹھو میاں بننے کے مرادف ہوگا لہذا ان کے بعض مباحث کی تھوڑی تھوڑی تفصیل دی جا رہی ہے تا کہ کاوشِ خاکسار کی جگر کاوی کا کچھ اندازہ دوسرے فرہادانِ جوئے علم کو بھی ہو جائے۔ ناقدین و مبصرین حضرات وخواتین کے لئے بھی صلائے عام ہے کہ وہ اپنے تیرانِ نقد و نظر کو کمان پر چڑھالیں۔

☆ سیرت نگاری کے اہم رجحانات کا مختصر تجزیاتی مطالعہ کر کے تلخیص نگاری پر کافی کلام کیا ہے اور نور العیون اور سرور المحزون کا اس رجحان سے ربط و تعلق اور اس کا مقام و مرتبہ متعین کیا ہے۔

☆ مختصراتِ سیرت میں بطورِ خاص امام ابن سید الناسؒ کے دو اہم پیشرووں- امام عبدالغنی مقدسی جماعیلیؒ کی ''سیرۃ النبی'' اور امام محب طبریؒ کی تلخیص'' خلاصۃ السیر''- کا تحلیلی مطالعہ کیا ہے۔ ان تینوں امامانِ اختصار و تلخیص کے مناہجِ تالیف سے بھی بحث کی ہے۔

☆ حضرت شاہؒ کے فارسی ترجمہ ''سرور المحزون'' کا ان مذکورہ بالا مختصراتِ سیرت سے تقابلی مطالعہ کیا ہے اور حضرت شاہؒ کے طریقۂ تالیف اور اس کے امتیازات سے بحث کی ہے۔

☆ تنقیدی تجزیۂ خاکسار میں حضرت شاہؒ کے اضافات و تصرفات سے بحث کرتے ہوئے ان کے منفی پہلوؤں کو بھی اجاگر کیا گیا ہے۔ بعض تنقیدیں خاصی سخت معلوم ہوتی ہیں تاہم ان کی صحت پر شبہ نہ کرنے کے لئے اصل آخذ و متون کو پیش کر دیا گیا ہے۔ ''نقصاناتِ ترجمۂ شاہ'' اور ''استدراکِ شاہ کا فقدان'' میں کافی موادِ تنقید موجود ہے جو بزرگوں کو ان کے اپنے معیار کے شکنجے میں کستا ہے۔

Marfat.com

☆ تقابلی وتنقیدی مطالعہ سے نور العیون اور سرور المحزون دونوں کے بنیادی ماخذ کی نشاندہی بہت سے شواہد کے ساتھ کی گئی ہے۔

ان تمام تنقیدی تجزیوں کا مقصد بہت واضح ہے۔ کسی کتاب کا ترجمہ یا ترجمانی کا معاملہ درپیش ہو، علمی دیانت اور اسلامی روایت کا تقاضا ہے کہ ''اصل'' کو جوں کا توں پیش کر دیا جائے، اس کے متن میں تصرف نہ کیا جائے، کم از کم اس کی کسی عبارت کو ساقط نہ کیا جائے، اضافہ وترمیم کی وضاحت کر دی جائے، غلط یا غیر صحیح روایت کو نقل کر کے اس پر نقد کیا جائے اور صحیح روایت پیش کی جائے۔ یہ کسی مصنف یا مترجم یا شارح کو حق نہیں پہونچتا کہ وہ اصل متن میں خرد برد کرے۔ یہ مقصود نہیں کہ اصل سے اختلافِ علمی واسلامی نہ کیا جائے، ضرور کیا جائے، مگر اپنی رائے وتبصرہ اور تجزیہ وتنقید کو متن کی جگہ نہ دی جائے۔ ایسی ہر حرکت گرفتنی ہے، خواہ ذمہ دار کوئی بھی ہو۔

(۶)

شاہ ولی اللہ دہلوی ریسرچ سیل کے قیام سے اب تک چھ برسوں میں خاکسار راقم نے کئی کتابیں لکھیں یا مرتب کیں۔ ان میں ''شاہ ولی اللہ کا فلسفۂ سیرت'' اولین کوشش ہے جو مذکورہ سیل کے افتتاح کے موقعہ پر پیش کی گئی تھی۔ یہ ۲۰۰۰ء کی بات ہے۔ اس کے بعد شاہ ولی اللہ سیمیناروں کا مبارک سلسلہ شروع ہوا۔ سب سے پہلا سیمینار حضرت شاہ کی شاہکار کتاب ''حجۃ اللہ البالغہ'' پر منعقد کیا گیا۔ ۲۰۰۱ء کے اس بین الاقوامی سیمینار میں ملکی علماء اور دانشوروں کی ایک قابلِ ذکر تعداد کے علاوہ ایران، پاکستان وغیرہ کے متعدد اہل فکر ودانش نے حصہ لیا اور اپنے گراں قدر خطبات و مقالات سے ادارہ کی توقیر اور مذاکرہ کا معیار بڑھایا۔ اس سیمینار کے چیدہ مقالات کو ''حجۃ اللہ البالغہ - ایک تجزیاتی مطالعہ'' کے عنوان سے مرتب کر کے ۲۰۰۲ء میں شائع کیا گیا اور اس سے قبل خاص سیمینار کے موقعہ پر خاکسار راقم کا ایک مختصر جامع کتابچہ ''حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی - شخصیت

Marfat.com

وحکمت کا ایک تعارف'' پیش کیا گیا۔ اسی موقعہ پر اس کے دو انگریزی اور عربی تراجم بھی سامنے آئے: انگریزی ترجمہ محترم پروفیسر عبدالرحیم قدوائی مدظلہ کے قلم سے ہے اور عربی ترجمہ عزیزم ڈاکٹر علیم اشرف علی جائسی کے قلم سے۔ دونوں بزرگ وخورد عمر کے تفاوت کے باوجود اپنے اپنے مقام پر علوم اسلامی کے متبحر عالم بھی ہیں اور صاحب طرز اہلِ قلم بھی۔ ادارے کو ان کی مزید خدمات کی ضرورت ہے، خاکسار راقم پر تو ان کے کرمہائے بے پایاں ہیں۔

اس کے بعد کچھ ایسی صورت حال پیدا ہوئی کہ سیمینار تو ہوتے رہے مگر ان کے مقالات کے چھپنے کی نوبت نہ آسکی۔ کسی اور کا دوش نہیں، صرف خاکسار راقم کی حد سے زیادہ بڑھی ہوئی مصروفیات اور حالات کی ستم ظریفی اس قصور کی ذمہ دار ہیں۔ بہر حال دوسرے برسوں میں بالترتیب ولی اللٰہی سیمیناروں کے موضوعات تھے: شاہ ولی اللہ کا تصوف ۲۰۰۳ء؛ شاہ ولی اللہ کی خدماتِ حدیث ۲۰۰۴ء؛ شاہ ولی اللہ کی فقہی خدمات ۲۰۰۵ء وغیرہ۔ خوش قسمتی سے شاہ صاحبؒ کی خدماتِ حدیث پر خاکسار راقم نے ''حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی کی خدماتِ حدیث'' کے نام سے ایک تحقیقی و تنقیدی ضخیم کتاب پیش کی جو ان کے مسویٰ و مصفّٰی کا تجزیاتی مطالعہ ہے۔ ان کی کتب و رسائل تصوف میں احادیث کی ایک صوفیانہ شرح بھی ملتی ہے جو کتاب حجۃ جیسی ہے۔ اس پر ایک کتابِ خاکسار تیار ہے اور جلد ہی پیش کی جائے گی۔ بیچ کے خالی برسوں کے علمی خلاء کو پُر کرنے کے لئے امسال کے ولی اللٰہی سمینار ''حضرت شاہ ولی اللہ کی خدماتِ سیرت وتاریخ'' کے موقعہ پر یہ مطالعۂ سیرت مرتب کر کے شائع کرنے کی سعادت حاصل ہو رہی ہے۔ خدماتِ حدیث کی اشاعت کی طرح یہ اشاعت بھی حضرت شاہ ولی اللہ اکیڈمی پھلت کے صاحبِ دل، صاحبِ طریقت اور صاحبِ علم وسخا حضرت مولانا محمد کلیم صدیقی مدظلہ العالی کے فعال تعاون کی مرہون منت ہے۔ حضرت موصوف کے دوسرے مبرات واحسانات بھی ہیں جو ولی اللٰہی سیمیناروں کے انعقاد کی

Marfat.com

ہمت دلاتے ہیں۔ ورنہ اربابِ جامعہ تو حوصلہ شکنی پر آمادہ نظر آتے ہیں۔ جامعۂ شاہ ولی اللہ پھلت کے دوسرے مخلص کارکنان بالخصوص مولانا محمد طاہر ندوی اور مولانا وصی سلیمان ندوی بھی ہمارے معاونینِ خیر ہیں۔ امید ہے کہ ان کے احسانات کا سلسلہ برابر جاری رہے گا۔

(۷)

آخر میں سب محسنوں اور معاونوں کا شکریہ ادا کرنا واجب اور ضروری معلوم ہوتا ہے۔ ہمارا زبانی و علمی شکریہ تو محض خانہ پری ہے۔ ان کے احسان و تعاون کا اصل صلہ اور اجر و ثواب تو صرف اللہ رب العالمین ہی عطا کرسکتا ہے اور یقیناً عطا کرے گا کہ وہ اس کا وعدہ ہے۔

☆ لہذا سب سے پہلے اللہ رب العزت کا شکر و حمد کرتا ہوں کہ اس نے فضلِ خاص سے نوازا، توفیقِ خدمت ارزانی کی اور بندہ پروری کی۔

☆ رسولِ اکرم ﷺ کی خدمتِ اقدس میں آپ کے شایانِ شان درود و صلوٰۃ کے بعد شکرگذاری اور احسان مندی کا اظہار کرتا ہوں کہ آپ ﷺ ہی کے وسیلہ سے یہ تمام نعمتیں ملیں، یہ تمام خدمتیں میسر آئیں اور یہ تمام علمی سوغاتیں ارزانی ہوئیں۔

☆ تمام بزرگ، سلف و خلف، محدثین، اہلِ سیر اور علماءِ اسلام کا احسان بھی سر کو گرانبار کرتا ہے کہ وہ نہ ہوتے اور ان کی علمی خدمات نہ ہوتیں تو ہم خلف کیا کرتے، ہمارا علم بھی ناقص ہوتا اور ہمارا کام بھی ادھورا ہوتا۔ اللہ تعالیٰ ہی ان کو اپنے فضل سے نوازے گا۔

☆ اپنے والدینِ ماجدین۔ مولوی انعام علی رحمہ اللہ اور بی بی تسلیمؒ۔ کا ہمیشہ احسان مند رہوں گا کہ ان کا لختِ جگر ہی نہیں، ان کا پروردہ اور تربیت یافتہ ہوں۔ ان کے احسانات کا ایک شمہ بھی ادا کرنے سے قاصر ہوں۔ بس دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کو اپنی رحمتِ خاص سے نوازے۔

☆ اپنے تمام اساتذۂ کرام، دوسرے محسنین اور معاونین کا شکرگذار ہوں کہ ان کی کرم

Marfat.com

فرمائیوں نے ذرہ نوازی کی مثال قائم کی۔

☆ خاص احسان شناسی اور شکر گذاری اہلیہ محترمہ-شمس النساء یاسمین- کی محبت و خدمت کے نام ہے۔

☆ تمام اولا و طلبہ اور تلامذہ کا بھی ان کی محبت و خدمت اور رفاقت کے لئے شکر گذار ہوں۔ بالخصوص احمد معین سلمہ کا جو خدمتگاری اور محبت فشانی کی صورت میں کمپوزنگ کر کے تمام مشکلات سے بچاتے ہیں۔طلبائے عزیز میں عزیزم جمشید احمد ندوی سلمہ کا خاص ممنون رہتا ہوں کہ وہ تصحیحِ اغلاط کے مشکل کام سے عہدہ برآ ہی نہیں ہوتے، یوں بھی اپنی خدمتوں سے نوازتے ہیں۔ عزیز مکرم نے امام ابن سید الناسؒ کے مخطوطہ **نور العیون** کو نقل کر کے اسے پیش کرنے کے لائق بنایا۔ دراصل وہ آدھے مصنف اس کتاب کے ہیں۔عزیز گرامی مولانا شبیر احمد قاسمی سلمہ کا بھی شکر گذار ہوں کہ انھوں نے سرور المحزون کی کمپوزنگ کی اصلاح میں ہاتھ بٹایا اور دوسری خدمات انجام دیں۔

☆ ادارۂ علوم اسلامیہ کے تمام رفقاء کرام بالخصوص شعبہ کے موجودہ سربراہ پروفیسر سید احسن صاحب مدظلہ کا بھی ممنون ہوں کہ وہ توقیرِ کبیر کے راز سے واقف، تعاون و محبت کی لطافت کے حامل اور عقیدت و احترام کی کارگذاری سے آگاہ ہیں۔

☆ حسب دستور ادارہ علوم اسلامیہ کے محبت آگیں لائبریرین کبیر احمد خاں صاحب کی امداد و تعاون سے زیادہ ان کی محبت و عقیدت کے لئے سراپا سپاس ہوں۔ وہ اور ان کے تمام رفقاء حسنِ خدمت کا پیکر، محبتِ فاتح عالم کے نمونے اور جمالِ کردار و گفتار کے غازی ہیں۔

خادمِ علم و علماء

محمد یٰسین مظہر صدیقی

الامین-٦٤-احمد نگر، علی گڑھ

۳ ررجب المرجب

۳۰ رجولائی ۲۰۰٦ء

Marfat.com

تقدیم

Marfat.com

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سیرت نگاری کے اہم رجحانات

تیسری صدی ہجری/نویں صدی عیسوی کے اختتام تک سیرتِ نبوی کا مواد قریب قریب پورا جمع ہو چکا تھا۔ اس پر مختلف ماہرینِ فن نے اپنی اپنی طبعزاد کتابیں لکھیں۔ سیرتِ نبوی کے یہ بنیادی مصادر و مآخذ ہیں اور یہی سمجھے بھی جاتے ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ سیرتِ نبوی کے صرف دو بنیادی محور ہیں: ایک کی بنیاد امام ابن اسحاق (محمد بن اسحاق ۸۵/۷۰۴-۱۵۰/۷۶۷) نے ڈالی اور اس کو دوام بخش دیا۔ بعد کے تمام سیرت نگاروں نے ان کی ہی امامت میں اور ان کے ہی مواد پر اپنی کتبِ سیرت مرتب کیں۔ امام ابنِ ہشام (عبدالملک بن ہشام، م ۲۱۸/۸۳۳) نے سیرت ابنِ اسحاق کی تلخیص و تہذیب کر کے اسے رواجِ عام دیا۔ ان کی تہذیب سیرتِ ابن اسحاق اپنی جگہ کلاسیکی بنیادی ماخذ بن گئی اور ایک وقت ایسا آیا کہ اس نے سیرتِ ابن اسحاق کی جگہ لے لی۔ شہرت و مقبولیت نے ایک شدید نقصان یہ پہونچایا کہ سیرت امام ابن اسحاق صفحۂ ہستی سے نابود ہو گئی۔ اس کے بعض قطعات بعض کتب خانوں سے ملے ہیں اور ان کو چھاپ بھی دیا گیا ہے لیکن وہ ہر طرح سے ناقص ہیں۔ اب سیرت ابن اسحاق صرف سیرتِ ابن ہشام میں زندہ ہے۔

دوسرا بنیادی محور امام واقدی (محمد بن عمر بن واقد، ۱۳۰/۷۴۷-۲۰۷/۸۲۳) نے اپنی کتابِ سیرت میں فراہم کیا۔ وہ ابن اسحاق کے متوازی چلتا ہے۔ واقدی کی کتابِ سیرت بھی

Marfat.com

عجب اتفاق ہے بالکل کھوئی گئی۔ آج اس کی صرف ''کتاب المغازی'' موجود و متداول ہے۔ بقیہ دو اجزاءِ کتاب ناپید ہیں۔ وہ مخطوطات کی شکل میں ملتے ہیں، نہ مطبوعات کی صورت میں۔ یہ بھی قضا و قدر کا عجب فیصلہ ہے کہ امام واقدی نے اپنی کتاب کو امام ابن اسحاق کے نمونہ پر مبنی کر کے تین اجزاء میں تقسیم کیا تھا، وہ تھے:

۱- کتاب المبتدا/ التاریخ ۲- کتاب المبعث ۳- کتاب المغازی

بس فرق یہ ہے کہ کتاب المبتدا کے نام سے اولین جزء ابن اسحاق کی سیرت کا تھا اور اسے واقدی نے کتاب التاریخ بنا دیا تھا۔ موضوع و مواد کے لحاظ سے دونوں میں کوئی فرق و امتیاز نہ تھا۔ اولین حصہ ابتدائے آفرینش سے بعثتِ نبوی تک کے احوال و واقعاتِ انبیاء و اقوام سے بحث کرتا ہے اور دوسرا بعثتِ نبوی کے واقعات سے اور تیسرا مغازی و سرایا پر توجہ مرکوز رکھتا ہے لیکن اس میں مدنی عہد کے دوسرے سیاسی، سماجی اور تہذیبی واقعات بھی شامل ہیں۔

ایک تیسرا محور امام موسیٰ بن عقبہ (۵۵/ ۶۷۵-۱۴۱/ ۷۵۸) کا تھا جو اپنے دور میں اور بعد کے اسلامی ادوار میں کافی مقبول و معتبر رہا۔ محدثین اور اہلِ سیر دونوں نے ان کی روایات و اقوال کو بہت درخورِ اعتناء سمجھا۔ مگر ان کی کتابِ سیرت جلد ہی اپنا وجود کھو بیٹھی اور اس کے مخطوطات اور قلمی مطبوعات ایسے ناپید ہوئے کہ اب صرف نام باقی ہے۔ بعض متاخرین کی کتابوں میں ان کی روایاتِ سیرت و تاریخ ملتی ہیں۔ ان کو بعض اہلِ علم نے جمع کر کے مدون بھی کر دیا ہے۔ مگر وہ بہر حال سیرتِ نبوی کا پورا تناظر نہیں پیش کرتیں۔ روایات کے مطابق موسیٰ بن عقبہ کی کتابِ سیرت خاصی مختصر تھی۔

کہنے کو تو اور بھی بنیادی محوروں کا نام لیا جا سکتا ہے لیکن اصلاً اب صرف دو محور یا سوتے ہیں: ابن اسحاق اور واقدی۔ بعد کے تمام سیرت نگاروں بلکہ امامانِ فن نے ان ہی دونوں محوروں/ ماخذوں پر کامل بھروسہ کیا ہے البتہ کہیں کہیں وہ دوسرے مآخذ سے بھی روایات و اخبار، اقوال و آراء

Marfat.com

اور نقد و تبصرے لے آتے ہیں جیسے متاخرین اہل قلم ایک دو ماٰخذ پر بھروسہ کر کے کتب سیرت لکھ دیتے ہیں۔ متقدمین ہوں یا متاخرین، بہر حال وہ صاحبانِ علم و فضل ہیں اس لیے وہ دوسرے بہت سے ماٰخذِ علم سے روایات و اخبار و اقوال لے کر اپنی اپنی کتابوں میں انفرادیت کے پیوند لگاتے ہیں لیکن بنیادی معلومات صرف ان ہی دونوں "ماخذ ین" سے حاصل کی جاتی ہیں۔

جامع روایات اور قاموسی کتب کے مصنفینِ کرام نے ایک عظیم الشان کارنامہ یہ انجام دیا کہ بنیادی ماٰخذ - ابن اسحاق اور واقدی - کی روایات و اخبار زیادہ سے زیادہ اپنی کتابوں میں محفوظ کر دیں۔ ان کو اس وقت اصل کتب دستیاب تھیں۔ ابن ہشام کی تہذیب کے علاوہ ابن اسحاق کی متروکہ روایات و اقوال کے ساتھ ساتھ واقدی کی مفقود روایات بھی ان کے ہاں موجود ہیں۔ حافظ کلاعی (سلیمان بن موسیٰ، م ۶۳۴/ ۱۲۳۶)، امام ابن کثیر (اسمٰعیل بن عمر دمشقی، م ۷۷۴/ ۱۳۷۳) اور حافظ ابن حجر عسقلانی (احمد بن علی، م ۸۵۲/ ۱۴۴۸) کی کتابوں میں کثرت سے وہ روایات موجود ہیں۔ ان کی بنیاد پر ابن اسحاق کی سیرت تو شاید اتنی مرتب و مکمل نہیں کی جا سکتی مگر واقدی کی گمشدہ "کتاب التاریخ و المبعث" کے بیشتر حصے بازیافت کیے جا سکتے ہیں۔

تیسری صدی/ نویں صدی کے بعد بہت عظیم الشان کتب سیرت لکھی گئیں اور ان کی شروح و حواشی بھی مرتب ہوئے اور ان میں سے بعض معلومات کی کثرت و جامعیت اور تشریح و تعبیر کی معنویت و ندرت کے سبب اپنی جگہ خود کلاسیکی بن گئیں جیسے ابن ہشام کی سیرت کی شرحِ سہیلی - الروض الانف - جواب شرح کے مقام سے بلند ہو کر ایک بنیادی ماخذِ سیرت بن گئی ہے اور اسی حیثیت سے اب اس کا مقام متعین کیا جاتا ہے۔ لیکن بہر حال انھیں دونوں بنیادی ماٰخذ پر مبنی ہے اگرچہ اس میں اسلامی کتب خانے کی بیشتر کتابوں کا عطر کشید کر کے بھر دیا گیا ہے۔ اسی بنا پر اب اس کو کسی طور سے نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔

Marfat.com

"ماخذ ین شریفین" کے بعد جو کتب سیرت مرتب کی گئیں ان میں سے بہت سی مآخذ کا درجہ رکھتی ہیں لیکن وہ بھی بنیادی طور سے ابن اسحاق و واقدی ہی پر مبنی ہیں۔ ان کی خصوصیت یا ماخذیت یہ ہے کہ انھوں نے حدیث و سیرت، تاریخ و سوانح اور دیگر علوم کی امہاتِ کتب سے ان میں قابل قدر اضافے کیے ہیں اور اپنی تعبیر و تشریح سے انھیں نئی جہات عطا کی ہیں جن کی بنا پر متاخرین کے لئے ان سے استفادہ ناگزیر ہوگیا ہے، حالانکہ وہ بنیادی معلومات فراہم نہیں کرتیں صرف دہراتی ہیں۔ امام ابن کثیر کی سیرتِ نبوی یا بعض دوسرے متاخرین فن جیسے امام ابن حزم اور امام ابن عبدالبر وغیرہ کی کتابوں سے صرفِ نظر نہیں کیا جاسکتا۔ اسی طرح بعض متخصصینِ فنون نے خاص زاویوں سے اسی قدیم و معلوم مواد کو مرتب کر کے اسے نئی جہت دے دی اور ایک نیا گوشہ سیرتِ نبوی کا نکھار دیا اور اجاگر کر دیا جیسے قاضی عیاض کی کتاب الشفاء اور امام ابن قیم کی زاد المعاد وغیرہ ہیں۔

متاخرین کا دورِ سعید ہو یا ہم جیسے کم علموں کا دورِ جدید، کتب سیرت کافی تعداد میں ہر دور میں لکھی جاتی رہی ہیں۔ ان میں سے متعدد متاخرین کی کتابوں نے فنی جلالت حاصل کی ہے اور جدید سیرت نگاروں کے بعض کارنامے قابلِ ستائش ہیں۔ ان کی وجہ صرف یہی ہے کہ ان میں سے متعدد نے بعض دوسرے مآخذ سے نئی معلومات اپنی کتابوں میں پیش کر کے مواد کو قیمتی بنایا ہے۔ منفرد اور محقق سیرت نگاروں نے اپنے تنقیدی اور تجزیاتی مطالعہ سے ان کی عظمت و جلالت قائم کی اور مرتبۂ اعتبار بخشا ہے۔ ایسے ہی منفرد اور محققانہ کاموں کو شہرت و قبولیت بھی ملی اور فنِ سیرت کا افتخار بھی بڑھا۔ جو ان میں معلومات کی ندرت نہ لا سکے، تعبیر و تشریح کی نئی جہت نہ پیدا کر سکے، نقد و تبصرہ سے اسے زیادہ تجلی نہ بنا سکے اور زبان و طرزِ ادا کا جادو نہ جگا سکے ان کا کام محض تبرک بن کر رہ گیا۔ موجودہ دور میں بھی اور بعد کے آنے والے ادوار میں بھی وہی کتب سیرت اپنا مقام بنا سکیں گی جو تجزیہ و تحلیل اور

Marfat.com

تنقید وتبصرہ کے دشوار و جان گسل مراحل سے گذر سکیں اور جو معلومات وواقعات کو ایک نیا تناظر دے سکیں۔ ان میں سے بعض اپنی خصوصیات وصفات کے سبب مآخذ کا درجہ اختیار کر سکتی ہیں اور حقیقت میں کر بھی گئی ہیں اور آئندہ بھی انفرادیت ومعنویت ہی ان کو یہ پایۂ استناد وافتخار بخشے گی۔

مختصراتِ سیرت

تیسری/نویں صدی کے بعد ہی سے سیرت نگاری کا ایک نیا رجحان تلخیص نگاری کی صورت میں منظرِ عام پر آیا۔ اگرچہ تکنیکی طور سے ابن ہشام نے تیسری/نویں صدی ہی میں اس کی طرح ڈال دی تھی جب انھوں نے سیرتِ ابن اسحاق کی تلخیص وتہذیب کی تھی۔ بعد کی صدی میں اور اس کی جانشین صدیوں میں تلخیص نگاری نے فن کی صورت اختیار کر لی اور نئے برگ وبارِ سیرت پیدا کئے۔ تلخیص نگاری کی بنیادی وجہ اور اس کی مقبولیت کی اصلی بنا یہ معلوم ہوتی ہے کہ مؤلفینِ سیرت کے سامنے طبعزاد تالیفات کا میدان اب تنگ ہو چکا تھا اور وہ اس میں زیادہ فنی جولانیاں نہیں دکھا سکتے تھے اس لئے وہ بنیادی مآخذ یا مشہور کتب کی تلخیص کی طرف مائل ہوئے۔ دوسری وجہ یہ تھی کہ ضخیم ومفصل تالیفاتِ سیرت کے مطالعہ وتدریس کے لئے وقت وصلاحیت دونوں کی ضرورت تھی جو نادر ہوتے جا رہے تھے۔ ایک تیسری وجہ یہ بھی بہت اہم تھی کہ سیرتِ نبوی کے بنیادی مواد کے حفظ و یادداشت کے لئے خلاصے زیادہ درکار تھے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حفاظِ حدیث اور معلمینِ سیرت نے طلبہ واساتذہ دونوں کے حفظ وفوری مطالعہ کے لئے اس طرف رخ کیا۔ تلخیص وتہذیب کے بہر حال اپنے دوسرے فوائد بھی تھے۔ چند اوراق میں عام قاری بھی پوری سیرت نگاری کے منظر نامے سے واقف ہو جاتا ہے۔ ان وجوہ سے اور بعض دوسری وجوہ سے بھی مختصراتِ سیرت لکھنے کی مہم چلی اور اس رجحان نے بہر حال سیرتِ نبوی کو مقبول ومحفوظ بنانے میں بڑا کردار ادا کیا۔

Marfat.com

تلخیص نگاری اور مختصر نویسی کی دو صورتیں بہت اہم اور ممتاز نظر آتی ہیں: ایک یہ کہ سیرت نگار کسی ایک خاص کتاب سیرت یا چند کتبِ مشہورہ کو سامنے رکھ کر اپنی تلخیص، مختصر یا خلاصۂ سیرت تیار کرتا۔ اس کی زبان، اسلوب، طرزِ ادا اور موضوعات کی تنظیم و ترتیب وغیرہ اور ان میں ضخامت کی کمیت و کیفیت سب اس کی اپنی ہوتی اور ایسی تمام تلخیصات طبعزاد ہوتی ہیں۔ ایسے مختصراتِ سیرت میں بھی بعض اتنی ضخیم بن گئیں کہ وہ کامل کتابِ سیرت کا روپ دھار گئیں اگرچہ ان کا نام مختصر و تلخیص ہی رکھا گیا جیسے امام ابن عبدالبر قرطبی (۳٦۸/ ۹۷۸-٦۴۳/ ۱۰۷۰) کی ''الدرر فی اختصار المغازی والسیر''، ابن حزم اندلسی (۳۸۴/۹۹۴-۴۵٦/۱۰٦۳) کی ''جوامع السیر'' اور ابن کثیر (۷۰۱/۱۳۰۱-۷۷۴/۱۳۷۲) کی ''الفصول فی اختصار الرسول'' وغیرہ۔ ان کو اختصار ضرور کہا گیا اور وہ ضخیم کتب کے مقابلے میں مختصر ہیں بھی مگر وہ کامل کتبِ سیرت ہیں، نہ صرف اپنی ضخامت کی بنا پر بلکہ سیرتِ نبوی کے تمام موضوعات و جہات کو اپنے اندر سمو لینے کی بنا پر بھی۔

مختصرات، خلاصوں اور تلخیصات کی صحیح اور نمائندہ وہ کتب ہیں جو چند اوراق پر مشتمل ہیں اور اصلاً کتابچے ہیں۔ اس کا دوسرا فنی نام رسالہ/ رسائل بھی ہے کیونکہ وہ چند اوراق میں کم سے کم عبارت میں پوری سیرتِ نبوی پیش کر دیتے ہیں۔ ایسے مختصرات کا سراغ تیسری/ نویں صدی کے بعد ہی سے ملنا شروع ہو جاتا ہے اور چوتھی/ دسویں صدی سے اس کے وقیع نمونے ملنے لگتے ہیں۔ ان میں امام احمد بن فارس (م ۳۹۵/۱۰۰۴ء) کی ''اوجز السیر لخیر البشر'' کو اپنی نوعیت کی اولین تلخیصِ سیرت کہا جا سکتا ہے۔ اس کی تین طباعتیں اب تک آ چکی ہیں: ۱۳۰۱ھ میں الجزائر سے، ۱۳۱۱ھ میں بمبئی سے اور ۱۹۷۳ء میں بغداد سے بالترتیب نکلی ہیں۔ حافظ عبدالغنی مقدسی (م ٦۰۰/۱۲۰۳) کی دو تلخیصات کا پتہ چلتا ہے: ۱- ''الدرة المضیة فی السیرة

Marfat.com

النبویة ''اور۲۔''سیرۃ النبی و اصحابہ العشرۃ ''۔اول الذکر پیرس سے۱۹۶۶ء میں اور ثانی الذکر بیروت سے ۱۹۸۶ء میں چھپ چکی ہے۔ اسی طرح ابن النفیس (علی بن ابی الحزم، م۶۸۷/ ۱۲۸۸) کا''الرسالة الکاملیة فی السیرة النبویة''ایک عمدہ خلاصۂ سیرت ہے۔ وہ اول بار آکسفورڈ سے ۱۹۶۸ء میں چھپا اور بعد میں بیروت وغیرہ سے اس کی مکرر طباعتیں منظر عام پر آئیں۔مختصراتِ سیرت میں غالباً سب سے زیادہ مشہور و متداول محب طبری (احمد بن عبداللہ،م۶۹۴/۱۲۹۴) کا''خلاصة سیر سید البشر ''ہے۔وہ بھی چھپ چکا ہے اور خاصا مقبول و معروف رسالۂ سیرت ہے۔اس کا مطبوعہ نسخہ''خلاصة السیر فی احوال سید البشر ''کے عنوان سے دہلی پرنٹنگ پریس سے۱۳۴۳ھ میں چھپا تھا۔اس کی بعض اولین طباعتیں بھی ہیں۔ وہ صرف چون صفحات پر مشتمل ہے۔اس کے بعض دوسرے محقق ایڈیشن عالم اسلام کے مختلف اداروں نے بھی شائع کیے ہیں۔ان کے بارے میں صرف اطلاع ملی ہے۔مقبول عام مختصرات میں ابوالفداء اسماعیل (م۷۳۲/ ۱۳۳۱) کا رسالہ'' المختصر فی اخبار البشر ''بھی مطبوعہ ہے اور کافی متداول ہے۔

ان تمام مختصرات کے علاوہ بعض دوسرے خلاصے اور تلخیصاتِ سیرت بھی ہیں اور مختلف فنون کے ماہرین کے قلم سے ہیں جیسے شیخ اکبر ابن عربی (محی الدین محمد بن علی: ۱۷ر رمضان ۵۶۰/ ۲۸ر جولائی ۱۱۶۵-۶۳۸/ ۱۲۴۰) کا ایک خلاصہ''اختصار السیرة النبویة ''کے عنوان سے ملتا ہے۔ان کی کتابِ جامع محاضرات الابرار و مسامرات الاخیار ،جو بالعموم کتاب المحاضرات و المسامرات کہلاتی ہے،ایک مختصر سیرت شروع میں رکھتی ہے۔ امام عبدالرحمٰن خثعمی اشبیلی کی''الدرر فی اختصار السیر ''،امام گازرونی (علی بن محمد، م۶۹۴/ ۱۲۹۴) کی''سیرة النبی ''اور بعض دوسرے اہلِ سیر کی تلخیصات ہیں جن کا ذکر تو ملتا

Marfat.com

ہے مگر ان کی طباعت وغیرہ کے بارے میں ہماری معلومات ناقص ہیں۔ بہر حال یہ بحث دوسری ہے کہ وہ چھپی تھیں یا نہیں، اصل نکتہ یہ ہے کہ وہ تلخیص نگاری کے تسلسل کا ثبوت فراہم کرتی ہیں۔ یہ وہ تمام مختصرات اور خلاصے ہیں جو حافظ ابن سید الناس کے پیشرو امامانِ فن کے رشحاتِ قلم و اضافاتِ علم تھے۔ جب حافظ موصوف نے اپنا مختصرِ سیرت ''نور العیون'' کے عنوان سے مرتب کیا تو ان کے سامنے بنیادی مآخذ، ان کی اپنی مفصل کتابِ سیرت ''عیون الاثر'' اور پیشرؤوں کی تلخیصات کا ایک عظیم الشان ذخیرہ موجود تھا جس نے ان کی رجحان سازی کی تھی۔

سیرتِ نبوی کے مختصرات اور خلاصوں کی تاریخ کافی مفصل اور مسلسل ہے۔ وہ امام ابن سید الناس کے بعد بھی جاری رہی اور بہت سے تلخیصات و اختصارات وجود میں آئے۔ سرِ دست ان سے بحث نہیں ہے کہ وہ اس وقت کے موضوع سے خارج ہیں اور ان پر مفصل بحث مصادرِ سیرتِ نبوی کے مقدمہ میں کافی دلائل و براہین اور شواہد و حقائق کے ساتھ کر چکا ہوں (مصادرِ سیرتِ نبوی، زیرِ طبع، انسٹی ٹیوٹ آف آبجیکٹو اسٹڈیز، نئی دہلی، پچاس امہاتِ کتبِ سیرت اور ان کے مؤلفینِ کرام کے سوانح وطریقہ سے بحث کرتی ہے)۔

حافظ ابن سید الناس (م ۷۳۴/۱۳۳۴) کی تلخیصِ سیرت ''**نور العیون فی تلخیص سیرۃ الامین المامون**'' کی ایک بنیادی خصوصیت یہ ہے کہ مصنف موصوف نے اپنے دعوے کے مطابق اپنی مفصل کتابِ سیرت ''**عیون الاثر فی فنون المغازی والشمائل والسیر**'' کی تلخیص اس میں پیش کی ہے۔ اگر دعویٰ صحیح ہے تو یہ ایک نیا رجحان سیرت نگاری کے فن میں ملتا ہے کہ مصنف خود اپنی مفصل ومطول کتاب کی تلخیص یا اختصار پیش کرے لیکن اسی کے ساتھ یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ حافظ موصوف کی ''تلخیص سیرتِ اکبر'' ان کی اپنی ایجاد و اختراع اور شروعات نہیں تھی۔ ان سے قبل ان کے کئی پیشرو یہ کام کر چکے تھے اور ان کے بعد بھی یہ سلسلہ

Marfat.com

جاری رہا۔ بہرحال تلخیص نگاری کا یہ رجحان اک طرح سے نیا تھا کہ مصنف خود اپنی کتابِ مفصل کا خلاصہ اور مختصر پیش کرے۔ پیشروؤں میں امام ابن الجوزی (م ۵۹۷/۱۲۰۰) کا ذکر کیا جا سکتا ہے جنھوں نے اپنی مفصل سیرت ''کتاب الوفاء فی سیرۃ المصطفیٰ'' کا ایک مختصر ''خلاصۃ الوفاء'' کے عنوان سے پیش کیا تھا۔ تلاش وتفحص سے اور بھی متعدد خلاصوں کا پتہ لگایا جا سکتا ہے جن کو ان کے مؤلفینِ کرام نے اپنی ہی کتابوں پر مبنی کیا تھا۔ بعد کے مؤلفینِ کرام کے ہاں بھی یہ سلسلۂ سعادت جاری رہا اور حافظ مغلطائی (علاء الدین مغلطای بن قلیج، م ۷۶۲/ ۱۳۶۰) کی تلخیص ''الاشارۃ الی سیرۃ المصطفیٰ و آثار من بعدہ من الخلفاء'' کے نام سے شائع ہوئی جو ان کی مفصل کتاب سیرت ''الزھر الباسم فی سیرۃ ابی القاسم'' پر ہی مبنی ہے جیسا کہ مصنفِ گرامی نے ''الاشارۃ'' کے اپنے مختصر مقدمہ میں ذکر کیا ہے۔

دراصل اپنی مفصل کتاب کی تلخیص واختصار تیار کرنے کا رجحان ان بزرگ مؤلفینِ کرام کے ہاں اس وجہ سے پیدا ہوا کہ وہ اہلِ علم کے لئے مفصل کتاب اور اہلِ شغل کے لئے مختصر کتابِ سیرت لکھنا چاہتے تھے۔ ان کا مقصود بنیادی طور سے علمِ سیرت کو تمام طبقاتِ امت تک پہونچانے کے حسین وجمیل اور قابلِ تقلید وافتخار جذبہ سے مربوط تھا۔ ظاہر ہے کہ مفصل کتبِ سیرت کے مطالعہ و درس کا اہلِ علم کے سوا کسی اور کو یارا تھا نہ موقعہ، عام لوگ تھوڑے وقت، اس سے کمتر علم اور مشغولیت و مصروفیت کے دوران سیرتِ نبوی کی معلومات بنیادی طور سے حاصل کرنا چاہتے تھے اور ان مختصرات نے ان کی ضرورت پوری کی اور نہ صرف انکی بلکہ اہلِ علم وفضل کے لئے بھی ایک فوری معاون وراہبر کتابِ سیرت بھی فراہم کردی۔ مختصراتِ سیرت کی افادیت زیادہ عام معلوم ہوتی ہے۔

موضوعات اور مناہجِ تالیف

سیرتِ نبوی کے موضوعات اور ان کی ترتیب امام ابن اسحاق نے ایسی قائم کی کہ بعد

Marfat.com

میں وہ ایک متفقہ روایت بن گئی۔ان کے بعدان کے تمام جانشینوں نے اسی کی پیروی کی اور اس سے انحراف وگریز کرنے کو طریقۂ تالیف کے خلاف ہی گردانا۔البتہ مختصراتِ سیرت کے طریقِ تالیف میں خاصا فرق آیا، اگرچہ بنیادی موضوعات وہی رہے، ان کی ترتیب میں بھی فرق پیدا کیا گیا۔سرِ دست یہ کہنا مشکل ہے کہ اولین مختصرِ سیرت کون تھا اور اس کا طریقِ تالیف کیا تھا کیونکہ اولین خلاصے اور تلخیصات ہمیں دستیاب نہیں۔امام ابن سید الناس کے بعض قریبی پیشروؤں کے مختصراتِ سیرت البتہ موجود ہیں اور ان کے طریقِ تالیف سے موازنہ بھی کیا جا سکتا ہے۔اس مطالعہ میں فی الحال صرف دو اہم مختصرات نگار حافظ عبدالغنی مقدسی اور امام محب طبری کے مختصرات سے بحث کی جا رہی ہے۔اول الذکر نور العیون کی تالیف سے ایک صدی سے اوپر طرحِ نو ڈال رہے تھے اور ثانی الذکر امام ابن سید الناس کے قریبی پیشرو معاصر تھے۔

حافظ مقدسی کی سیرۃ النبی کے موضوعات

مختصراتِ سیرت میں چونکہ بنیادی معلومات پر توجہ مرکوز رہتی ہے اس لئے تقریباً تمام مختصرات نگاروں نے اصل سوانح سے آغاز کیا ہے۔وہ نسب نبوی سے آغاز کرتے ہیں، پدری نسب کے بعد مادری نسب دیتے ہیں اور والدینِ ماجدین کے ذکرِ شریف کے ساتھ ان کی وفات کے وقت عمرِ نبوی بیان کرتے ہیں، مربی اصل دادا عبدالمطلب کا ذکرِ خیر اور ان کی وفات کے وقت عمرِ نبوی بتاتے ہیں اور اسی بحث یا فصل میں وہ رسولِ اکرم ﷺ کی رضاعتِ ثویبہ وحلیمہ سعدیہ کا بھی ذکر کر دیتے ہیں۔حافظ مقدسی کی اول بحث اسی پر ہے جو ایک دو صفحہ کے اندر سما گئی ہے۔اس کے بعد وہ الگ الگ مختصر ترین فصول باندھتے ہیں اور موضوعاتِ سیرت بیان کرتے چلے جاتے ہیں۔حافظ مقدسی کی دوسری فصول حسب ذیل ہیں:

۱-اسماء نبوی، ۲-نشو ونما اور مکی ومدنی: سوانح تا وفاتِ نبوی، ۳-اولادِ نبوی، ۴-حج اور

Marfat.com

عمراتِ نبوی، ۵-غزواتِ نبوی، ۶-کاتبین وسفراءِ نبوی، ۷-اعمام وعماتِ نبوی، ۸-ازواجِ مطہرات، ۹-خدامِ نبوی، ۱۰-موالیٔ نبوی، ۱۱-افراسِ نبوی (حیوانات وسلاح کی جامع فصل)، ۱۲-شمائلِ نبوی، ۱۳-شمائلِ نبوی کے غریب الفاظ کی تفسیر، ۱۴-اخلاقِ نبوی، ۱۵-معجزاتِ نبوی۔ اسی پر سیرۃ النبی مقدسی تمام ہوتی ہے۔

ان فصولِ سیرت میں حافظ مقدسی نے اپنی صوابدید سے مواد کو جمع اور مرتب کیا ہے لہٰذا بعض بہت مختصر ہیں، بعض اوسط ضخامت رکھتی ہیں اور کوئی کوئی خاصی مفصل ہیں۔ نسب و رضاعت وغیرہ پر اولین فصل دو صفحات کے قریب مواد پر مشتمل ہے جبکہ اسماء کی فصل ایک صفحہ سے کم میں سما گئی ہے۔ تیسری جامع سوانح نبوی کی فصل بھی دو صفحات سے کم پر مشتمل ہے۔ اولاد کی فصل ایک صفحہ کی ہے اور حج وعمرہ کا ذکر صرف سات سطروں میں آ گیا ہے، سب سے حیرت انگیز فصلِ غزوات ہے جو پانچ سطری ہے اور جس میں ان کی کل تعداد اور صرف قتال والے غزوات کا ذکر ہے، ذکر کیا ہے صرف فہرست بیان کر دی ہے۔ کاتبین وسفراء کی فصل دو صفحات سے اوپر میں آئی ہے اور ضروری تفصیلات بھی دیتی ہے، اعمام وعمات کی فصل خاصی مفصل ہے کہ دو ڈھائی صفحات کے علاوہ ان اکابر کی سوانح اور اولاد کا بھی ذکرِ خیر کرتی ہے۔ ازواجِ مطہرات کی فصل بھی اسی قدر مفصل ہے۔ البتہ خدمِ رسول کی فہرست ہے اور وہ بھی سات سطری، موالی کا ذکر اسماء اور حیوانات وسلاح وغیرہ کا ذکر ایک اور دو صفحات میں بالترتیب کیا ہے۔ شمائل کی فصل تین صفحات میں ہے اور تفسیرِ غریب دو صفحات میں، اخلاق کی فصل ایک صفحہ سے کچھ زیادہ پر مشتمل ہے، البتہ معجزات کی فصل سب سے طویل ہے جو پانچ چھ صفحات میں سمائی ہے۔ ان صفحات میں خاصے بیاضات (خالی مقامات) بھی ہیں اور بعض بعض میں محقق گرامی کے حواشی وتعلیقات بھی۔ مجموعی طور سے یہ مختصر زیادہ سے زیادہ تیس صفحات پر مشتمل ہے۔

Marfat.com

طریقۂ مقدسی: بیشتر فصول اوران کے موضوعات میں وہ مشہورترین یا اپنی پسندیدہ روایات نقل کرتے جاتے ہیں اور اطرافِ سیرت کی فصول میں جو اسماء، اولاد، حج، غزوات، کاتبین و سفراء وغیرہ پر مشتمل ہیں وہ صرف فہرست سازی کرتے ہیں یعنی صرف اسماء بیان کردیتے ہیں۔ حیوانات، اسلحہ وغیرہ میں وہ ان کی خرید یا حصول وغیرہ کی کچھ تفصیل بھی دیتے ہیں۔ ازواجِ مطہرات کی فصل میں بعض تفصیلات زیادہ ہیں۔

کہیں کہیں وہ اختلافی روایات یا اقوال بھی دیتے ہیں جیسے والدین کی وفات اور اس وقت عمرِ نبوی کے بارے میں اختلافات۔ ایسے مقامات پر وہ ایک سے زیادہ روایات نقل کرتے ہیں اور مرجوح یا ضعیف روایت کو لفظ ''قیل'' (کہا گیا) سے بیان کرتے ہیں۔ ان میں بالعموم محاکمہ نہیں کرتے۔ کہیں کہیں البتہ ''اصح'' (صحیح ترین) روایات کی نشاندہی کردیتے ہیں جیسے مکی مدت قیام نبوی میں وہ تیرہ سال کی روایت کو صحیح کہتے ہیں۔ حافظ مقدسی نے ولادتِ نبوی کی مختلف روایات نہیں بیان کیں صرف اپنی پسندیدہ تاریخ ۲/ربیع الاول روز دوشنبہ پر اکتفا کیا ہے۔ بالعموم وہ ماٰخذ کی نشاندہی نہیں کرتے۔ ایک آدھ جگہ کی ہے جیسے نسبِ نبوی کے متفقہ اور اختلافی حصہ پر امام ابن اسحاق کا حوالہ دیا ہے یا حج وعمرہ کے باب میں امام ہمام بن یحییٰ کا ذکر کیا ہے۔ غزوات کی فصل ابن اسحاق، ابومعشر، موسیٰ وغیرہ کی سند رکھتی ہے۔

حافظ مقدسی بالعموم جمہور اہلِ سیرت کی پیروی کرتے ہیں لیکن کہیں کہیں اپنی انفرادی رائے بھی دیتے ہیں جیسے وہ اسلامِ ابوطالب کے قائل ہیں۔

امام محبؒ طبری کے موضوعات اور طریقۂ تالیف

چون صفحات کی چھوٹی تقطیع پر مشتمل محبؒ طبری کے خلاصۃ السیر کے موضوعات حسبِ ذیل ہیں:

Marfat.com

۱-مختصر مقدمہ مؤلف میں وجہ و تاریخ خلاصہ اور موضوعات کے بعد اسے چوبیس فصول پر مشتمل بتایا ہے (ص ۵)۔

۱-نسب نبوی، متفقہ اور مختلف فیہ حصہ (۵-۶)، ۲-ولادت اور مختلف تاریخیں (۶-۷)، ۳-مکی واقعات و سوانح (۷-۱۴)، ۴-غزوات و سرایا (۱۴-۱۵)، ۵-حج و عمرے (۱۵-۱۸)، ۶-اسماءِ مبارکہ (۱۸)، ۷-شمائلِ نبوی (۱۸-۲۰)، ۸-اخلاق و فضائلِ نبوی (۱۸-۲۹)، ۹-معجزاتِ نبوی (۲۹-۳۶)، ۱۰-ازواجِ مطہرات (۳۶-۴۰)، ۱۱-اولادِ نبوی (۴۰-۴۱)، ۱۲-بناتِ طاہرات کی شادیاں اور اولاد وغیرہ (۴۱-۴۲)، ۱۳-اعمام و عمات (۴۳-۴۴)، ۱۴-موالی نبوی (۴۴-۴۶)، ۱۵-آزاد خدامِ نبوی (۴۶)، ۱۶-محافظین (حرس) نبوی (۴۶-۴۷)، ۱۷-سفراءِ کرام (۴۷-۴۸)، ۱۸-کاتبینِ نبوی (۴۸)، ۱۹-نجباء یا رفقاءِ نبوی (۴۸)، ۲۰-حیوانات (۴۸-۴۹)، ۲۱-دودھاری مویشی (۴۹-۵۰)، ۲۲-اسلحہ جات (۵۰-۵۱)، ۲۳-ملبوساتِ نبوی (۵۱-۵۲)، ۲۴-مرض اور وفاتِ نبوی وغیرہ (۵۲-۵۴)۔

طریقۂ تالیفِ طبری: موضوعاتِ مختصر و خلاصہ لگ بھگ سارے کے سارے وہی ہیں جو حافظ مقدسی کے مختصر میں بیان ہوئے ہیں۔ البتہ امام محب طبری نے ان میں سے بعض کو دو حصوں میں اور زیادہ تفصیل سے بیان کیا۔ مختصرات میں غالباً سب سے جامع مختصر محب طبری کا ہے۔

☆ سب سے اہم فرق یہ ہے کہ امام محب طبری نے پوری مکی زندگی کو ایک خاص فصل میں بیان کیا ہے جو دوسروں کے ہاں نہیں ملتی۔ ان کے ہاں ہر فصل میں زیادہ تفصیلات ہیں اور اسی بنا پر وہ جامع ترین مختصر بن گیا ہے۔ اس کی وجہ سے وہ طویل تر بھی ہو گیا ہے۔

☆ فصول اپنی ضخامت میں کم و بیش ہیں۔ بعض انتہائی مختصر ہیں اور بعض خاصے مفصل جیسا کہ ان کے صفحات سے ظاہر ہوتا ہے۔ معجزات اور مکی سوانح کی فصول مفصل ترین ہیں اور اخلاق و

Marfat.com

فضائل پر بھی اسی قدر زور دیا ہے۔ ان میں غزوات کی فصل مختصر ہونے کے باوجود جامع ہے۔

☆ توقیتِ واقعات میں مقدسی کی طرح محبّ طبری نے بھی عمرِ نبوی کو پیمانہ بنایا ہے۔ بعض سنین اور تقویمی تاریخیں بھی ملتی ہیں۔

☆ اختلافی روایات ہیں اور ان میں جابجا محاکمہ کر کے صحیح ترین کی تعیین کی ہے جیسے ولادتِ نبوی کی صحیح ترین تاریخ ۸/ربیع الاول بیان کی ہے، یہی تاریخِ ہجرت بھی قرار دی ہے۔

☆ ضعیف و کمزور روایات بھی خوب نقل کی ہیں جیسے والدین کے احیاء کی روایت، فرزندِ اکبر حضرت قاسم کے جاہلی نام عبد مناف کی روایت وغیرہ۔

☆ مآخذ کا ذکر کم ہے مگر ہے جیسے غزوات میں ابن اسحاق، ابو معشر اور موسیٰ بن عقبہ کا ذکر، اولاد کا ذکر ابن اسحاق سے یا بعض روایاتِ حدیث سے ہے۔

☆ ایک جگہ اپنے پیشرو مختصر نویس ابن فارس کا بھی حوالہ دیا ہے (اسماء نبوی کی فصل میں نبی الرحمہ کی توجیہ کے لئے)۔

امام ابن سید الناس

امام موصوف کا اصل نام محمد تھا اور ان کے والد اور دادا کا بھی یہی اسمِ گرامی تھا۔ ان کی کنیت ابو الفتح اور لقب فتح الدین تھا مگر وہ مشہور ہوئے ابن سید الناس کی خاندانی نسبت سے۔ ان کے چھٹے جدِ امجد سید الناس کہلاتے تھے اور وہ ان کا لقبِ تقویٰ و طہارت ہی تھا۔ تذکرہ نگاروں نے ان کا پورا نام و نسب بیان کیا ہے جو یہ ہے: فتح الدین ابو الفتح محمد بن محمد بن محمد بن عبداللہ بن محمد بن یحییٰ بن سید الناس۔ وہ قبیلہ یعمر سے تعلق رکھنے کے سبب یعمری بھی کہلاتے تھے اور خاندانی توطن کے لحاظ سے اشبیلی اور اندلسی تھے لیکن خود وہ مصری تھے کہ اسی کی خاکِ پاک سے اٹھے تھے۔ مسلکاً شافعی تھے اور بجائے خود امام و حافظ تھے۔

Marfat.com

ان کی ولادت قاہرہ میں ذوقعدہ ۶۷۱/ جون ۱۲۷۲ء میں ہوئی تھی۔ ان کی تعلیم و تربیت کا بنیادی کام ان کے والدِ ماجد نے کیا تھا۔ انھیں سے علمِ حدیث کی اعلیٰ تعلیم حاصل کی۔ بعد میں وہ امام و محدثِ وقت علامہ ابن دقیق العید (تقی الدین شافعی، ۶۲۵/ ۱۲۲۷-۷۰۲/ ۱۳۰۲ء) کی خدمتِ عالی میں مدتوں رہے اور ان سے حدیث و فقہ اور دوسرے علوم و فنون کی تحصیل کی۔ وہ ان کے بنیادی شیخ و استاذ تھے۔ ویسے ابن النحاس وغیرہ ان کے دوسرے شیوخ و اساتذہ تھے جن سے نحو و عربی ادب وغیرہ کی تعلیم پائی تھی۔ وہ اپنے وقت کے ایک عظیم امامِ حدیث و فقہ تھے اور اس حیثیت سے احترام و تقدس کی نظر سے دیکھے جاتے تھے۔

امام ابن سید الناس نے تدریس و تعلیم اور امامت و خطابت سے اپنا وظیفۂ حیات شروع کیا اور جلد ہی ایک معتبر اور مکرم محدث و مدرس بن گئے۔ وہ جامع الصالح کے دار الحدیث کے شیخ المشائخ بھی بنے اور جامعِ خندق کے خطیب و امام بھی رہے۔ بحیثیت استاذ و مدرس انھوں نے بہت سے اکابر کی تعلیم و تدریس اور سیرت سازی میں حصہ لیا۔ ان کے تلامذہ میں امام ذہبی (محمد بن احمد، م ۷۴۸/ ۱۳۴۷) جیسے کبار محدثین شامل تھے۔

ان کے علم و فضل اور فنونِ حدیث و سیرت میں تبحر کا اعتراف امام ذہبی کے علاوہ امام ابن کثیر دمشقی وغیرہ نے کیا ہے۔ ان کے تذکرہ نگاروں میں ابن العماد حنبلی، ابن کثیر، امام ذہبی، قاضی ابن شہبہ، امام ابن ناصر الدین، حافظ حسینی، امام سیوطی اور متعدد دوسروں نے ان کی جلالتِ شان، تبحرِ علمی اور فنونِ حدیث و سیرت پر ان کی گرفت کا ذکر کیا ہے۔ ان کو امام، حافظ، محدث، ادیب بارع، علامہ، حجۃ، ناقدِ فن، ماہرِ فن رجال، شاعر اور ماہرِ بلاغت اور فن کتابت کا امام بتایا ہے۔

امام ابن سید الناس کی وفات شعبان ۷۳۴/ ۱۳۳۳ میں ہوئی اور مصر کے قبرستان قرافہ میں ان کو دفن کیا گیا۔

Marfat.com

تصانیفِ امام میں تمام تذکرہ نگاروں نے ان کی ضخیم وکامل سیرت نبوی-عیون الاثر- کی بے انتہا تعریف کی ہے۔اس کو ابن قاضی شہبہ نے "السیرۃ الکبری" اور امام ابن کثیر نے "سیرۃ حسنۃ" کا نام دیا ہے۔اس کتابِ مفصل کی تلخیص نور العیون کے بارے میں بھی اچھی آراء کا تذکرہ ملتا ہے۔ان کی دوسری تصانیف میں جامع ترمذی کی ایک نامکمل شرح کا حوالہ ملتا ہے جو صرف کتاب الصلاۃ تک پہونچی تھی اور دو جلدوں میں تھی۔ایک ضخیم کتاب "امھات الاولاد" کی خرید وفروخت کی ممانعت پر بھی لکھی تھی۔ان کی شرحِ ترمذی کے بارے میں دلچسپ روایت یہ ہے کہ اس کی تکمیل ان کے بعد حافظ ابو الفضل عراقی (عبدالرحیم بن حسین، م ۸۰۶/۱۴۰۴) نے کی تھی۔ان تمام تصانیفِ حدیث کے بارے میں بھی ناقدین ومبصرین اور ماہرین کا اجماع ہے کہ وہ اپنے فنون کی نہایت عمدہ کتابیں تھیں اور انھوں نے فن کی روایات کو کافی آگے بڑھایا تھا کیونکہ وہ خود بھی فنون کے دقائق اور ان کے نکاتِ خفی وجلی کے ماہر محقق تھے (ابن العماد حنبلی، شذرات الذھب، ۶/۱۰۸؛ ابن قاضی شہبہ، ترجمہ امام؛ ذہبی، معجم/تذکرۃ الحفاظ؛ ابن کثیر، ترجمہ امام؛ حسینی، ذیل تذکرۃ الحفاظ، ۱۶؛ سیوطی، ذیل طبقات الحفاظ، ۳۵۰؛ مقالہ خاکسار، امام ابن سید الناس، مصادر سیرت نبوی)۔

سیرت نگاری میں امام ابن سید الناس نے بنیادی طور سے "ماخذین" پر انحصار کیا ہے اور اپنے مفصل ومدلل مقدمہ عیون الاثر میں انھوں نے اولین "عمدہ" امام ابن اسحاق اور دوئم عماد امام واقدی پر اپنے انحصار کا اظہار کیا ہے اور ان کے فن پر عمدہ تجزیاتی بحث بھی کی ہے۔اس میں انھوں نے یہ بھی صراحت کردی ہے کہ سیرتِ نبوی کے ان دونوں بنیادی مآخذ کے علاوہ حدیث شریف کی روایات سے بھی جا بجا اس میں اضافہ کیا ہے اور بالعموم ان کو اپنی اسناد سے بیان کیا ہے۔صحاحِ حدیث کا بھی بہر حال اس میں پورا عمل دخل ملتا ہے۔اپنے مآخذ سے کتاب کے اواخر میں ایک خاص فصل میں بحث کی ہے۔اس میں صحاحِ ستہ کا تو ذکر ہے ہی، دوسری کتبِ

Marfat.com

حدیث کا مآخذ میں شمار کیا ہے۔ امام موصوف نے دوسری کتب سیرت سے بھی جا بجا اضافات کیے ہیں اور کہا جا سکتا ہے کہ انھوں نے تمام بنیادی کتب سیرت کو سامنے رکھا ہے۔ ان میں انساب وغیرہ کی کتابیں بھی شامل ہیں اور دوسرے علوم وفنون کی بھی۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی مفصل کتابِ سیرت ایک جامعِ مآخذ ومصادر کتاب ہے اور ان کی تلخیص نور العیون بقول خود ان کی سیرتِ اکبر سے ماخوذ ہے لہذا اس میں اگرچہ مآخذ کا ذکر نہیں تاہم ان میں بہت سی معلومات اور بسا اوقات منفرد اور کمیاب معلومات خوب ملتی ہیں (عیون الاثر فی فنون المغازی و السیر، موسسۃ عز الدین، بیروت ۱۹۸۶ء، ۱/۱۲-۳۱؛ مصادر سیرت نبوی کا مقدمہ خاکسار، نیز ان پر مقالہ خاکسار)۔

طریقۂ تالیف امام ابن سید الناس

نور العیون کا مختصرِ امام اگرچہ چھپ چکا ہے مگر ہمارا انحصار مخطوطہ پر ہے۔ کم از کم ہمیں مطبوعہ نسخہ دستیاب نہیں۔ مسلم یونیورسٹی کے مخطوطات میں وہ موجود ہے (شیفتہ کلیکشن ۹۹/۱۳۱) اس کے کل سولہ اوراق ہیں اور وہ چھوٹی تقطیع کا مخطوطہ ہے۔ مولفِ گرامی قدر نے ابواب وفصول کی صراحت نہیں کی ہے البتہ حاشیے پر فصول کے عناوین "قف" کے تحت ملتے ہیں۔ یہ طے شدہ امر ہے کہ یہ اضافات یا عناوین حضرت شاہؒ کے قائم کردہ نہیں ہیں بلکہ بعد کے کسی قاری یا کاتب کے اضافات ہیں ان کے مطابق نور العیون کے مباحث وموضوعات حسب ذیل ہیں:

۱-مختصر مقدمہ مؤلف (۲الف)، ۲-بلا عنوان نسبِ نبوی (اب-۲الف) مع تاریخِ ولادت رضاعت وحضانت، ۳-وفاتِ والد ماجد ووالدہ ماجدہ وجد امجد (۲الف)، ۴-ابوطالب کے ساتھ اولین سفرِ شام اور دوسرا سفرِ شام (۲الف)، ۵-حضرت خدیجہ سے نکاحِ نبوی (۲ب) مع دوسرے سوانحِ مکی و مدنی/پوری حیاتِ نبوی (۳ الف)، ۶-ہجرتِ مدینہ (۳ الف)،

Marfat.com

۷-غزوات (۳الف)، ۸-حج نبوی مفصل ذکر حجۃ الوداع (۳ الف-۴الف)، ۹-شمائل/ صفتِ نبوی (۴ الف)، ۱۰-اسماءِ نبوی (۴ الف و ب)، ۱۱-اخلاقِ نبوی (۴ب-۸الف) جس میں مختلف عناوین بھی ہیں جیسے مجلس میں نشست و برخاست، جانوروں کی سواری، کھانے کی دعا، شعبان کے اکثر روزے، سونے کی دعا، صدقہ سے پرہیز اور ہدیہ کی قبولیت، زہد و تقویٰ، ماکولات کے بعض آداب و ادعیہ، ملبوساتِ نبوی اور زیب و زینت، مزاحِ نبوی وغیرہ ۱۲-ازواجِ مطہرات (۸الف-۹ب)، ۱۳-اولادِ نبوی (۹ب-۱۰الف)، ۱۴-اعمام وعمات (۱۰الف)، ۱۵-موالی (۱۰ب-۱۱الف) جس میں آزاد خدام کا بھی ذکر ہے اور باندیوں کا بھی، ۱۶-سفراءِ نبوی (۱۱ب-۱۲ب)، اس میں نجباء اور عشرہ مبشرہ کا بھی ذکرِ خیر ہے۔ ۱۷-حیوانات، سواری کے جانور اور مویشی وغیرہ (۱۲ب-۱۳الف)، ۱۸-سلاحِ نبوی (۱۳ الف-۱۳ب)، ۱۹-ملبوسات و اسبابِ زیست (۱۳ب-۱۴ الف)، ۲۰-معجزاتِ نبوی (۱۴الف-۱۵ب)۔ اس میں ذیلی عناوین بھی دئے ہیں جن کے تحت خاص معجزات کا ذکر کیا ہے، ۲۱-وفاتِ نبوی مع تفصیلات (۱۵ب-۱۶الف)۔

موضوعات کی فہرست سے از خود واضح ہوتا ہے کہ حسب دستورِ مختصرات نگار بعض فصول خاصی مختصر بھی ہیں اور تشنہ بھی جیسے غزوات، کاملِ سوانحِ نبوی وغیرہ اور بعض نسبتاً مفصل ہیں جیسے ازواجِ مطہرات، اولادِ امجاد، سفراء اور موالی وغیرہ کی فصول اور کئی بہت مفصل ہیں جیسے اخلاقِ نبوی جو سب سے بڑی بحث ہے اور معجزاتِ نبوی کی بحث بھی کافی تفصیل سے ہے۔ موضوعات میں مواد کا توازن ان ہی وجوہ سے بگڑ گیا ہے۔ مثلاً حجِ نبوی کے بیان میں حجۃ الوداع کا بہت تفصیل سے ذکر ہے جس کی شاید اتنی ضرورت نہ تھی۔ کاملِ سوانحِ نبوی کی پانچویں فصل بہت تشنہ ہے کہ بہت سے مکی واقعات کا اس میں ذکر و حوالہ نہیں ہے اور مدنی واقعات و سوانح تو بالکل مفقود ہیں۔ اگر اپنی کتابِ سیرت سے اس کی تلخیص فرمارہے تھے تو مدنی واقعات کی جامع فصل اس میں شامل کردیتے تو سوانح کا باب مکمل ہوجاتا۔

Marfat.com

متعدد پیشرو مختصرات نگاروں کی مانند امام ابن سید الناسؒ نے بھی اپنے مختصر نور العیون میں فصول کا طریقہ اپنایا ہے۔ وہ ہر فصل کے تحت، خواہ اس کا عنوان قائم کریں یا نہ کریں، ایک خاص موضوع لاتے ہیں اور سیرتِ نبوی کے بیانیہ کو مختلف اجزاء میں پیش کرتے ہیں۔ عام کامل و جامع کتب سیرت میں بھی ابواب وفصول ہوتے ہیں لیکن ان میں ایک تاریخی توقیت و تنظیم ہوتی ہے۔ مختصرات میں تاریخی توقیت و تنظیم صرف سوانحی فصول میں اور وہ بھی ابتدائی حصوں میں برقرار رہتی ہے اور دوسروں میں خالص موضوعاتی ہو جاتی ہے۔ موضوعاتی مباحث سے تمام اطراف وجوانب کا واضح ادراک ہو جاتا ہے مگر بہر حال تاریخی بیانیہ اور توقیتی تناظر خاصا مجروح ہو جاتا ہے۔

☆ نور العیون کے مختصر مقدمہ میں حمد وصلوٰۃ کی حسین وجمیل عبارت کے بعد امام ابن سید الناس نے واضح کیا ہے کہ ان کا یہ مختصرِ سیرت ان کی جامع کتاب سیرت: ''عیون الاثر فی فنون المغازی و الشمائل والسیر'' کی تلخیص ہے تا کہ وہ طلبہ اور معمولی علم کے لوگوں کے لئے مفید، مبتدی کے لئے تبصرہ اور منتہی کے لئے تذکرہ ہو جائے اور اس کے تسمیہ کا ذکر کیا ہے۔

☆ متنِ کتاب کا ذکرِ خیر بلا عنوان شروع ہو جاتا ہے۔ غالباً اولین جملہ ''النبی ﷺ'' ہی عنوانِ فصل ہے۔ اس کے تحت عدنان تک متفقہ شجرہ نسبِ نبوی بیان کیا ہے اور بعد کے حصۂ نسب کو مختلف فیہ بتا کر والدۂ ماجدہ کا نسب کلاب بن مرہ تک نقل کیا ہے۔

تاریخِ ولادتِ نبوی کے باب میں دوشنبہ، ماہ ربیع الاول عام الفیل کو متفقہ روایت بیان کر کے تین تاریخیں ۔۲، ۳؍ اور ۱۲؍۔ بیان کی ہیں اور ان کے علاوہ دوسری تاریخوں کے عمومی اختلاف کا حوالہ دیا ہے۔ ان میں کوئی محاکمہ کر کے کسی تاریخِ ولادت کو ترجیح نہیں دی۔ حیرت ہے کہ محدثین کے نزدیک زیادہ معتبر و صحیح تر تاریخ ولادت ۸؍ ربیع الاول کا وہ ذرا بھی حوالہ نہیں دیتے جیسا کہ ان کے پیشرؤوں اور جانشینوں نے کیا ہے۔ بالعموم وہ مختلف روایات واقوال بیان

Marfat.com

کر کے ان میں محاکمہ نہیں کرتے۔ ولادتِ نبوی کے وقت والدِ ماجد کی موجودگی یا ان کی وفات کی مختلف تاریخیں دی ہیں، وفاتِ والدہ پر عمرِ نبوی چار سال اور چھ سال کی روایات دی ہیں اور ان میں سے البتہ اول الذکر کو محض ان کے صیغۂ معروف کے سبب ترجیح مل گئی ہے۔ یہ طریقہ بالعموم تمام دوسرے سیرت نگاروں کے ہاں عام ہے۔ اپنی راجح یا صحیح ترین روایت کو وہ پہلے اور صیغۂ معروف میں بیان کرتے ہیں اور پھر تمام اختلافی یا مجروح روایات کو ''قیل'' کے ساتھ نقل کر کے یہ اظہار کر دیتے ہیں کہ وہ ان کے نزدیک صحیح ترین نہیں ہیں۔

☆ بعض مقامات پر اختلافی روایات واقوال میں محاکمہ کر کے ان میں سے ''صحیح ترین'' (اصح) کی نشاندہی بھی کرتے ہیں۔ امام موصوف بھی اپنی پسندیدہ اور اپنے نزدیک راجح روایت/قول کو صیغۂ معروف میں بیان کرتے ہیں اور مرجوح قول کو صیغۂ مجہول میں جیسے وفاتِ والدہ کے وقت عمرِ شریف کے چار سال ہونے کی روایت کو ترجیح دی ہے یا نکاحِ خدیجہ کے وقت عمرِ نبوی پچیس سال بیان کرنے کے بعد دوسری اختلافی تاریخوں/عمروں کی طرف اشارہ کر دیا ہے۔

☆ روایتی یا درایتی لحاظ سے بعض ضعیف، غیر مستند یا موضوع روایات بھی امام ابن سید الناس بیان کرتے ہیں: جیسے شبِ ولادتِ نبوی ایوانِ کسریٰ کے لرزنے اور اس کے چودہ کنگروں کے گرنے، نارِ فارس کے بجھنے اور بحیرہ ساوہ کے خشک ہونے کی معجزاتی روایت ہے۔ اولین دونوں سفرِ شام کے تعلق سے بحیرا راہب اور دوسرے بے نام راہب کی پیشگوئی اور بشارت، بعض معجزات کی روایات اور رسولِ اکرم ﷺ کے پاس زرہِ داؤدی ہونے کی روایت بھی اسی طرح کی ہیں۔ کفنِ نبوی میں شامل حبرہ کی چادر کا ملائکہ کے ذریعہ بنے جانے کی روایت بھی عقیدت کی بنی ہوئی ہے۔ اسی طرح غسلِ نبوی کے وقت ابلیس اور حضرت خضرؑ کی آوازوں سے متعلق روایت کا معاملہ ہے۔

Marfat.com

☆ بعض بہت مہتم بالشان فصول ومباحث بالکل تشنہ اور مختصر ہیں جیسے غزوات وسرایا میں صرف ان کی تعداد تین چار سطروں میں ہے۔ یہی مقدسی کے مختصر کا معاملہ ہے۔ اعمام وعمات میں صرف فہرست سازی کی ہے۔ البتہ تین کے اسلام لانے کی آخر میں صراحت کی ہے جو مقدسی سے مختلف بھی ہے کہ وہ ابوطالب کے اسلام کے قائل تھے۔ بعض اور فصول بھی تشنہ ہیں یا صرف ناموں پر مشتمل ہیں۔

☆ توقیتِ سوانح میں امام ابن سید الناس نے اپنے بعض پیشرؤوں کی مانند عمرِ نبوی کا سہارا لیا ہے اور تقویمی تاریخیں نہیں دیں۔ سوانحِ نبوی کی فصل میں بالعموم عمرِ نبوی سے واقعات کی توقیت کی ہے اور بعض دوسری فصول میں بھی وہ ملتی ہیں، کہیں کہیں سنین کا ذکر ہے جیسے وفاتِ عبدالمطلب ہاشمی کے وقت عمرِ شریف آٹھ سال، دو ماہ اور دس دن تھی، ابوطالب کے ساتھ سفرِ شام کے وقت بارہ سال دو ماہ اور دس دن عمرِ نبوی تھی، حضرت خدیجہ سے نکاح کے وقت عمرِ نبوی پچیس سال، دو ماہ اور دس دن تھی، پینتیس (۳۵) سال میں تعمیرِ کعبہ میں شرکت اور چالیس سال اور ایک دن کی عمرِ شریف میں بعثت سے سرفرازی، محاصرۂ شعب سے نکلنے کی تاریخ اور اس کی دوسری مثالیں ہیں۔

☆ بعض تقویمی تاریخیں بھی دی ہیں اور وہ بہت اہم ہیں جیسے نبوت کی ابتداء کی تاریخ ۸ ربیع الاول دوشنبہ دی ہے۔ اسی تاریخ کو ہجرتِ نبوی اور مدینہ میں دخول بھی بتایا ہے۔ تاریخوں کے اختلاف کے سلسلے میں اپنی بڑی کتاب کا حوالہ دیا ہے۔

☆ امام ابن اسحاق وامام واقدی پر کتابِ اکبر میں تکیہ کرنے کے سبب امام ابن سید الناس نے عام اور مشہور روایات ہی کو بیان کیا ہے جیسے وفات عبدالمطلب کے بعد ابوطالب کی ولایتِ نبوی، بارہ سال کی عمر میں ابوطالب کے ساتھ اولین سفرِ شام، غزواتِ نبوی کی تعداد پچیس بتانا اور

Marfat.com

ستائیس کو مجروح کہنا، حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کے طلاق دینے کے ارادۂ نبوی کا ذکر، بعض غیر منکوحہ ازواج کا ذکر وغیرہ۔ایسی روایتی چیزیں ان کی مفصل کتاب سیرت میں بھی ہیں اور ان کے مختصرِ سیرت میں بھی۔ بہر حال وہ پیروانِ ابن اسحاق وواقدی کا خاص طریقہ وو طیرہ ہے۔

☆ امام ابن سید الناس بعض فصول ومباحث میں بالکل نئی معلومات لاتے ہیں یا ان کی نئی نئی تعبیرات کرتے ہیں جیسے حملِ نبوی کا ایام تشریق میں جمرۂ وسطیٰ کے پاس قرار پانا، چالیس سال اور ایک دن کی عمر میں بعثت پانا، یا بعثت کو تنزیل قرآن سے الگ واقعہ بتانا۔ وہ نبوت کی ابتداء کی بالکل الگ تاریخ دیتے ہیں۔اولین رضاعی ماں حضرت ثویبہ کو اسلمیہ بتانا، نامہ نبوی پا کر حضرت نجاشی کا تخت سے اتر آنا، اکرام کرنا اور اسلام لانا وغیرہ۔

☆ مآخذ کے حوالے بہت کم ہیں لیکن بعض ہیں جیسے اسماء نبوی میں کتاب اللہ اور صحیح مسلم کا حوالہ ہے، شمائل واخلاق کی فصول احادیث پر مروئی ومبنی ہیں اگر چہ حوالہ کسی کتاب کا نہیں ہے۔

☆ نور العیون کے مختصر ہونے کے سبب اس کے عالی مقام مؤلف نے ایک ہی جگہ اشخاص وشخصیات کے بارے میں تمام معلومات جمع کر دی ہیں جیسے رضاعتِ حلیمہ سعدیہؓ کے ساتھ شقِ صدر کا بیان مختصر، حضرت ام ایمنؓ کی حضانت میں ان کی متروکہ باندی ہونے، بعد کی آزادی اور حضرت زیدؓ بن حارثہ سے شادی کا ذکر، حضرت حلیمہؓ سے زواج کے ضمن میں ان کے مہر، اور اولین مومنہ ہونے کی صراحت، ازواجِ مطہراتؓ کی فصل میں کافی معلومات ان کے بارے میں اختصار کے باوجود جمع کر دی ہیں جیسے ان کی شادی، اولین شادی، مہر یا اولاد، تاریخِ وفات اور عمریں وغیرہ۔اسی طرح اولاد بالخصوص بناتِ طاہرات کے بارے میں تمام ضروری کوائف موجود ہیں۔ موالی نبوی میں بھی بعض معلومات ہیں اگر چہ مختصر ترین ہیں۔ اسی طرح حیوانات، مویشی اور دواب وسلاح کے بارے میں بعض معلومات فراہم کی ہیں۔

12907

Marfat.com

سرورالمحزون

حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ (۴رشوال ۱۱۱۴/ ۲۱رفروری ۱۷۰۳-۲۹محرم ۱۱۷۶/ ۲۰ر اگست ۱۷۶۲) نے اپنے ترجمہ نور العیون میں ایک مختصر مقدمہ لکھا ہے اور اس میں وضاحت کردی ہے کہ انھوں نے ''علامہ زماں شیخ ابوالفتح محمد بن محمد المشتہر بسید الناس'' کی کتاب ''نور العیون فی تلخیص سیر الامین المامون'' کا فارسی ترجمہ اپنے ''اعزہ احباب اور اجلہ اولی الالباب'' کی فرمائش پر کیا ہے۔ مطبوعہ کتاب کے حاشیہ میں یہ صراحت ملتی ہے کہ ان اعزہ سے مراد' جان جانان شہید المتخلص بمظہر'' ہیں۔ یہ صراحت حضرت مترجم کے قلم سے ہے یا کسی اور کے قلم سے اس پر بحث بعد میں کتابِ مترجم کے حواشی کے ضمن میں آتی ہے جو متنِ ترجمہ کے حاشیوں پر جا بجا ملتے ہیں۔ متن میں سید الناس سے مشہور بتایا گیا ہے، معلوم نہیں کہ وہ شاہ صاحب کے قلم کا تسامح ہے یا کاتبِ گرامی قدر کا، جن کا ذکر کم از کم مطبوعہ کتاب کے اواخر میں نہیں ہے۔ سرورالمحزون کے بعض مخطوطات میں البتہ ترقیمے ملتے ہیں (خاکسار کی تالیف ''حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ-شخصیت وحکمت کا ایک تعارف''، شاہ ولی اللہ دہلوی ریسرچ سیل، ادارہ علوم اسلامیہ، مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ ۲۰۰۱ء؛ نادر مکتوبات حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، مرتبہ نسیم احمد فریدی، مقدمہ نثار احمد فاروقی، پھلت ۱۹۹۸ء، میں مرتب دوم کا مقدمہ اور بحث بر تصانیفِ شاہ)۔

شاہ ولی اللہ دہلویؒ نے اسی مقدمۂ مترجم کے اواخر میں ایک مختصر عبارت اپنے طریقۂ ترجمہ وتالیف کے بارے میں لکھی ہے۔ حضرت شاہؒ کا بیان ہے کہ بعض مقامات پر انھوں نے مصنف کی بیان کردہ بعض ضعیف روایات کے سبب یا ان جیسے دوسرے اسباب سے کمی بیشی کی ہے اور کہیں کہیں تبدل وتصرف بھی فرمایا ہے۔ پھر اپنے ترجمہ کے نام ''سرورالمحزون فی ترجمۃ نور العیون'' کا ذکر کیا ہے اور براہ راست متن عربی کا فارسی ترجمہ شروع کردیا ہے۔ یہ ترجمہ بظاہر

Marfat.com

اصل متن کی فصول ومباحث کے مطابق کیا گیا ہے مگر شاہ صاحبؒ کے تصرف وتبدل اور کمی بیشی کرنے کے اعتراف سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ مواد بھی گھٹا بڑھا ہے اور ترتیب میں بھی فرق آیا ہے۔ اس کا صحیح صحیح تعین تو اردو ترجمہ کے حواشی میں ملے گا البتہ یہاں حضرت شاہؒ کے طریقِ ترجمہ کی بحث میں چند مثالوں یا نمونوں کا ذکر کیا جاسکتا ہے۔

فارسی ترجمہ کے بارے میں ایک اصولی بات یہ کہی جاسکتی ہے کہ حضرت شاہؒ عربی زبان وادب اور فارسی ادبیات دونوں کے عظیم ترین عالم وماہر تھے۔ وہ قرآن کریم کا فارسی ترجمہ ''فتح الرحمٰن'' کر چکے تھے اور موطا امام مالک کا فارسی روپ بھی اس سے قبل پیش کر چکے تھے۔ ترجمہ کے لحاظ سے دونوں شاہکار ہیں۔ شاہ ولی اللہؒ ترجمہ کے فن وقواعد پر ایک رسالہ بھی لکھ چکے تھے۔ اس کے علاوہ وہ اسلامی علوم اور سیرتِ نبوی کے بھی تبحر ومتخصص تھے۔ دوسری تصانیف میں جا بجا سیرتِ نبوی پر جواہر ریزے پیش کرنے کے علاوہ اپنی جامع ترین اور ام الکتاب ''حجۃ اللہ البالغۃ'' میں ایک فصل یا باب سیرتِ نبوی پر اپنے مخصوص انداز میں لکھ چکے تھے جو قرآن وحدیث، سیرت وتاریخ اور دوسرے علومِ اسلامی کے مآخذ پر ان کی ماہرانہ گرفت ودسترس کا ثبوت بھی ہے۔ بلاشبہ اسے ولی اللہی مختصر سیرت کہا جاسکتا ہے کیونکہ وہ خالص اختصار وخلاصہ کے لب ولہجہ اور انداز وبیان میں لکھا گیا ہے۔ اس خاص موضوع پر شاہ ولی اللہ کے فلسفۂ سیرت میں خاصی تجزیاتی بحث کی جاچکی ہے (خاکسار کی تالیف ''شاہ ولی اللہ کا فلسفہ سیرت'' ادارہ علوم اسلامیہ، مسلم یونیورسٹی علی گڑھ ۲۰۰۰ء ملاحظہ ہو)۔

نور العیون کے فارسی ترجمہ میں یا ولی اللہی عبارت میں وہی تمام صفات وخصوصیات موجود ہیں جو فتح الرحمٰن کے فارسی ترجمہ میں ہیں۔ حضرت شاہؒ نے جہاں جہاں عربی متن کی پابندی کی ہے وہاں وہاں عبارت سے فارسی عبارت بالکل متفق اور وفادار ہے حتیٰ کہ وہ الفاظ وکلمات کا

Marfat.com

فرق بھی نہیں روا رکھتے، عربی الفاظ وکلمات کے بقدر ہی ان کے فارسی الفاظ وکلمات لاتے ہیں۔ اس سے زیادہ شاندار اور حیرت انگیز صلاحیت مترجم کی یہ ہے کہ وہ عربی عبارت کی ساخت وترتیب کا بھی فارسی عبارت میں پورا پورا خیال رکھتے ہیں۔ دونوں کی ساخت وترتیب بھی یکساں ہے اور اس کے باوجود فارسی زبان کی فصاحت وبلاغت پر حرف نہیں آتا بلکہ بلاخوفِ تردید کہا جاسکتا ہے کہ حضرت شاہ کا فارسی ترجمہ نور العیون کی عربی عبارت کی فصاحت وبلاغت سے کسی طرح کم نہیں۔ شاہ ولی اللہ دہلویؒ کے ترجمہ کی اس صلاحیت ولیاقت، بلکہ تبحر وجلالت کا کوئی حریف وثانی نہیں بن سکتا (مقالہ خاکسار، ''فتح الرحمٰن کا تجزیاتی مطالعہ'' معارف اعظم گڑھ)۔

اپنے فارسی ترجمہ میں حضرت شاہؒ عربی الفاظ وکلمات کے جو متبادل فارسی الفاظ و کلمات لاتے ہیں وہ بالکل صحیح، برمحل، فصیح وبلیغ اور وفادار معنی ہوتے ہیں حالانکہ بسا اوقات عربی الفاظ وکلمات بھی فارسی ترجمہ میں استعمال کرتے ہیں۔ متن کے فارسی ترجمہ کی چند مثالیں اور ان کی وفاداری، فصاحت وبلاغت اور استواری پیش ہے جو دو متوازی سطور میں موازنہ کے لئے پیش کی جارہی ہیں:

۱- ''......هذا هو المتفق عليه وفيما بعد عدنان الى آدم خلاف كثير''۔

''......این قدر متفق علیہ است وما بعد عدنان تا حضرت آدم علیہ السلام اختلاف بسیار است''۔

۲- ''......وليلة ميلاده اضطرب ايوان كسرىٰ حتى سمع صوته، وسقط منه اربع عشرة شرفة، وخمدت نار فارس، ولم تخمد قبل ذلك بالف عام وغاصت بحيرة ساوة''۔

''بالجملہ شبِ ولادت آنحضرت ﷺ درحرکت آمد کوشکِ کسریٰ تا آنکہ شنیدہ شد

Marfat.com

آوازوی، وافتاد ازانجا چہاردہ کنگرہ، وبمرد آتشِ فارس، ونمردہ بود پیش ازان بہزار سال، وخشک شد چشمۂ ساوہ"۔

۳-"ثم خرج مرة ثانية الى الشام مع ميسرة غلام خديجة فى تجارة لها قبل ان يتزوجها......"۔

"بعد ازان آنحضرت ﷺ باردوم بطرف شام بیرون آمدند با میسرہ غلام خدیجہ در تجارتی کہ برای خدیجہ بود پیش ازان کہ درعقدِ آنحضرت ﷺ درآید......"۔

اس جملہ/عبارت کے ترجمہ میں آنحضرت کی صراحت ضمیر کا مفہوم کھولنے کے لئے کی گئی ہے اور اسی طرح تجارت "کہ برای خدیجہ بود" کا فقرہ بھی اسی مقصد سے بڑھایا گیا جیسا کہ آگے ذکر آتا ہے۔

۴-"فلما بلغ اربعين سنة ويوما ابتعثه الله بشيرا ونذيرا......"۔

"وچوں عمرِ شریف بچہل سال ویک روز رسید خدائے تعالیٰ آنحضرت ﷺ فرستاد بہ نبوت وانذار وبشارت"۔

۵-"وكان مبدأ النبوة فيما ذكر يوم الاثنين ثامن شهر ربيع الاول ......"۔

"وابتداء نبوت بود (دربعض اقوال) روز دوشنبہ ہشتم ماہ ربیع الاول......"۔

۶-"ومن اخلاقه عليه السلام سئلت عائشة عنه فقالت: كان خلقه القرآن، يغضب لغضبه و يرضى لرضاه"۔

"بیان صفات آنحضرت ﷺ: وسوال کردہ شد عائشہ رضی اللہ عنہا از خلق آنحضرت ﷺ، گفت: بود خلق آنحضرت ﷺ قرآن مجید، بخشم می آمدند بروفق غضب قرآن، وخوشنودی شدند برحسب خوشنودی قرآن......"۔

Marfat.com

۷۔" ودحية بن خليفة الكلبي الیٰ ملک الروم قيصر، وهو هرقل، فثبت عنده نبوة النبي و سلم، فهم بالاسلام ، فلم يوافقه الروم فخافهم على ملكه فامسک"۔

"ودحیہ کلبی را بسوی پادشاہ روم، و وی ہرقل نام داشت، پس ثابت شد نزدیک وی بدلائل نبوت آنحضرت ﷺ و قصد اسلام کرد، قوم وی موافقت نکردند، وترسید از انکہ اگر اسلام آرد سلطنت او نماند، پس باز ماند از اسلام"۔

آخری مثال میں اور اس سے قبل والی مثال میں بعض الفاظ کا اضافہ ناگزیر ہوگیا تھا ورنہ ترجمہ کا مفہوم خبط ہو جاتا۔ وہ دراصل ضمائر کی صراحت کا معاملہ ہے اس لئے حضرت شاہ نے ان تشریحی یا توضیحی فقروں کا اضافہ ترجمہ میں کر دیا ہے۔ ورنہ عربی عبارت کی ترتیب کلمات اور دوسری تمام چیزوں سے ترجمہ میں ازحد وفاداری برتی گئی ہے۔

ضمائر کے بعد بالعموم حضرت شاہؒ ان کا مرجع ضرور لاتے ہیں تاکہ کسی قسم کا شبہ نہ ہو اور اکرامِ شخصیت بھی ملحوظ رہے جیسے "ماتت امه" (آپ کی ماں کا انتقال ہوا) کے بعد "آنحضرت ﷺ" کا اضافہ کر دیا ہے جس سے ضمیر "ہ" کا مرجع واضح ہوگیا۔ اسی طرح آپ کے دادا عبدالمطلب نے آپ ﷺ کی کفالت کی، کا ترجمہ تشریحی الفاظ سے کیا ہے: "و متکفل پرورش آنحضرت ﷺ جد آنحضرت ﷺ عبدالمطلب"۔ رسولِ اکرم ﷺ کی عمر کے لئے بالعموم عمرِ شریف کا فقرہ استعمال کیا ہے اور آپ ﷺ کے لئے ضمیر اسم کی جگہ آنحضرت ﷺ ہر جگہ لائے ہیں، جیسے "فجاءه واخذ بيده" کا فارسی ترجمہ ہے: "پس پیش آنحضرت ﷺ آمد و دست آنحضرت ﷺ گرفت"۔ اسی طرح جس فعل کے فاعل آپ ﷺ ہیں وہاں فاعل کا اظہار کر دیا ہے جیسے "ثم خرج مرة ثانية ......" کا ترجمہ شاہ ہے: "بعد از ان آنحضرت ﷺ باردوم بطرف شام بیرون آمدند......" "فی تجارة لها" کی تشریح میں حضرت خدیجہ کا نام

Marfat.com

دوبارہ بڑھا دیا ہے۔ ایسے تمام ضمائر کے مراجع کی صراحت کرنے سے طولِ کلام ہوگا کیونکہ وہ پورے ترجمہ میں موجود ہیں۔ حضرت شاہؒ کے یہ اضافات بہت معنی خیز ہیں اور ضروری بھی۔ ورنہ بسا اوقات تابڑتوڑ ضمیروں کے آجانے سے ان کے مرجع کی تعیین کرنی مشکل ہوجاتی ہے بالخصوص فارسی اور اردو میں جہاں ضمیر کی صنف کا پتہ نہیں چلتا۔ عربی میں مذکر ومونث کے لئے الگ الگ ضمیروں کے ہونے سے اتنی دقت نہیں ہوتی۔

سرورالمحزون میں اضافاتِ شاہؒ

امام ابن سید الناسؒ کی عربی عبارت کے فارسی ترجمہ میں حضرت شاہؒ نے گونا گوں اضافات فرمائے ہیں۔ ان کی گونا گونی پر جامع بحث مختصر طور سے بعد میں آئے گی البتہ یہاں چند عناوین کے تحت ان اضافات کی نشاندہی کی جاتی ہے۔

عربی متن میں تشریحی اضافے

عرب علماءِ کرام بالخصوص اہلِ سیر وتاریخ صحابہ کرام، پیغمبرانِ عظام اور دوسری عظیم شخصیات کے اسماءِ گرامی بلا کسی اکرامی لقب اور تکریمی جملے کے بیان کردیتے ہیں۔ فارسی، اردو اور دوسری مشرقی زبانوں میں وہ مشرقی مزاجِ تکریم کے خلاف معلوم ہوتا ہے اور بسا اوقات اسے توہین وتذلیل یا تحقیر کا نشان سمجھا جاتا ہے۔ حضرت شاہؒ نے اس مشرقی مزاج اور دینی تقاضے کا خاص خیال اپنے ترجمہ میں رکھا ہے۔ اس کی چند مثالیں پیش ہیں: ان میں سب سے بڑی مثال رسولِ اکرم ﷺ کے لئے فعل کا جمع کا صیغہ لانا ہے۔ حضرت امام نے ہر جگہ واحد کا صیغہ استعمال کیا ہے مگر حضرت شاہؒ نے فعل ہمیشہ جمع میں لاکر مرتبت ومقام کا خیال رکھا اور رعایت کی ہے۔

Marfat.com

☆نور العیون میں نسب نبوی کی آخری پیڑھی ''آدم'' بلا تکریم بیان کر دی گئی ہے، حضرت شاہؒ نے دینی تقاضے سے لکھا ہے: ''حضرت آدم علیہ السلام''۔ متعدد صحابہ کرام بالخصوص خلفائے راشدین اور افراد اہل بیت-ازواج مطہرات اور بنات طاہرات- کے لئے بھی وہ رضی اللہ عنہ اور رضی اللہ عنہا وغیرہ ضرور استعمال کرتے ہیں۔ کہیں کہیں اسے ترک بھی کر دیا ہے جو غالباً متنِ عربی کا اثرِ بد ہے یا جلد بازی کا نتیجہ۔

☆ عربی عبارت میں صیغۂ معروف کو کافی سمجھا گیا کہ وہ روایت کو متفقہ یا محقق بناتا ہے مگر شاہ صاحبؒ نے ایک تشریحی فقرہ لا کر اس کی حتمی تصریح فرما دی۔

☆ عربی عبارت میں عام الفیل کے ماہ ربیع الاول میں روز دوشنبہ کو یوم ولادت بتایا گیا ہے حضرت شاہؒ نے ''محقق شد'' بڑھا کر مقصودِ متن کی صراحت کر دی۔

☆ حضرت ام ایمنؒ برکۃ الحبشیہ میں نام سے قبل تشریحی فقرہ ''نامش'' کا اضافہ کیا۔ اسی طرح عربی متن میں صرف اپنے والد سے ان کے ورثہ میں پانے کا ذکر ہے، حضرت مترجم نے ''ابیــہ'' کے بعد اسم گرامی عبداللہ کا اضافہ کر دیا تاکہ ضمیر کی وجہ سے تردد نہ ہو۔ قیصرِ روم کے نام ہرقل سے پہلے ''نامش'' بڑھا دیا جبکہ عربی متن میں صرف ضمیر ہے۔ ایسی تشریحات پورے ترجمہ میں اکثر و بیشتر ملتی ہیں۔

☆ علانیہ تبلیغ و دعوت کے نتیجہ میں قریش نے شعب ابی طالب/ بنی ہاشم میں رسولِ اکرم ﷺ کو محصور کر دیا تھا۔ حضرت شاہؒ نے ان کے محاصرہ کو ''فرطِ بے دانشی'' کی وجہ سے ایذا پہونچانے سے تعبیر کیا ہے اور یہ خوبصورت تشریحی اضافہ ہے۔

☆ معراج میں صرف نماز کی فرضیت کا ذکر متن میں ہے حضرت شاہ نے اسے نمازِ پنجگانہ کر کے واضح کر دیا۔

Marfat.com

☆متن عربی میں سبع/سات میں قتال کا ذکر ہے حضرت شاہؒ نے غزوات کا لفظ تشریح کے لئے اضافہ کر دیا ہے۔

☆نور العیون میں بعض اصطلاحات ومقامات وغیرہ کا ذکر آتا ہے جن کی تعریف و تشریح نہیں کی جاتی مگر شاہ صاحبؒ انکی تشریح ضرور کرتے ہیں جیسے غزوات وسرایا کی فصل میں بعوث/ بعث کی تشریح، حج قِران کی تعریف اور فقہ کا حوالہ، وادیٔ نمرہ کی جغرافیائی تشریح، عرفہ میں نمازِ ظہر وعصر کے جمع کرنے کی صورت میں باجماعت کا تشریحی فقرہ بڑھایا ہے، تلواروں کے ضمن میں ان کے بعض اجزاء یا حصول کی تشریح کی ہے، جغرافیائی تشریحات تو قریب قریب ہر ایک مقام کے بارے میں کی ہیں۔

☆حجۃ الوداع کی فصل میں بعض اضافات شاہ ملتے ہیں جیسے مدینہ سے دوشنبہ کو روانگی، ''فسخ الحج الی العمرۃ'' کا ترجمہ کیا ہے کہ حج کی نیت فسخ کی اور عمرہ پورا کیا، یوم الترویہ کی تشریح میں لکھا ہے کہ وہ آٹھ تاریخ کو ہوتا ہے ماہ ذوالحجہ میں، ''نمرہ میں آپ کا قبہ لگا دیا گیا۔ اس جملہ میں یہ تشریح کی ہے کہ آنحضرت ﷺ کے وہاں پہونچنے سے پہلے۔ سقایہ کی تعریف کی ہے کہ وہاں آبِ زمزم جمع کرتے تھے۔ منیٰ میں قیامِ سہ روزہ میں ایامِ تشریق کا اضافہ کیا ہے۔ ایسے اضافات اور تشریحات ترجمہ میں جابجا ملتے ہیں۔

☆اخلاقِ نبوی کی فصل میں خشم وخوشی نبوی کی تشریح میں قرآن کے موافق کے فقروں کا دونوں جگہ اضافہ تشریح کیا ہے۔ ''مما اتاہ اللہ'' کا ترجمہ شاہ صاحب نے ''مالِ بیت المال'' کیا ہے جو عجیب لگتا ہے۔ لوگوں میں سب سے زیادہ رحیم کے ساتھ خلق اللہ کے لئے کا فقرہ بڑھایا ہے۔ عفیف ترین کی تشریح میں یہ اضافہ فرمایا کہ شہوات ولذات نفسِ نفیس پر غالب نہ تھے۔ اصحاب کے لئے زیب وزینت فرمانے کے فقرے، میں یہ تشریح کی ہے کہ لباس اور کنگھی

Marfat.com

وغیرہ جیسے کام کرتے تھے۔ جہاں جگہ پاتے مجلس میں بیٹھ جاتے کی تشریح میں لکھا ہے کہ صدرِ مجلس کا قصد نہ فرماتے تھے۔ قطعِ رحمی سے احتراز کرنے کی تشریح کی ہے، فال اور طیرہ کی تشریح و تعریف کی ہے۔ مجلس میں ذکر کرنے کو سخنِ بیہودہ نہ کرنے سے تعبیر کیا ہے۔ شعبان میں سب سے زیادہ روزہ رکھنے کے بارے میں تشریح کر دی ہے کہ رمضان کے علاوہ، نیند میں دل مبارک کے نہ سونے کی تشریح کی ہے کہ آنحضرت ﷺ وحی کے انتظار میں بجانب قدس متوجہ رہتے تھے اس لئے دل نہ سوتا تھا۔ ''غطیط'' (خراٹے لینے) کو صورتِ منکر کہہ کر تشریح کی ہے، ہدیہ لینے اور صدقہ نہ لینے کی خوبصورت تشریح کی ہے۔ ایسی بہت سی خوبصورت تشریحات ہیں۔

☆ ماکولات و طعامِ نبوی میں حباریٰ نام کے پرندے کا ذکر عربی متن میں آیا ہے۔ حضرت شاہؒ نے اس کی تشریح میں لکھا ہے کہ وہ معروف پرندہ ہے اور اس کے نیچے بین السطور میں سرخاب کا اضافہ کیا گیا ہے، معلوم نہیں یہ اضافۂ شاہ ہے یا تشریحِ مرتب۔

☆ تین انگلیوں سے کھانے کی سنتِ نبوی کی تشریح حاشیہ میں ''ابہام و سبابہ و وسطیٰ'' سے کی گئی ہے یعنی انگوٹھے، کلمہ کی اور بڑی انگلی سے ہی تناول فرماتے تھے۔

☆ ایک چادر میں ملبوس ہونے کی صورت میں نماز ادا کرنے کی تشریح میں دو ایک فقروں کا اضافہ کیا ہے۔

☆ متن میں ہے کہ جمعہ کے روز سرخ چادر استعمال فرماتے اور عمامہ باندھتے تھے۔ حضرت شاہؒ نے ایک دوسری روایت کا اضافہ کیا ہے کہ بعضوں کے مطابق وہ چادر سرخ دھاگوں سے کڑھی/گوندھی ہوئی ہوتی تھی: ''وبعضی گفتہ اند کہ آن چادر مخطط بخطوط سرخ''۔

☆ خنصر میں انگوٹھی پہننے کی سنت کی تشریح میں لکھا ہے کہ خنصر سب سے چھوٹی انگلی کا نام ہے۔

☆ متن میں ہے کہ آپ ﷺ غالیہ اور مسک کی خوشبو استعمال فرماتے تھے۔ شاہ

Marfat.com

صاحبؒ نے شرح کی ہے کہ وہ مرکب خوشبو ہوتی ہے۔

☆ اسی طرح اثمد نامی سرمے کی تشریح میں لکھا ہے کہ وہ سرمہ کی اقسام میں سب سے اعلیٰ قسم ہوتی ہے۔

☆ حجامت یعنی فصد کھلوانے کی بھی تشریح یعنی کہہ کر کی ہے کہ خون نکلواتے تھے۔

☆ بڑھیا کے جنت میں نہ جانے کے بارے میں فقرۂ نبوی کی تشریح کی ہے کہ وہ بحالتِ پیری نہ جائے گی یعنی جوان ہو کر داخل ہو گی اور حدیث اور مذکورہ بالا آیتِ قرآنی کا انطباق کیا ہے اور اقتضائے حدیث سے آیتِ کریمہ کا مفہوم متعین کیا ہے جو خوبصورت اضافہ ہے۔

☆ ازدواجِ مطہرات کی فصل میں اضافات و تشریحاتِ شاہ یہ ہیں:

حضرت عائشہؓ کے نکاح کے زمانہ کے بعد ماہِ شوال کا فقرہ بڑھایا ہے اور شبِ زفاف کے زمانے میں بھی ماہِ شوال کا اضافہ ہے۔ ان کی وفات کی متعین تاریخ ۱۷ر رمضان ۵۸ھ لکھی ہے اور ان کے مدینہ میں وفات پانے اور بقیع میں مدفون ہونے کا ذکر بھی اضافۂ شاہ ہے۔

☆ حضرت میمونہؓ کے بطور آخری زوجہ مطہرہ کی وفات میں فقرۂ تشریحی موجود ہے۔

☆ حضرت زینب بنت جحشؓ کی حضرت زیدؓ بن حارثہ سے شادی اور طلاق کا مختصر ذکر اضافۂ شاہ ہے۔ ان کے جنازہ کے نعش پر اٹھانے کی تشریح کی ہے کہ نعش سے مراد جنازہ کا تابوت ہے۔

☆ حضرت میمونہ بنت حارثؓ سے نکاحِ نبوی کے ضمن میں ان کے مقامِ سرف پر نکاح کرنے اور اسی جگہ وفات پانے کی خبر کا اضافہ کیا ہے یعنی جس جگہ نکاحِ نبوی ہوا تھا اسی جگہ ام المومنینؓ نے وفات بھی پائی تھی۔

☆ عربی جملہ کے مطابق ان ازواج کے سر سے انتقال فرمانے کی وضاحت کی ہے کہ

Marfat.com

یہ ازواج مطہرات سوائے خدیجہ کے آپ ﷺ کے بعد بھی باقی رہیں۔ اس کے بعد حضرت زینبؓ بنت خزیمہ ام المساکین کے تذکرہ کے بعد یہ تشریحی نوٹ بڑھایا ہے کہ ان کے ازواجِ مطہرات کی جماعت کے علاوہ آپ ﷺ نے بعض خواتین سے نکاح کیا یا پیغام ان کو دیا مگر معاملہ انجام کو نہ پہونچا۔ ان میں سے حسب ذیل خواتین ہیں۔

☆ ازواجِ مطہرات کو تخییر دینے اور آیۂ تخییر کے حوالے سے تشریح کی ہے کہ صحبتِ نبوی ﷺ کو اختیار کریں یا دنیا کو اختیار کریں۔

☆ حضرت اسماء جونیہ کے نکاح کے نامکمل رہ جانے کی روایت کا اضافہ کیا ہے کہ انھوں نے انجانے میں رسولِ اکرم ﷺ سے پناہ مانگی تھی اور آپ ﷺ نے ان کو جدا کر دیا تھا۔

☆ اولادِ نبوی کی فصل میں بعض تشریحاتِ شاہ ہیں جیسے حضرت فاطمہؓ کو ''خرد ترین دختران آنحضرت ﷺ'' بتایا ہے۔ حضرت زینبؓ کی دخترِ گرامی حضرت امامہؓ کے آگے تشریحی جملہ بڑھایا ہے کہ امامہ نام تھا اور جب وہ جوان ہوئیں'' اور حضرت علیؓ سے قبل امیر المومنین کا اضافہ کیا ہے اور یہ بھی کہ حضرت فاطمہ کے بعد ان سے شادی کی اور ''بعد علی'' کا مزید اضافہ ہے۔ اسی طرح حضرت علیؓ کی حضرت فاطمہؓ سے شادی کے بیان میں حضرت علیؓ کے لئے امیر المومنین کا لقب استعمال کیا ہے اور وہ دوسرے مقامات پر بھی کیا ہے جیسے حضرت عبید اللہ بن ابورافع کے کاتب امیر المومنین علیؓ ہونے کے بیان میں۔

حضرت رقیہؓ کا نام متن میں صرف اتنا ہی ہے مگر حضرت شاہؒ نے ''بنت آنحضرت ﷺ'' کا اضافہ کیا اور ان کے شوہرِ گرامی حضرت عثمانؓ کے نام سے پہلے امیر المومنین کا اضافہ کیا ہے مگر ان کے والد کی نسبت ''بن عفان'' ساقط کر دی ہے۔

موالی نبوی کی فصل میں بعض اضافات و تشریحات ملتی ہیں جیسے ایک غلام حضرت ابوضمیرہ

Marfat.com

کے غزوۂ حنین کے فے میں ہونے کی صراحت کی ہے۔ موالی کے بعد متن میں باندیوں کا ذکر شروع ہو گیا ہے مگر حضرت شاہ کے ترجمہ میں "اسامی کنیزکان آنحضرت ﷺ" کی سرخی کا اضافہ ہے۔

متن میں "من الاحرار" کے لئے نئی سرخی "اسامی خادمان آنحضرت ﷺ" لگائی ہے۔ ان میں تشریحی اضافات بھی ہیں جیسے حضرت ذومخبر کو "یا خواہرزادہ" بتایا ہے۔ پھر "حرسہ" کی جگہ آسامی نگاہ بانی کنندگان آنحضرت ﷺ" لگائی ہے۔ محمدؓ بن مسلمہ کے بعد انصاری کا اضافہ کیا ہے۔

سفراءِ نبوی میں تشریحاتِ شاہ یہ ہیں: نجاشی کی تعریف کہ بادشاہِ حبشہ کا لقب ہے۔ ترجمہ اصحمہ میں بزبانِ عربی کا اضافہ کیا ہے اور ان کی نمازِ جنازہ کو غائبانہ قرار دیا ہے جو متن میں صرف "فصلّٰی علیہ"۔ قیصرِ روم کے نزدیک نبوت کے ثابت ہونے کو بدلائل ثابت کر دیا ہے۔ کسریٰ کے قتل ہونے کا ذکر اضافۂ شاہ ہے، مقوقس کی تعریف کہ وہ حکمرانِ مصر و اسکندریہ کا لقب ہے، ہدایائے مقوقس میں حضرت شیرین کے علاوہ ایک ہزار دیناری جامے کا ایک دوسری روایت سے اضافۂ شاہ ہے۔ عمان سے صدقہ کی جگہ زکوٰۃ کی وصولیابی کا ذکر کیا ہے۔ بلقاء کی تشریح کی ہے کہ وہ شام کا ایک شہر ہے۔

نجباء کی تعریف میں یہ لکھا ہے کہ وہ حضرات جو عنایت کی زیادتی سے مخصوص تھے:

"آنانکہ بزیادتِ عنایت مخصوص بودند" اور آخر میں حضرت بلال کے نام کا اضافہ کیا ہے۔

حیوانات (دواب) کی فصل میں حضرت شاہؒ نے گھوڑوں کی تعداد دس بیان کر کے لکھا ہے کہ اس میں اختلاف بھی ہے جبکہ متن میں کمی بیشی کے اختلاف کا فقرہ ہے۔ سکب نامی گھوڑے کی تعریف کے عربی الفاظ کی زیادہ تشریح و تفسیر کی ہے۔ بحر نامی گھوڑے کی تشریح کی ہے کہ وہ کشادہ دہن اور تیز رفتار ہوتا ہے۔ حضرت ابوبکرؓ کے ساتھ صدیق لقب کا اضافہ کیا ہے۔

Marfat.com

حمار (گدھے) کا ترجمہ "دراز گوش" کیا ہے جو بہت خوب ہے۔ غابہ نامی جگہ کی وضاحت کی ہے کہ وہ مدینہ کے قریب ایک مقام تھا۔ قصواء نامی اونٹنی پر رسولِ اکرم ﷺ کی ایک اعرابی سے مسابقت اور قصواء کے پیچھے رہ جانے کے واقعہ میں چند فقروں اور جملوں کا اضافہ فرمایا ہے جس سے معنی کھل گئے ہیں۔

تلواروں کے ذکر میں قبیعہ (دستہ) کی تشریح کی ہے اور اس کے بعد نعل کی تشریح بھی کی ہے۔

متروکہ ملبوساتِ نبوی کی سرخی اگرچہ نہیں لگائی ہے جیسی کہ متن میں ہے مگر حبرہ کی تشریح کا اضافہ فرمایا کہ وہ یمنی چادروں کی ایک قسم ہے مگر صحاری جامہ ہائے نبوی کی تشریح نہیں کی۔ خمیصہ کی تشریح میں چادرِ علمدار لکھا ہے۔ گدے میں پتیوں کی شرح میں خرما (کھجور) کا اضافہ کر دیا ہے۔ اسی طرح لگن میں حنا اور وسمہ کے بنائے جانے کی تشریح بڑھا دی ہے اور ان کے لگانے کی حکمت بھی بتائی ہے۔ خاتمِ نبوی میں بھی تھوڑی سی تشریح ملتی ہے۔

معجزاتِ نبوی کی فصل کا آغاز عظیم ترین معجزہ قرآن مجید سے ہوتا ہے۔ حضرت شاہؒ نے اس کے اعجاز کی مختصر تشریح فرمادی ہے کہ کوئی بھی انسان اس کی جیسی ایک سورہ بھی نہیں بنا سکتا۔ شق الصدر کی تشریح کی ہے کہ بچپن میں ملائکہ نے آنحضرت ﷺ کا سینۂ مبارک چیر کر اسے ایمان و علم سے بھر دیا تھا۔ بیت المقدس کے بارے میں رسولِ اکرم ﷺ کے معجزہ کی تشریح کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کا کشف فرما دیا تھا اور رسولِ اکرم ﷺ نے اسے دیکھ کر اس کی تمام تفصیلات بیان فرمادی تھیں اور قریش کو یقین آ گیا تھا کہ وہ تفصیلات واقعی تھیں۔ زہر آلود بکری کے گوشت کے معجزہ کے ضمن میں حضرت شاہؒ نے اپنی تشریح میں اسے کافروں کی کاریگری قرار دیا ہے۔

قتلِ اسود عنسی کے ضمن میں صنعاء شہر کی جغرافیائی تشریح کی ہے کہ وہ یمن کا ایک شہر ہے۔

معجزات میں قصۂ مازن بن عضوبہ اور قصۂ سواد بن قارب کا صرف حوالہ ہے۔ حضرت

Marfat.com

شاہؒ نے ان دونوں کا واقعہ مع اشعار و کلمات کسی دوسرے ماخذ سے کافی مفصل نقل کیا ہے جو انکے ترجمہ میں موجود ہے۔

وفاتِ نبوی کے ضمن میں حضرات عمر و عثمان و علی اور ابوبکر و عباس رضی اللہ عنہم کے لئے دعائیہ جملے رضی اللہ عنہ، رضی اللہ عنہما، کرم اللہ وجہہ استعمال کئے ہیں۔ صحابہ کرام اور بالخصوص حضرت علی کے لئے رضی اللہ عنہ وغیرہ ضرور استعمال کرتے ہیں خواہ وہ متن میں نہ ہوں۔

کفنِ نبوی کے سحولی کپڑوں میں سحولی کی تعریف وتشریح کی ہے کہ وہ یمن کے ایک دیہات کا نام ہے۔ تکفینِ نبوی کی بھی تشریح کی ہے کہ وہ تین بلا سلی چادریں تھیں جن میں رسولِ اکرم ﷺ کو لپیٹا گیا تھا۔

ان تمام تشریحی اضافات شاہؒ سے ترجمہ میں حسن تو پیدا ہی ہوتا ہے عبارت کے معانی اور ان کی جہات کھل جاتی ہیں۔ حضرت شاہؒ کے اضافات مختلف نوعیت کے ہیں: ایک تو اکرام و تعظیم کے دعائیہ جملوں یا القاب وآداب پر مبنی ہیں جیسے صحابہ کے لئے رضی اللہ عنہ وغیرہ اور خلفاء کے لئے امیر المومنین کے القاب مگر حقیقت میں موخر الذکر کو استعمال نہ کرنا ہی خوب ہوتا کہ اس وقت عہدِ نبوی میں وہ خلفاء نہ تھے۔ جغرافیائی تشریحات یا بعض چیزوں کی وضاحتیں بہت دلچسپ اور معنی خیز ہیں۔ لیکن کہیں معنی ومفہوم کھولنے کے لئے حضرت شاہؒ نے جو دو ایک فقرے اور جملے بڑھائے ہیں وہ عبارت کے حسن کو چار چاند لگا دیتے ہیں اور قاری کو اختصار محض کی پیدا کردہ الجھن سے بچاتے ہیں۔ ان تشریحی اضافات سے حضرت شاہؒ کے علمی تبحر اور فنی تعمق کا اندازہ ہوتا ہے اور اسی کے ساتھ زبان وبیان پر قدرت کا بھی۔ دو ایک مختصر فقروں اور جملوں میں معنی ومفہوم کو پوری طرح کھول دینا صرف ایک صاحب علم وکمال ہی کر سکتا ہے۔

Marfat.com

ضعیف روایات کی تنسیخِ شاہ

حضرت شاہؒ نے متعدد مقامات پر نور العیون کی ضعیف روایات کو سرے سے اپنے ترجمہ میں جگہ نہیں دی ہے۔ یعنی ان کو بیان ہی نہیں کیا۔ حضرت مترجمؒ نے اس کا عام حوالہ اپنے مقدمہ میں ضرور دے دیا ہے مگر متونِ فصول سے ان کی تنسیخ وتغلیط کا حوالہ وہ بالکل نہیں دیتے۔ جب تک قاری عربی متن اور فارسی ترجمہ دونوں کا موازنہ حرف بحرف، لفظ بہ لفظ اور کلمہ بہ کلمہ نہ کرے وہ ان ''نقصاناتِ متن'' کا پتہ نہیں لگا سکتا۔ یہ حضرت شاہ کے طریقۂ کمی وبیشی کا ایک نمایاں قصور ہے۔ ان کو نشاندہی کرنی چاہئے تھی جیسا امام ابن ہشام نے امام ابن اسحاق کی سیرت کے متون میں کمی وبیشی کے ضمن میں کیا تھا یا بعض دوسرے پیشرؤوں نے طریقہ اختیار کیا تھا۔ ولی اللہی تنسیخ واخراجِ روایات کی بعض مثالیں درج ذیل ہیں:

☆ حملِ نبوی کے رحمِ مادر میں ٹھہرنے کا زمانہ ایامِ تشریق اور مقام جمرۂ وسطیٰ نور العیون میں بتایا گیا ہے مگر حضرت شاہؒ نے اپنے فارسی ترجمہ میں اس کو بالکل ساقط کر دیا اور کامل سکوت اختیار کر لیا ہے، نہ تردید کی، نہ تنقید اور نہ کوئی حوالہ دیا۔ صرف ترجمہ پر اکتفا کرنے والا نہیں جان سکتا کہ یہ روایت متن میں موجود ہے مگر ترجمہ میں نہیں دی گئی۔ اس جگہ عبارت میں بیاض کا استعمال کیا جا سکتا تھا۔

☆ حضرت ثویبہ کی نسبت اسلمیہ نور العیون میں ہے کم از کم ہمارے مخطوطہ میں، حضرت شاہؒ نے اس کو بھی نکال دیا ہے۔ اس کو نکالنے کی وجہ نہیں سمجھ میں آسکی۔ کیا وہ ضعیف روایت ہے یا عام دستور کے خلاف ہے۔ یہ نسبت ایک اہم چیز ہے اور اس کی تحقیق کی ضرورت ہے۔

ترتیبِ عبارت میں تبدیلی

ترجمہ میں بسا اوقات کلمات اور الفاظ کی ترتیب تبدیل کرنی پڑتی ہے کہ زبانِ ترجمہ اور اس کی فصاحت یہی تقاضا کرتی ہے۔ لیکن شاہ مترجمؒ نے بسا اوقات ان مقاماتِ ضروری کے

Marfat.com

علاوہ متن کی عربی عبارت میں ناہمواری کو دور کر کے ترجمہ کیا ہے یا بعض متعلقہ چیزوں کو جو متن میں آگے پیچھے تھیں ان کو صحیح ترتیب میں رکھ دیا ہے۔ عبارات میں اس ترتیبی تبدیلی سے زبانِ ترجمہ میں کافی روانی اور سلاست پیدا ہوگئی ہے اور کئی مقامات پر معانی کا حسن نکھر آیا ہے۔ بعض ترتیبی تبدیلیوں سے بہرحال اہلِ علم اور صاحبانِ زبان کو اختلاف ہوسکتا ہے۔

حلیہ/شمائلِ شریف کے بیان میں آنحضرت ﷺ کے رنگ و روپ کے فقروں کو ایک جگہ کر کے ترجمہ کیا ہے جو متن میں شانوں کی فراخی والے فقرے سے بے ترتیب ہوگئے تھے۔ حضرت شاہ کا ترجمۂ شمائل عربی عبارت سے فصاحت و بلاغت میں ذرا بھی کم نہیں ہے۔

☆ اخلاقِ نبوی کی فصل میں کھانے کی دعا متن میں پوری آئی ہے: "اللھم بارک لنا فیه واطعمنا خیرا منه" اور پینے کی دعا ہے خاص کر دودھ کے نوش کرنے کی: "اللھم بارک لنا فیه وزدنا منه"۔ حضرت شاہؒ نے ماکولات کی دعا لکھی ہے: "اللھم ارزقنا خیرا منه" اور دودھ نوش کرنے کی دعا متن جیسی لکھی ہے اور دونوں دعاؤں کا ترجمہ فارسی میں نہیں کیا ہے۔ اس تبدیلی کی وجہ سمجھ میں نہیں آسکی۔ سوائے اس کے کسی حدیث میں ان دونوں دعاؤں کا یہی حال ہو۔

☆ غیر مصدقہ یا غیر تکمیل شدہ ازدواج میں حضرت دحیہ کلبیؓ کی بہن کا نام متن میں اساف ہے مگر ترجمہ میں شراف چھپا ہے۔ ان سے نکاح اور دخول کی عبارت بھی ترجمہ میں بدلی ہے اور حضرت خولہؓ بنت الھذیل کی دوسری نسبتِ پدری بنت الحکم کو ساقط کر کے عبارت بھی تبدیل کی ہے۔ ان دو تبدیلیوں کی وجہ سمجھنا مشکل ہے۔ اول الذکر تو یقیناً کتابت کی غلطی ہے۔ دوسری تبدیلیاں تحقیق طلب ہیں۔

☆ عمرہ بنت یزید، زنِ غفاری، امراۃ تمیمیہ، عالیہ بنت ظبیان اور بنت الصلت کے بارے میں حضرت شاہؒ نے عبارت بدل دی ہے اور ترتیب بھی۔ متن سے حضرت شاہ کی عبارت

Marfat.com

کافی مختلف اور دوسری ترتیب والی ہے۔

فصلِ اولادِ نبوی میں امام ابن سید الناس نے فرزندانِ گرامی کا ذکرِ خیر کر کے ان کے اسلام سے قبل بچپن میں وفات پانے کا ذکر کیا ہے اور اس کے بعد دخترانِ ارجمند کا ذکر لائے ہیں۔ حضرت شاہؒ نے تمام اولاد کا ذکر کرنے کے بعد اولادِ نرینہ کے وفات پانے اور بنات کے اسلام کانے کا ذکر ساتھ کیا ہے۔

☆ اولادِ حضرات علیؓ و فاطمہؓ میں متن صرف دو فرزندوں حسنؓ و حسینؓ کا نام لیتا ہے اور سب کے لئے دعائیہ فقرہ لکھتا ہے: رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین اور اس کے بعد حضرت محسنؓ کی ولادت و وفات کا ذکر کرتا ہے جبکہ حضرت شاہؒ نے تینوں فرزندوں کا ذکر ایک ساتھ کیا ہے اور ان کے لئے دعائیہ کلمہ نہیں لکھا ہے اور حضرت محسنؓ کے انتقال کا ذکر دخترانِ حضرت علیؓ کے ذکر کے بعد کیا ہے جبکہ وہ متن میں ان کے ذکر سے قبل ہے۔ حضرت علیؓ و فاطمہؓ کی دخترِ نیک اختر حضرت زینبؓ کے آخری شوہر کو متن ان کے تیسرے شوہر محمد کا بھائی عبداللہ قرار دیتا ہے مگر شاہ صاحبؒ نے ان کا پورا نام عبداللہ بن جعفر لکھ دیا ہے تا کہ باقاعدہ وضاحت ہو جائے۔

☆ ''کنیزکانِ نبوی'' میں حضرت ام ایمنؓ کا ذکر حضرت سلمیٰؓ ام رافع کے معاً بعد ہے مگر حضرت شاہ صاحبؒ نے حضرت شیرینؓ کے بعد لکھا ہے اور ان کا اور ان کی بہن حضرت ماریہؓ کا ذکر بڑھایا ہے اور ترتیب اسامی نہ صرف بدلی ہے بلکہ بنی قریظہ کی چھ باندیوں کا ذکر بڑھایا ہے جبکہ متن میں صرف حضرت ریحانہؓ کو اسیرانِ بنی قریظہ میں سے بتایا گیا ہے۔ حضرت خولہؓ کا ذکر آخر میں بطور اضافہ ملتا ہے۔

☆ محافظینِ نبوی کی فصل میں حضرات عباد بن بشر، سعد بن ابی وقاص اور ابوایوب کی خیبر میں اور حضرت بلال رضی اللہ عنہم کی وادی القریٰ میں محافظت کا ذکر متن میں ہے۔ حضرت

Marfat.com

شاہؒ نے خیبر کا ذکر نہیں کیا اور سب کی حراست کا ذکر وادی القریٰ کے حوالے سے کیا ہے۔

سفراءِ نبوی کی فصل میں متن حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کے یمن بھیجے جانے کے ذکر کے بعد یہ کہتا ہے کہ معاذؓ بن جبل کو ابوموسیٰؓ کے ساتھ عام اہلِ یمن کی طرف بھیجا گیا مگر حضرت شاہؒ نے ترتیب بدل کر ایک جگہ دونوں کے بھیجے جانے کا ذکر کیا ہے۔

نجباءِ نبوی کی فصل میں حضرات ابوبکرؓ و عمرؓ و علیؓ کا ذکرِ خیر متن میں ان کے اسماء کے ساتھ ہے جبکہ حضرت شاہ نے خلفای اربعہ لکھ دیا ہے۔ متن میں ابنِ مسعودؓ اور عمارؓ بن یسار ہے حضرت شاہؒ نے عبداللہؓ بن مسعود اور صرف عمارؓ لکھا ہے۔ یسار غلط ہے یاسر ہونا چاہئے۔ متن میں حضرت بلالؓ کا نام نہیں ہے حضرت شاہ نے اضافہ فرمایا ہے۔

معجزات کی فصلِ مفصل میں حضرت شاہؒ کے بعض ترتیبی تصرفات ہیں اور دوسری چیزیں بھی ہیں جیسے شق الصدر پہلے ہے اور اخبارِ غیب بعد میں۔ حضرت شاہؒ نے ترتیب الٹ دی ہے۔ اسی طرح بعض دوسری ترتیبی تبدیلیاں ملتی ہیں۔

وفاتِ نبوی کی فصل میں ہے کہ وفات کے بعد رسولِ اکرم ﷺ کو ایک حبرہ چادر میں لپیٹ دیا گیا۔ حضرت شاہؒ نے احترام کے لہجہ میں لکھا ہے کہ حاضرین نے آنحضرت ﷺ کو لپیٹ دیا۔ حضرت عمرؓ کے بارے میں متن میں ہے کہ آپ ﷺ کی وفات نے بعض اصحاب کو دہشت زدہ کر دیا اور ان میں عمرؓ تھے۔ حضرت شاہؒ نے تھوڑی سی ترتیب یا عبارت بدلی ہے کہ بعض اصحاب نے فرطِ بے طاقتی سے آنحضرت ﷺ کی موت سے انکار کر دیا اور یہ حضرت عمرؓ کے بارے میں منقول ہے۔ حضرت شاہ کی یہ ترمیم بعض دوسری روایات کے سبب آئی ہے۔ ویسے حضرت عمرؓ کے انکارِ وفات کا قضیہ ایک نئی تحقیق کا طالب ہے جو حضرت عائشہ صدیقہؓ کی حدیث کے تناظر میں کیا جانا چاہئے (ملاحظہ ہو مقالہ خاکسار: "وفاتِ نبوی پر خطبۂ فاروقی کی معنویت" غیر مطبوعہ)۔

Marfat.com

نقصاناتِ ترجمۂ شاہؒ

حضرت شاہؒ نے ضعیف روایات کے علاوہ بعض دوسرے تصرفات اور تبدیلیوں کو اپنے ترجمہ میں روا رکھنے کی بات کہی ہے۔ نور العیون کی عبارت/متن سے بعض عبارتوں، روایتوں اور بیانوں کو بھی حضرت شاہؒ نے حذف کر دیا ہے جو بظاہر ضعیف نہیں ہیں۔ ظاہر ہے کہ وہ حضرت شاہؒ کے تصرفات ہیں۔ لیکن یہ تصرفات بسا اوقات تصرفاتِ بیجا معلوم ہوتے ہیں۔ اس کی دو وجوہ ہیں: اول یہ کہ وہ بہر حال ایک روایت ہے جو متن میں آئی ہے۔ حضرت مترجم نے اسے بلا جواز و بلا توجیہ بدل دیا ہے، دوسرے اس کی کوئی نشاندہی نہیں فرمائی۔ ایسے تصرفاتِ شاہؒ کو اور کچھ نہ کہا جائے تو نقصاناتِ ترجمہ ضرور قرار دیا جا سکتا ہے۔

☆ حضرت خدیجہؓ سے نکاحِ نبوی کے ضمن میں دو بیانات/روایات نور العیون میں موجود ہیں: ایک یہ رسولِ اکرم ﷺ نے حضرت خدیجہ کو بارہ اوقیہ سونا مہر عطا فرمایا اور دوسرے یہ کہ وہ آپ ﷺ پر سب سے پہلے ایمان لانے والی شخصیت تھیں۔ حضرت شاہؒ کے مطبوعہ فارسی ترجمہ میں وہ دونوں مفقود ہیں۔ مہر کی رقم کی روایت ضعیف ہو سکتی ہے لہذا وہ تصرفِ شاہؒ کے تحت آ گئی مگر حضرت خدیجہؓ کے اولین مومنہ ہونے کی روایت میں کیا قباحت تھی؟

☆ وفاتِ نبوی کی مختلف تاریخوں کے لئے حضرت امام ابن سید الناسؒ نے اپنی کتاب سیرت عیون الاثر کا حوالہ دیا ہے۔ حضرت شاہؒ نے نہ جانے کیوں اس کو بدل کر "کتب مطولہ" بنا دیا ہے۔

☆ "قف" کے تحت بعض عناوینِ فصول ملتی ہیں مگر حضرت شاہؒ کے ترجمہ فارسی میں وہ بالعموم نہیں پائی جاتیں جیسے "ھجرتہ من مکة الی المدینة، ذکر غزواته ﷺ، حج بعد فرض الحج حجة واحدة، صفته علیه الصلوٰة والسلام" (حاشیہ میں البتہ بیان حلیۂ شریف ﷺ لکھا گیا ہے)، اسماء کی سرخی، اخلاقِ نبوی کی سرخی، اخلاقِ نبوی میں ذیلی

Marfat.com

سرخیاں جیسے اسفار کے اخلاق، مجلس میں جہاں جگہ پاتے تشریف فرما ہوتے، جانوروں کی سواری کی سرخی، کھانے کے آداب وادعیہ کی سرخی، روزوں کی سرخی، سونے کی دعائیں، صدقہ نہ کھانے، جو کی روٹی سے بھی پیٹ بھر کر نہ کھانے اور کھانے سے متعلق دوسری کئی سرخیاں، اسی طرح ملبوسات کی تمام سرخیاں غائب ہیں۔ بعد کی تمام سرخیاں بھی متنِ ترجمہ میں نہیں ہیں جیسے ذکرِ زوجاتِ طاہرات وغیرہ۔ ان سرخیوں کی موجودگی سے متن میں حسنِ ترتیب پیدا ہوتا ہے اور مختلف موضوعات کی تفہیم بہتر ہو جاتی ہے۔ ترجمہ میں ان کے فقدان کی بنا پر بیانیہ بسا اوقات بے ربطی کا شکار معلوم ہونے لگتا ہے۔

☆ حجۃ الوداع کی فصل میں حضرت شاہؒ نے بعض روایاتِ نور العیون ساقط کی ہیں: رسولِ اکرم ﷺ کے زانوئے مبارک کے نیچے رحل/ زین تھی جس پر ایک چادر (قطیفة) تھی اور اس کی قیمت چار درہم سے زیادہ نہ تھی اور رسولِ اکرم ﷺ نے دعا مانگی کہ پروردگار اسے ایسا حج بنادے جس میں نہ ریا ہو اور نہ شہرت کی طلب: ''وقال: اللهم اجعله حجا لا ريا فيه ولا سمعة'' ان دونوں روایات کو ضعیف بھی نہیں قرار دیا جا سکتا کہ وہ دوسری معتبر کتبِ حدیث وسیرت میں موجود ہیں۔

☆ عربی متن میں ''نبی الملحمه'' کا اسمِ گرامی صحیح مسلم کے حوالے سے ہے حضرت شاہؒ نے صحیح مسلم کا حوالہ ساقط کر دیا ہے۔ حافظ مقدسی وغیرہ کئی دوسرے محدثین وعلماء نے صحیح مسلم کا حوالہ دیا ہے۔ یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ صحیح مسلم کے مختلف نسخے ہیں جن میں بعض احادیث مختلف ہیں۔ ممکن ہے کہ ان بزرگوں کے نسخے میں یہ اسمِ گرامی موجود ہو اور شاہ صاحب کے نسخے میں موجودہ متداول نسخوں کی طرح موجود نہ ہو۔ اس فصلِ اسماء گرامی کے آخر میں ''نذیرا مبینا'' اور اس کی آیتِ کریمہ ﴿وقل انی انا النذير المبين﴾ اور مذکر اور اس کی آیتِ کریمہ ﴿انما انت مذكر﴾ نہیں ہے البتہ ترجمہ میں شاہ صاحبؒ نے عبد کے لئے

Marfat.com

﴿سبحان الذی اسریٰ بعبدہ﴾ اور منذر کے لئے ﴿انما انت منذر﴾ کی آیاتِ کریمہ کا اضافہ کیا ہے۔ ممکن ہے کہ ان کے پیش نظر کوئی دوسرا مخطوطہ ہو جس میں ایسے تصرفات یا اختلافات بھی ہوں۔ لیکن یہ محض خوش گمانی ہے (نبی الملحمہ کا ذکر ابن قیم نے زاد المعاد میں اسماء گرامی کے باب میں کیا ہے، اگرچہ اس میں ماخذ کا حوالہ نہیں ہے: اردو ترجمہ، دہلی ۱۹۹۵ء، ۶۸؛ نیز شروح مسلم)۔

☆ اخلاقِ نبوی کی فصل میں رحمت ورافتِ نبوی کے اظہار کے لئے ایک حسین وجمیل جملہ متن میں یہ ہے کہ آپ ﷺ نماز میں ہوتے اور کسی بچے کے رونے کی آواز سنتے جو اپنی ماں کے ساتھ مسجد میں آیا ہوتا تو اس ماں کی رحمت کے لئے نماز ہلکی فرمادیتے تھے۔ حضرت شاہؒ نے اس حصۂ متن کا ترجمہ شامل نہیں کیا، نہ معلوم کیوں؟ اسی طرح آزردہ صحابی کے گھر جانے کے لئے صحابہ کرام کو ساتھ لینے کا فقرہ ساقط ہوگیا ہے۔ یہ دونوں روایات صحیح ہیں۔ اول الذکر تو صحیح کتبِ حدیث میں موجود ہے اور خاصی معروف ومشہور ہے (بخاری، کتاب الصلوۃ، باب من اخف الصلوۃ عند بکاء الصبی، احادیث: ۷۰۷-۷۱۰؛ فتح الباری، ۲/۲۶۱-۲۶۳ ومابعد)۔

☆ اسی فصل میں متن کا ایک جملہ ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے کبھی کھڑے کھڑے پانی پیا ہے: ''وربما شرب قائما'' حضرت شاہؒ نے اس کو اپنے ترجمہ میں ساقط کردیا ہے حالانکہ وہ صحیح حدیث ہے اور بخاری وغیرہ متعدد معتبر کتبِ حدیث میں موجود ہے (بخاری، کتاب الاشربۃ، باب الشرب قائما، ۵۶۱۵، ۵۶۱۶ وغیرہ؛ فتح الباری، ۱۰/۱۰۱-۱۰۷ ومابعد)۔

اسی طرح متن میں حبرہ نامی چادروں کے لباس کو جو یمنی چادروں کا ہوتا تھا اور جس میں لالی اور سفیدی ہوتی تھی پسندیدہ لباس کہا گیا ہے۔ ''واحب اللباس الیہ الحبرۃ من برد الیمن فیھا حمرۃ وبیاض'' شاہ صاحبؒ نے نہ جانے کیوں اس کو نکال دیا ہے حالانکہ یہ بھی صحیح حدیث ہے، متن میں چادر کو لباسِ پسندیدہ ترین اور قمیص کو ثوب/ ثیابِ پسندیدہ ترین کہا

Marfat.com

گیا ہے۔ ان دونوں کا فرق ملحوظ رکھنا ضروری ہے (بخاری، کتاب اللباس، باب البرود والحبر والشملة" احادیث: ۵۸۱۲-۵۸۱۳؛ فتح الباری، ۱۰-۳۳۹-۳۴۱: احب الثیاب...... الحبرة)۔ ترجمہ میں دعا کا لفظ "البستنیه" (تو نے اسے مجھے پہنایا) ہے جو مطبوعہ ترجمہ میں "البسته" ہو گیا ہے اور وہ بلاشبہ کتابت کی غلطی ہے۔

☆ مزاحِ نبوی کے باب میں پہلا واقعہ اونٹ/اونٹنی کے بچہ پر سوار کرنے سے متعلق ہے۔ متن میں یہ ہے کہ وہ ایک عورت سے متعلق ہے مگر شاہ صاحبؒ نے اسے ایک شخص/مرد سے متعلق کر دیا ہے حالانکہ متن کی روایت بھی صحیح ہے کہ وہ حضرت ام سلیمؓ یا حضرت ام ایمنؓ سے متعلق ہے جیسا کہ روایاتِ سیرت بتاتی ہیں۔ لہذا متن میں تصرفِ بیجا نہیں کرنا چاہیے (ترمذی، شمائل، باب ماجاء فی مزاح رسول الله ﷺ میں بلاشبہ ایک مرد (رجلا) کا ذکر ہے اور متعدد سیرت نگاروں نے اسے بیان کیا ہے۔ مگر دوسری روایات میں وہ ایک عورت سے متعلق واقعہ ہے جیسا کہ محب طبری کے خلاصة السیر، ۲۷ میں ہے، بلاذری ۱/۲۲۴ میں وہ حضرت ام ایمنؓ کے بارے میں آیا ہے: ملاحظہ ہو خاکسار کا مضمون "حضرت ام ایمنؓ - رسولِ اکرم ﷺ کی انا، معارف اعظم گڑھ، مارچ ۲۰۰۳ء، ۱۷۷)۔

ازواجِ مطہرات کی فصل میں حضرت شاہؒ نے بعض چیزیں اپنے ترجمہ میں ساقط کی ہیں، وہ بالترتیب حسب ذیل ہیں:

☆ "حضرت سودہؓ بنت زمعہ" لکھا ہے اور ان کا بقیہ نسب: "بن قیس بن عبد شمس بن عبدِ ودّ بن نضر بن مالک بن حسل بن عامر بن لوی" ساقط کر دیا ہے۔

☆ "حضرت عائشہ بنت ابی بکر صدیقؓ" لکھا ہے جبکہ متن میں پورا نسب یوں ہے: عائشہ بنت ابی بکر عبداللہ بن عثمان بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرة"۔ ان کی دوسری روایت بابت عمر سات سال ساقط کر دی ہے۔

Marfat.com

☆ حضرت حفصہؓ بنت عمر فاروق لکھا ہے جبکہ متن میں پورا نسب ہے: ''حفصة بنت عمر بن خطاب بن نفیل بن عبد العزیٰ بن رباح بن عبداللہ بن رزاح بن عدی بن کعب''۔ حضرت شاہؒ نے ایک روایت کے حوالے سے رسولِ اکرم ﷺ کے حضرت حفصہ کو طلاق دینے کی بات کہی ہے جبکہ متن میں روایت کیا گیا ہے (روی) اور طلاق سے رجوع کرنے کی نسبت اور خیال خاطرِ عمرؓ کی نسبت رسولِ اکرم ﷺ کی طرف کی ہے جبکہ متن میں واضح الفاظ ہیں کہ حضرت جبریلؑ نے کہا: عمر کی رحمت کے لئے: وفی خبر ان جبریل قال: رحمة لعمر''۔

☆ حضرت ام حبیبہؓ بنت ابی سفیان'' حضرت شاہ کے ترجمہ میں ہے جبکہ متن میں پورا نسب ہے: ''ام حبیبہ رملة بنت ابی سفیان صخر بن حرب بن امیة بن عبد شمس بن عبد مناف''۔

☆ صرف حضرت ام سلمہؓ کا ذکر حضرت شاہؒ نے کیا ہے مگر متن میں پورا نام ونسب مذکور ہے: ''هند بنت ابی امیة بن المغیرة بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم، ام سلمہ۔

اسی طرح تمام دوسری ازواج کے صرف اسماءِ گرامی ترجمۂ شاہ میں دئے گئے ہیں جبکہ متن میں ان کے پورے نام ونسب موجود ہیں۔

☆ ''زینبؓ بنت جحش بن رباب بن یعمر بن صبرہ بن مرہ بن کثیر بن غنم بن دودان من بنی اسد بن خزیمة''۔

☆ جویریةؓ بنت الحارث بن ابی ضرار بن حارث بن ابی ضرار بن الحارث بن عائذ بن مالک بن المصطلق۔ غنیمت میں ان کے مالک/ آقا حضرت ثابتؓ بن قیس بن شماس میں آخر الذکر کا نام ساقط کر دیا ہے۔

☆ حضرت صفیہؓ بنت حی بن اخطب بن ابی یحییٰ بن کعب بن خزرج النضیریة قبیلة۔

☆ حضرت میمونہؓ بنت حارث بن حزن بن بجیر بن الھرم بن رویبہ بن عبد مناف بن

Marfat.com

ہلال بن عامر" کے پورے نام ونسب میں صرف حضرت میمونہ کا نام ذکر کیا ہے۔ان کی آخری زوجہ ہونے کا فقرہ بھی نکال دیا ہے جبکہ اس کی ایک روایت ہے اور اسے ایک جگہ حضرت شاہؒ نے بھی بیان کیا ہے۔

☆ حضرت زینبؓ بنت خزیمہ کے لقب ام المساکین کو ساقط کر دیا ہے جبکہ وہ صحیح ہے اور مشہور بھی ہے۔

☆ حضرت اسماء جونیہ لکھا ہے متن میں اسماء بنت کعب الجونیہ ہے۔

☆ ایک غفاری خاتون میں سفیدی (سفید داغ) دیکھنے کے سبب ان کو ان کے اہل کے پاس بھیج دینے کا واقعہ نظر انداز کر دیا ہے۔

☆ متن میں صرف عمرۃ بنت یزید کے دخول سے قبل طلاق دینے کا ذکر ہے: "وعمرة بنت يزيد وطلقها قبل الدخول"۔ حضرت شاہؒ نے عمرہ بنت یزید کے ساتھ ایک غفاری خاتون اور عالیہ بنت ظبیان سب کو دخول سے قبل طلاق دینے میں شامل کر لیا ہے۔

☆ ملیکۃ اللیثیۃ کا نام ساقط کر دیا ہے اگر چہ ان کے نکاح کا واقعہ اور مفارقت کا ذکر کیا ہے۔

ان تمام ازواجِ مطہرات کے باب میں ان کا نسب ساقط کرنے سے خلا سا پیدا ہو جاتا ہے اور مشہور القاب کا ساقط کرنا سمجھ میں نہیں آتا۔

☆ اولادِ گرامی کی فصل میں حضرت زینبؓ کے شوہر کا نام صرف ابو العاص لکھا ہے جبکہ متن میں "بن الربیع بن عبد شمس" بھی ہے۔متن میں حضرت رقیہ کا صرف نام گرامی ہے۔

اعمام وعمات کی مختصر فصل میں بھی حضرت شاہؒ نے بعض نقصانات کیے ہیں جیسے ابو طالب کا نام عبد مناف نکال دیا ہے اور ابو لہب کا نام عبد العزیٰ بھی نہیں بیان کیا ہے، حجل کا نام المغیرہ بھی ساقط کیا ہے۔ان کے ساقط کرنے کی توجیہ صرف یہ کی جاسکتی ہے کہ حضرت شاہؒ کے نزدیک اختصار پیش نظر تھا۔اس اختصار نے قاری کو بعض اہم معلومات سے بھی محروم کر دیا۔

Marfat.com

موالی آنحضرت ﷺ میں بھی کئی چیزیں ساقط کی ہیں جیسے حضرت زیدؓ بن حارثہ کی آزادی کا ذکر نہیں کیا اور نہ ہی حضرت ابوکبشہ کی آزادی بیان کی ہے۔ حضرت شقران کا نام صالح، ان کی آزادی، حضرت رباح کی وفات و آزادی کا ذکر بھی ساقط ہے۔ حضرت ابورافع کے فرزند کا نام عبیداللہ متن میں ہے ترجمہ میں عبداللہ چھپا ہے جو شاید کتابت کی غلطی ہے۔ دوسرے موالی کی آزادی کا ذکر ساقط کیا ہے: ان میں حضرت ابومویہبہؓ اور حضرت رافعؓ شامل ہیں۔ موخر الذکر کے بعد سب کو ایک جگہ آزاد کرنے کا ذکر ضرور کیا ہے لیکن حضرت ابورافع کے مولیٰ سعید بن العاص ہونے کا ذکر نظر انداز کر دیا ہے۔ حضرت سفینہ کا نام رباح یا مہران بتایا گیا ہے مگر شاہ صاحب نے اسے ساقط کر دیا ہے۔ حضرت ابوہند کی آزادی بھی ساقط ہوگئی ہے اور بعض دوسرے موالی کی بھی۔

سفراءِ نبوی کی فصل میں بھی بعض نقصانات ملتے ہیں جیسے متن میں حارث بن ابی شمر غسانی ہے، شاہ صاحب نے ان کے باپ کا نام ساقط کر دیا ہے۔ حضرت مہاجرؓ بن ابی امیہ کی مخزومی نسبت ساقط کر دی ہے۔

کاتبینِ نبوی کے آخر میں ذکر کیا گیا ہے کہ حضرات علی و زبیر، محمد بن مسلمہ اور عاصم بن ثابت بن ابی الافلح اور مقداد رضی اللہ عنہم آپ ﷺ کے سامنے گردنیں مارتے تھے۔ اس پورے حصہ کو حضرت شاہؒ نے ساقط کر دیا ہے۔ جلادی کی فصل کو حضرت شاہؒ نے کس مصلحت سے تہ تیغ کیا ہے؟

عشرہ مبشرہ کی فصل میں حضرت ابوعبیدہؓ بن جراح کا نام عامر متن میں ہے جو حضرت شاہؒ کے ترجمہ میں نہیں ہے۔ اصل ناموں کے اسقاط سے معانی و مفاہیم پر تو اتنی ضرب نہیں پڑتی البتہ شخصیات کے بارے میں معلومات ناقص رہ جاتی ہیں جو پھر پوری نہیں ہوتیں۔ اس کی ایک مثال رسولِ اکرم ﷺ کی تیسری دخترِ ارجمند حضرت ام کلثوم کی ہے۔ اصل رواۃ کی عدم احتیاط کے سبب ان کا اصل نامِ نامی آج تک نہیں معلوم ہو سکا۔

Marfat.com

حیوانات (دواب) کی مختصر فصل میں بھی حضرت شاہؒ نے بعض چیزیں ساقط کی ہیں جیسے ربیعہ کی ولدیت (بن ابی البراء) البتہ بحر نامی گھوڑے کی تشریح کا اضافہ کیا ہے کہ وہ کشادہ دہن اور تیز رفتار ہوتا ہے۔

اسلحہ اور تلواروں کی فصل میں حضرت شاہؒ نے بالعموم اسماء اور اسماءِ قبیلہ وغیرہ کو جابجا ساقط فرمایا ہے جیسے متن کے مطابق ذوالفقار بنوالحجاج / بنوسہم کی تھی مگر حضرت شاہؒ نے صرف اموال بنی الحجاج لکھا ہے۔ جس سے قبیلہ کی صحیح تعیین دشوار ہوگئی ہے۔ بنوالحجاج سے بعد کے دور میں مشہور اموی گورنر حضرت حجاج بن یوسف ثقفیؒ کا خاندان ذہن میں آتا ہے جبکہ اس سے مراد قریش کا خاندانِ بنوسہم ہے۔

ایک عمامۂ نبوی کا نام السحاب تھا جو متن کے مطابق حضرت علی رضی اللہ عنہ کو آپ ﷺ نے عطا فرمادیا تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ جب کبھی اسے پہنے ہوئے حاضر ہوتے تو آپ ﷺ فرماتے: تمہارے پاس علی آرہے ہیں اور وہ سحاب میں ہیں: ''اتاکم علی فی السحاب''۔ یہ ذومعنی حصہ حضرت شاہؒ نے ساقط فرمادیا ہے جبکہ دوسری کتب سیرت وغیرہ میں وہ موجود ہے (محب طبری، خلاصۃ السیر ،۱۵؛ ممکن ہے کہ وہ ضعیف روایت ہو کیونکہ معتبر کتب حدیث میں وہ غالباً نہیں ملتی۔ اس کا بھی امکان ہے کہ بعض طبقات کی غلط تعبیر کے سبب اسے نکالا ہو)۔

متن میں معجزاتِ نبوی کے ضمن میں درود وسلام رسولِ اکرم ﷺ اور آپ کی آل واصحاب و ازواج اور ذریت پر ہے۔ حضرت شاہؒ نے آخری فقروں کو ساقط کردیا ہے۔ حضرت ام حرام کا صرف نام لیا ہے اور ان کی ولدیت ''بنت ملحان'' غزوۂ روم کی پیشگوئی میں ساقط کردی ہے، حضرت ثابتؓ بن قیس کے لئے پیشگوئی کی عبارت متن میں فعل مضارع حاضر میں ہے: تعیش حمیدا و تقتل شهیدا مگر ترجمہ میں وہ فعل مضارع غائب میں ہوگئی ہے: یعیش حمیدا و یقتل شهیدا۔ غالباً وہ کتابت کی غلطی ہے۔

Marfat.com

وفاتِ نبوی اور غسل کے وقت حضرت اوسؓ بن خولی انصار میں سے موجود تھے۔ حضرت شاہ نے صرف اوس انصاری لکھا ہے یعنی ان کی ولدیت حذف کردی ہے اور اس کی وجہ سے تعیینِ شخصیت وقبیلہ میں دشواری ہوتی ہے۔

قبرِ نبوی کے کھودنے کے سلسلہ میں متن میں لکھا گیا ہے کہ مدینہ میں دو کھودنے والے تھے: ایک لحد بناتے تھے اور وہ ابو طلحہؓ تھے اور دوسرے شق کھلا رکھتے تھے اور وہ حضرت ابو عبیدہؓ تھے۔ مگر حضرت شاہؒ نے ان دونوں کے نام ساقط کردئے ہیں۔ ان دونوں صحابہ کرام کے نام ساقط کرنے کی وجہ بالکل سمجھ میں نہیں آتی جبکہ ان کے اسماءِ گرامی تمام کتب میں موجود ہیں۔ متن کے آخر میں ہے کہ آپ ﷺ کے ساتھ حجرۂ عائشہ میں حضرت ابو بکرؓ دفن کئے گئے پھر حضرت عمرؓ۔ حضرت شاہؒ نے ان دونوں کا ایک ساتھ ذکر کردیا ہے اور درود وسلام مفصل دیا ہے۔

استدراکِ شاہؒ کا فقدان

امام ابن سید الناسؒ نے نور العیون کے کئی مقامات پر ناقص بیان دیا ہے یا مکمل روایت نہیں دی اور ضروری واقعات اور امور کو چھوڑ دیا ہے۔ ان مقامات پر استدراک ونقد اور خلاؤں کو پُر کرنے کی ضرورت تھی لیکن حضرت شاہؒ نے ایسا نہیں کیا۔ اس کے وجوہ واسباب سے بحث کی اتنی ضرورت نہیں ہے جتنی اس وضاحت کی کہ بعض بیانی خلاؤں سے واقعہ یا معاملہ ناقص رہ جاتا ہے اور قاری کو غلط معلومات ملتی ہیں یا اس کا تاثر غلط قائم ہو جاتا ہے۔ وہ عدمِ ذکر کو عدمِ واقعہ سمجھ سکتا ہے یا ذکرِ روایت کو واقعہ گردان سکتا ہے حالانکہ وہ واقعہ نہیں ہے۔ ایسے تمام مقاماتِ شک و شبہ پر استدراک ضروری ہو جاتا ہے۔

☆شب ولادت کے تمام معجزات: ایوانِ کسریٰ کے چودہ کنگرے گرنے وغیرہ کے معاملہ کو قبول کرلیا ہے اور نقد نہیں کیا ہے۔ حالانکہ ان ''معجزات'' کو سوائے روایت پرست سیرت

Marfat.com

نگاروں کے کسی اور نے قبول نہیں کیا کیونکہ وہ ضعیف ہی نہیں بہت ضعیف روایت ہے (سید سلیمان ندوی، سیرۃ النبی، ۳/۴۲۷-۴۳۷ کی بحث اسے موضوع روایت ثابت کرتی ہے؛ شاہ ولی اللہ کا فلسفۂ سیرت، ۳۵، حاشیہ، ۲۰- حیرت کی بات ہے کہ حضرت شاہؒ نے شرفات کسریٰ کے گرنے جیسے واقعات کو اپنی کتاب حجة اللہ البالغة میں بھی بیان کیا ہے)۔

مقاطعہ کے محاصرہ میں متن میں آنحضرت ﷺ اور آپ ﷺ کے اہل بیت کی محصوری کا ذکر کیا گیا ہے جو صحیح نہیں ہے۔ وہ اصلاً بنو ہاشم اور بنو مطلب کے دو خاندانوں کے تمام مسلموں اور غیر مسلموں کی محصوری تھی۔ حضرت شاہؒ نے اس کی وضاحت نہیں فرمائی اور جوں کا توں قبول کر کے اور بلا نقد بیان کر کے ایک غلط بات کی ترسیل کی ہے جبکہ حجة اللہ البالغة کے بابِ سیرت میں بنو ہاشم و بنو مطلب ہی کا ذکر فرمایا ہے (شاہ ولی اللہ کا فلسفۂ سیرت، ۴۳)۔

☆ حجۃ الوداع کی فصل میں مزدلفہ میں مغرب وعشاء کی نمازوں کو جمع کر کے ادا کرنے کا ذکر رہ گیا ہے۔ ترجمۂ شاہ میں بھی یہ نقص موجود ہے۔ تمام دوسری کتبِ حدیث وسیرت میں یہ واقعہ موجود ہے۔ اس اہم غلطی پر نقد واستدراک نہ کرنا ناقابلِ فہم ہے اور حضرت شاہؒ کے کمالِ تبحر سے خاصا بعید ہے (بخاری، کتاب الحج، باب من جمع بین الصلاتین بالمزدلفة، حدیث: ۱۶۷۲ نیز حدیث ماقبل ۱۶۶۹؛ فتح الباری ۳/۶۵۶-۶۶۰)۔

☆ ازواجِ مطہرات کی فصل میں عام اہلِ سیر حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کے بوڑھے ہونے کا ذکر کرتے ہیں، متنِ ابن سید الناس میں بھی یہی ہے حالانکہ یہ بالکل صحیح نہیں ہے، اس پر استدراک کی ضرورت ہے۔ یہ تاثر یا غلط بیانی / کم فہمی لگ بھگ تمام روایتی اہلِ سیر کے ہاں موجود ہے (بخاری، کتاب الهبة، باب هبة المراة لغیر زوجها ......الخ، حدیث: ۲۵۹۳ و اطراف کثیرہ؛ فتح الباری، ۵/ ۲۲۸-۲۳۰ ومابعد؛ فتح الباری، ۹/ ۳۸۸ برائے بحث حافظ ابن حجر عسقلانی؛ نیز

Marfat.com

مقالاتِ خاکسار :۱-حضرت سودہؓ کے باری ہبہ کرنے کا مقصد۔احادیث وروایات کا تجزیہ؛۲-ام المومنین حضرت سودہؓ کے بارے ہبہ کرنے کی احادیثِ بخاری، غیر مطبوعہ)۔

ام المومنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے ولی نکاح میں حضرت عثمان بن عفان اموی ؓ کو اصل ولی نکاح بتایا گیا ہے اور دوسری مجروح روایت میں حضرت خالدؓ بن سعید بن العاص اموی کا نام ہے۔صحیح دوسری روایت ہے، حضرت عثمانؓ ولی نہ تھے مگر حضرت شاہؒ نے استدراک نہیں فرمایا۔صحیح روایات کے مطابق ان کا نکاح حبشہ میں ہوا اور اس وقت حضرت خالدؓ وہاں موجود تھے، حضرت عثمانؓ نہ تھے (شبلی ۲/ ۴۱۸-۴۱۹ : کاندھلوی ۳/ ۳۴۱-۳۴۳ ومابعد بحوالہ الاصابة، صفة الصفوة، زرقانی نیز کتبِ سیرت)۔

زرہوں کے بیان میں ایک ضعیف روایت بیان کی گئی ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ کے پاس حضرت داؤد علیہ السلام کی ایک زرہ بھی تھی جس کو پہن کر حضرت داؤد نے جالوت سے جنگ کی تھی۔ حضرت شاہؒ نے اسے بیان کرنا پسند فرمایا ہے۔اس روایت کی روایتی ودرایتی حیثیت خاصی مشکوک ہے۔

☆ معجزات واخبارِ غیب کے بیان میں متن میں بھی اور ترجمہ میں بھی ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے انصارِ کرام سے جوان کے نظر انداز کیے جانے کی بات کہی تھی اس کا واقعہ خلافتِ معاویہؓ میں پیش آیا۔حضرت شاہؒ نے اس بیان کو تسلیم کیا ہے حالانکہ یہ تاریخی طور سے غلط ہے۔ جہاں تک انصار پر دوسروں کی ترجیح کا معاملہ ہے تو خلافتِ اسلامی کے اولین روز سے شروع ہو گیا تھا اور آخری روز تک جاری رہا۔حضرت معاویہؓ کی خلافت کو اس کا نقطۂ آغاز یا زمانہ بتانا صرف اموی دشمنی پر مبنی ہے حالانکہ تاریخی واقعات بتاتے ہیں کہ اس دورِ سعید میں متعدد انصاری صحابہ وتابعین اعلیٰ مناصب پر فائز تھے اور حضرت معاویہؓ کے مشیروں، وزیروں اور محبوبوں میں بھی شامل تھے۔ان میں سے صرف چند ''انصار'' کے اسماء گرامی یہ ہیں: حضرت سائبؓ بن خلاد

Marfat.com

خزرجی والی یمن، حضرت سمرہؓ بن جندب (اگرچہ فزاری تھے) تاہم ان کے مربی اور دوسرے والد انصاری تھے اور وہ انصاری ہی سمجھے جاتے تھے)، نائب امیرِ کوفہ، حضرت نعمانؓ بن بشیرؓ خزرجی، امیرِ کوفہ وحمص، وغیرہ متعدد دوسرے (ابن اثیر، اسد الغابۃ اور ابن حجر، الاصابۃ میں تراجم صحابہ میں ان کے علاوہ متعدد دوسروں کا ذکر موجود ہے۔ انشاء اللہ اس پر الگ مقالہ پیش ہوگا)۔

اس فصلِ معجزات میں متعدد دوسری روایات کو حضرت شاہؒ نے محض روایت پرستی میں قبول کرلیا ہے اوران میں سے کئی ان کی شاہکار کتاب حجۃ اللہ البالغۃ کے باب سیر النبی علیہ السلام میں بھی موجود ہیں۔ ان تمام روایات کو ناقدینِ حدیث نے ضعیف ہی نہیں موضوع تک بتایا ہے اور ان کے وجوہِ ضعف ووضع سے بحث بھی کی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کو معتبر کتبِ حدیث وسیرت میں جگہ نہیں مل سکی۔ ان میں یہ روایاتِ معجزہ شامل ہیں: غارِ ثور میں ہجرتِ نبوی کے وقت مکڑی کے جالے بننے کی روایت، بچپن میں ابر کا سایہ کرنا، بحیرا راہب اور نسطور راہب کے قصے، صحیفۂ مقاطعہ کو دیمک کا چاٹ لینا، کنواری بکری کا دودھ دینا اور حضرت ام معبد کا واقعۂ غنم وغیرہ۔ اسی فہرست میں ہرنی وغیرہ جانوروں کی گواہی اور حضرات مازنؓ بن عضوبہ اور سوادؓ بن قارب کے واقعات کو بھی شامل کرنا چاہئے۔ سید سلیمان ندویؒ اور بعض دوسرے محققین نے ان پر سخت تنقید کی ہے اور ان روایتی معجزات کی حقیقت اور ان کے وجوہِ ضعف کو کھولا ہے۔ ان کا یہ تبصرہ بالکل صحیح ہے کہ نبوی معجزات کی تعداد بڑھانے اور رسولِ اکرم ﷺ کی معجزانہ حیثیت کو مبالغہ آمیز کرنے کے ہوکے میں ان روایات کو گڑھا گیا ہے اور بیان بھی کیا گیا ہے۔ دلائلِ نبوی قسم کی غیر معتبر کتابوں میں ان کی موجودگی ان کی صحت کی سند نہیں ہے۔ حضرت شاہؒ نے اس حقیقت کا ادراک نہیں فرمایا کہ صحیح معجزات اور مستند روایات رسولِ اکرم ﷺ کی معجزانہ منزلت ثابت کرنے کے لئے کافی ہیں (سید سلیمان ندوی، سیرۃ النبی ۳/۲۱۷-۲۷۷ بالخصوص ۲۵۸-۲۷۷؛ شاہ ولی اللہ کا فلسفۂ سیرت، ۴۵، ۵۵، وغیرہ)۔

Marfat.com

نور العیون کا بنیادی ماخذ

اسلامی علوم وفنون یا دوسرے علوم کا معاملہ ہو، متاخر اہلِ قلم ہمیشہ اپنے پیشرو اصحابِ علم سے استفادہ کرتے ہیں۔ یہ ایک ایسی زمینی حقیقت ہے جس کا انکار صرف کبر واستکبار کے مارے اور تعلّی وغرور کے گنبد کے اسیر ہی کر سکتے ہیں اور کرتے بھی ہیں۔ استفادہ وکسبِ فیض کی مختلف صورتیں اور گوناگوں جہات ہوتی ہیں۔ ان میں سے ایک ناگزیر جہت وصورت معلومات کا حصول ہے۔ متاخرین اپنے پیشروؤں سے معلومات و روایات لینے کے لئے مجبور ہیں کہ وہ اس کے بغیر اپنی نگارشات کو پیش ہی نہیں کر سکتے۔ البتہ بعض سہل پسند صرف ایک دو مآخذ پر انحصار کرتے ہیں اور بعض جو عبقری فکر وذہن کے حاملینِ کرام ہوتے ہیں متعدد مصادر سے کسبِ فیض کرتے ہیں۔ ان میں سے بقول امام ابن خلدون بلید نقال اور بچکانہ فطرت والے صرف نقلِ بلا عقل پر تکیہ کرتے ہیں اور ناقدین کی تنقیدی مار کھاتے ہیں۔ ذہین وفطین اور صاحبانِ فضل معلومات وروایات تو لیتے ہیں لیکن ان کی پیشکش وادا میں زبان وبیان۔ کے علاوہ تحلیل وتجزیہ بھی سمودیتے ہیں۔ ان کی انفرادیت اور ان کے کام کی مقبولیت صرف اس بنا پر نہیں ہوتی کہ وہ پرانا مواد پیش کرتے ہیں بلکہ اس کو نیا بنا کر پیش کرتے ہیں۔ مختلف مآخذ ومصادر سے نئی اور ضروری معلومات وروایات کے ساتھ اپنی تحلیلی وتجزیاتی صلاحیتوں سے نئی تعبیر وتشریح کر کے اسے منفرد بناتے ہیں۔

Marfat.com

سیرتِ نبوی کے بنیادی مصادر دو ہیں: ایک ابن اسحاق اور دوسرے واقدی۔ بقیہ تمام ان ہی دونوں کے خوشہ چیں ہیں۔ بعد کے تمام اصحابِ تاریخ و سیرت نے ان ہی دونوں کی روایات کو اپنا بنیادی متن و مواد بنایا ہے، البتہ اس میں دوسرے مآخذ سے پیوند کاری کی ہے۔ اہلِ سیر میں موسیٰ بن عقبہ بنیادی طور سے اور اہلِ حدیث میں صحیحین/شیخین دوسرے مصادر ہیں، پھر دوسروں سے بھی استفادہ کرلیا جاتا ہے۔ یہ دوسرے خود اپنے بنیادی پیشرؤوں کے پروردہ اور پرداختہ ہیں۔ حضرت شاہؒ کا نظریہ اور دعویٰ ہے کہ صحیحین بھی موطا امام مالک سے متخرج ہیں کہ حدیث کی اصح الکتب بلکہ ام الکتب امام مالکؒ کی کتابِ رجحان ساز ہے اور دوسروں نے اسی سے اکتسابِ فیض کیا ہے۔ سیرتِ نبوی کی جامع و کامل اور مفصل و مطول کتب و مصادر کے علاوہ مختصراتِ سیرت کا بھی یہی حال ہے کہ وہ پیشرؤوں پر منحصر ہیں۔ ابھی تک یہ بات تحقیق طلب ہے کہ اولین مختصر/خلاصۂ سیرت کون تھا؟ اور اس کا مصنفِ رجحان ساز کون تھا؟ ورنہ اس جہتِ سیرت کی اثر انگیزی کا سراغ مصدرِ اول سے لگایا جا سکتا۔ بہر حال وہ ہمارے موجودہ مطالعہ کے لئے اتنا ضروری بھی نہیں ہے کیونکہ اس وقت ہم کو امام ابن سید الناسؒ کی تلخیصِ سیرت نور العیون اور اس کے فارسی ترجمۂ حضرت شاہؒ سرور المحزون سے اصل کام ہے۔

تلخیص کا دعویٰ

نور العیون کے مختصر مقدمے میں امام ابن سید الناسؒ نے دعویٰ کیا ہے کہ نور العیون ان کی مفصل کتابِ سیرت "عیون الاثر فی فنون المغازی و الشمائل و السیر" کی تلخیص ہے۔ انھوں نے اس کی وضاحت یہ کی ہے کہ ان کی کتابِ جامع کا مطالعہ طلبہ اور کم فہم اور تھوڑی صلاحیت والوں کے لئے مشکل ہے لہٰذا انھوں نے عام طلبہ و قارئین کے لئے اس کی تلخیص کر دی تا کہ وہ فوری ماخذ بن سکے۔ تقریباً سب اہل علم و فضل نے مؤلفِ گرامی قدر کے اس دعوے کو تسلیم

Marfat.com

کرلیااوراس کی وجوہ بھی تھیں۔وہ پہلے ہی ایک مفصل کتاب سیرت لکھ چکے تھے لہذا کسی کو یہ خیال بھی نہیں آیا کہ ان کا خلاصۂ سیرت ان کی کتاب مفصل کے علاوہ کسی اور کی تلخیص بھی ہوسکتی ہے

(انور محمود خالد، اردو نثر میں سیرت رسول اللہ ﷺ، لاہور، ۱۹۸۹ء، ۳۶۴؛ اور متعدد دوسرے اہل قلم)۔

مگر حقیقت یہ ہے کہ نور العیون امام موصوف کی عیون الاثر کی تلخیص نہیں ہے۔کم ازکم براہ راست تلخیص نہیں ہے۔ان کے متعدد وجوہ ودلائل اور پختہ شواہد ہیں۔ان میں سے ایک یہ ہے کہ عیون الاثر امامِ سیرت ابن اسحاق/ابن ہشامؒ کے قائم کردہ طریقِ تالیف پر مبنی ہے اوراس کا موضوعاتی منہج خالص روایتی کتبِ سیرت کے مطابق ہے جس میں مکی اور مدنی ادوارِ حیات کے سوانح و واقعات کو ایک خاص توقیتی ترتیب اور تاریخی تنظیم کے ساتھ پیش کیا جاتا ہے۔ نور العیون کی تلخیص کا منہج اور طریقۂ تالیف اس سے یکسر مختلف ہے اور وہ اپنے پیشرو خلاصوں اور مختصرات کے طریقہ سے زیادہ مطابقت رکھتا ہے۔اس پر زیادہ بحث مختصرات کے تقابلی مطالعہ اور موضوعاتی تجزیہ میں آچکی ہے اوراس سے زیادہ نور العیون کے اصل ماخذ کے طریقہ سے تقابلی مطالعہ کے ضمن میں بھی ملے گی۔

امام ابن سید الناسؒ کے موضوعات کی ترتیب و تنظیم دونوں کتابوں میں قطعی مختلف ہے۔نور العیون اپنے مبینہ ماخذ ومنبع عیون الاثر کے ابواب وفصول سے بہت جداگانہ تنظیم رکھتی ہے۔بہت سے موضوعاتِ عیون الاثر تو نور العیون میں موجود ہی نہیں ہیں۔اس کی توجیہ یہ کی جاسکتی ہے کہ کتابِ مفصل کی تمام فصول کا خلاصہ و تلخیص میں سمونا مشکل ہوتا ہے لہذا وہ خلاصہ میں نہیں پائی جاتیں۔مگر موضوعات یا ابواب کی ترتیب بھی نور العیون میں نہیں پائی جاتی۔مشترک ابواب وموضوعات بھی دونوں میں خاصے الگ ترتیب و تنظیم کے سلسلے میں پروئے گئے ہیں۔کم ازکم ان کی ترتیب تو دونوں میں یکساں ہوتی ہی۔شاید یہ دلیل بھی زیادہ مسکت اور دل پذیر نہ سمجھی جائے اوراسے دور از کار رفتہ گردانا جائے۔لیکن وہ حقیقت میں ایسی ہے نہیں۔

Marfat.com

سب سے اہم دلیل وثبوت یہ ہے کہ عیون الاثر میں بعض کیا متعدد روایات وبیانات، واقعات وسوانح اور حقائق وشواہد موجود نہیں ہیں جو نور العیون میں موجود ہیں۔ خلاصہ میں نئی معلومات اور تازہ روایات کا در آنا ثابت کرتا ہے کہ اس کا اصل ماخذ کوئی اور ہے۔ نور العیون میں اگر عیون الاثر کی بعض روایات واخبار نہیں ملتے تو ان کی خاصی منطقی توجیہ یہ کی جا سکتی ہے کہ اختصار کے خیال سے ان کو اپنے مختصر میں حذف کر دیا لیکن نئی روایات ومعلومات کے پائے جانے کی توجیہ اس کے سوا اور کیا کی جا سکتی ہے۔ اس کی چند مثالیں ذیل میں پیش کی جاتی ہیں تاکہ دعوی مدلل ہو جائے۔

اس کی سب سے اہم مثال عمرِ نبوی کے ذریعہ واقعات وسوانح کی توقیت ہے۔ یہ قدیم مؤلفین سے روایت چلی آ رہی ہے کہ وہ بعض واقعات وسوانح کے وقت رسولِ اکرم ﷺ کی عمرِ مبارک ضرور بتاتے ہیں۔ جیسے وفاتِ والد ماجدؑ کے وقت آپ ﷺ رحمِ مادر میں تھے یا وفاتِ والدہ کے وقت چھ برس کے تھے یا وفاتِ جدِ امجد کے وقت عمرِ شریف آٹھ برس کی تھی۔ عیون الاثر میں یہی طریقۂ توقیت اختیار کیا ہے جو ابن اسحاق/ ابن ہشام اور واقدی وغیرہ کا بنیادی طریقہ ہے۔ نور العیون میں رسولِ اکرم ﷺ کی متعین تاریخ وعمر سنہ وماہ اور ایام کی قید کے ساتھ ملتی ہے جو عیون الاثر میں کہیں نہیں ہے، جیسے نور العیون میں دادا کی وفات کے وقت عمرِ شریف آٹھ سال، دو ماہ اور دس دن لکھی ہے، چچا ابو طالب کے ساتھ اولین سفرِ شام کے وقت عمرِ شریف بارہ سال، دو ماہ اور دس دن بتائی ہے۔ حضرت خدیجہؓ سے شادی کے وقت عمرِ شریف پچیس سال دو ماہ دس دن بتائی ہے۔ اس باب میں دلچسپ بات یہ ہے کہ دو ماہ اور دس دن کی حتمی تعیین کیونکر کی گئی؟ لیکن یہ تحقیق طلب بات ہے جس پر پھر بحث کی جائے گی۔ بعثت ونبوت کے وقت عمرِ مبارک چالیس سال ایک دن حتمی طور سے لکھی ہے۔ ایسی ہی دوسری متعینہ عمریں نور العیون

Marfat.com

میں مختلف واقعات کے حوالوں سے ملتی ہیں اور وہ عیون الاثر میں نہیں ہیں۔ صرف ولادتِ نبوی کی تاریخ بقیدسنہ وماہ وایام ملتی ہے اور وہ بھی دوسرے حوالہ سے۔

حضرت خدیجہؓ سے نکاحِ نبوی کے وقت عمرِ شریف کے بارے میں مختلف روایات عیون الاثر میں دی ہیں جو نور العیون سے میل نہیں کھاتیں (عیون الاثر ۱/۶۹)۔ نور العیون میں حضرت خدیجہ کا مہر بارہ اوقیہ سونا بتایا ہے۔ اس کا ذکر عیون الاثر میں نہیں ہے۔ عیون الاثر میں دوسری کتبِ تاریخ وسیرت کی مانند مقاطعۂ قریش میں بنوہاشم اور بنومطلب کے محصور ہونے کا ذکر کیا ہے جو صحیح ہے۔ مگر نور العیون میں کسی خارجی اثر سے ان دونوں خاندانوں کی جگہ ''اہل بیت'' آ گیا ہے۔

عیون الاثر میں ہجرتِ مدینہ اور مدینہ میں داخلہ کی تاریخ حسبِ روایت قدیم بارہ ربیع الاول دوشنبہ دی ہے جبکہ نور العیون میں دوشنبہ آٹھ ربیع الاول کو مکہ سے مدینہ کو روانگی کی تاریخ دی ہے اور مدینہ میں داخلہ کا دن دوشنبہ بیان کیا ہے، تاریخ نہیں دی۔ ظاہر ہے کہ وہ ۱۲/ ربیع الاول نہیں ہوسکتی کیونکہ ۸/ ربیع الاول کو روانہ ہو کر چار دنوں میں مدینہ نہیں پہونچا جاسکتا تھا (عیون الاثر ۱/۲۵۳)۔

عیون الاثر اور نور العیون میں ایک تضاد یہ نظر آتا ہے کہ مؤلفِ گرامی قدر نے اپنی کتابِ مفصل میں جس روایت کو راجح سمجھ کر قبول کیا ہے اور اس کو اسی طرح پیش کیا ہے۔ نور العیون میں اسی راجح کو مرجوح بنادیا ہے اور اس کو لفظ ''قیل'' سے بیان کیا ہے یا اس کا سرے سے ذکر ہی نہیں کیا۔ ایسی متعدد مثالیں پیش کی جاسکتی ہیں مگر صرف چند پر اکتفا کیا جاتا ہے:

عیون الاثر میں مغازی وغزوات کی کل تعداد ستائیس بتائی ہے اور صرف اسی کو قبول کر کے بیان کیا ہے (۱/۲۹۳)۔ سرایا کی حتمی تعداد سینتالیس لکھی ہے اور جن غزوات میں رسولِ اکرم ﷺ نے قتال فرمایا ان کی تعداد نو بیان کی ہے۔ اس کے برعکس نور العیون میں غزوات کی

Marfat.com

تعداد پچیس کو راجح قرار دیا ہے اور ستائیس کی روایت کو مرجوح بتایا ہے اور سرایا کی تعداد پچاس کے قریب لکھی ہے۔ نہ صرف یہاں تعداد بدل گئی اور راجح روایت مرجوح بن گئی بلکہ پچیس غزوات کی روایت کا ذکر عیون الاثر میں نہیں کیا گیا ہے۔ اسی طرح عیون الاثر میں حجۃ الوداع کا ذکر کیا ہے لیکن نور العیون میں لکھا ہے کہ فرضیتِ حج کے بعد صرف ایک حج کیا اور جیسا کہ کہا گیا کہ اس سے قبل دو بار حج کیا تھا۔ اس "دو بار" کا ذکر عیون الاثر میں نہیں ہے۔

والدۂ ماجدہ بی بی آمنہ کی وفات کے وقت عمرِ نبوی کے بارے میں تین روایات عیون الاثر میں نقل کی ہیں: ۱- چھ سال بروایتِ ابن اسحاق و ابن عبدالبر، ۲- سات سال (جیسا کہ کہا گیا: "قیل")، ۳- آٹھ سال بروایتِ محمد بن حبیب/ کتاب المحبر (۵۵/۱)۔ نور العیون میں ان کا بیان مختلف ہے کہ والدہ کا انتقال ہوا تو عمرِ مبارک چار سال تھی اور کہا گیا (قیل) کہ چھ سال تھی۔

حضرات معاذؓ بن جبل خزرجی اور ابو موسیٰ اشعریؓ کا ذکر سفراءِ نبوی کی فصل/ باب عیون الاثر میں نہیں ہے مگر نور العیون میں موجود ہے۔

اخلاقِ نبوی کا بیان دونوں کتابوں میں خاصے اختلافات رکھتا ہے۔ عیون الاثر کے بعض اوصاف نور العیون میں نہیں ہیں جیسے لبید بن اعصم یہودی سے اس کے جادو کرنے کے معاملہ پر مواخذہ نہ کرنا یا مختلف اکابرِ مکہ کو عطایا اور انعامات وغیرہ دینا۔ ان کے بارے میں یہ توجیہ کی جاسکتی ہے کہ ان کو تلخیص میں ترک کر دیا گیا مگر نور العیون میں بعض صفاتِ نبوی کو بیان کیا ہے جو عیون الاثر میں نہیں ہیں جیسے تین خواتین سے مزاحِ نبوی کے واقعات جو نور العیون کی فصلِ اخلاق کے بالکل اواخر میں آئے ہیں۔ ان کے علاوہ بھی بعض دوسری صفاتِ نبوی اور اخلاقِ حمیدہ کا ذکر زائد ہے۔ اسی طرح بعض دوسرے ابواب و فصول میں بھی خاصے اختلافات و تضادات ملتے ہیں۔ البتہ بعض بعض مقامات پر یکساں بیانیہ ملتا ہے جیسا کہ معجزاتِ

Marfat.com

نبوی کی فصل وباب میں ہے۔ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شروع کے تمہیدی جملہ کو حذف کر کے عیون الاثر کا پورا بیان نور العیون میں حرف بحرف نقل کر دیا ہے۔صرف ایک آدھ جگہ کسی فقرے یا جملے کا فرق ملتا ہے۔اس سے یہ خیال پختہ ہو جاتا ہے کہ نور العیون کی فصلِ معجزات عیون الاثر کی فصل کی تلخیص ہے۔لیکن یہ تلخیص کہاں؟ یہ تو خاص نقل کتابِ اول در کتابِ دوم کا معاملہ ہے۔البتہ وہ اپنی اصل میں کسی دوسری کتاب کی تلخیص ضرور معلوم ہوتی ہے اور دونوں کا ماخذ ایک ہی ہے۔حضرت امام نے پہلے اس کو اپنی کتابِ مفصل میں سمولیا اور پھر تلخیص میں بھی اسی کو بسادیا۔

اس حقیقت سے یا صحیح طور سے امکان سے انکار نہیں کہ امام ابن سید الناسؒ نے اپنی مفصل کتابِ سیرت سے بعض بیانات وروایات یا اقوال وآراء اپنی تلخیص نور العیون میں بھی نقل کیے ہوں یا ان کی تلخیص پیش کی ہو جیسا کہ معجزاتِ نبوی یا اخلاقِ نبوی کی فصل میں معلوم ہوتا ہے لیکن وہ اصلاً کسی اور ہی ماخذ کا مواد ہے جو دونوں جگہ آیا ہے۔عیون الاثر کے بارے میں حضرت امام نے وضاحت کر دی ہے کہ اس کا بنیادی مواد سیرتِ ابن اسحاق اور واقدی پر مبنی ہے اور کتاب کے اواخر میں اپنے تمام مآخذِ سیرت وحدیث کی فہرست بھی دے دی ہے اور ان سے اپنی روایات واسناد کی نشاندہی بھی کر دی ہے لہذا جب اصل کتاب ہی دوسرے مآخذ پر مبنی اور ان سے مستفاد ہے تو اس کی تلخیص کیوں نہ دوسرے مآخذ پر مبنی ومستفاد ہو۔اس میں کوئی قباحت نہیں ہے۔بس مشکل یہ ہے کہ حضرت مؤلف وخلاصہ نگار نے اپنی تلخیص کے اصل ماخذ کی نشاندہی حتمی طور سے نہیں کی۔اگر وہ یہ اظہار بھی کر دیتے تو عیون الاثر کی تلخیص سمجھنے سے ہم بچ جاتے اور وہ بھی اپنی کتاب مفصل کی تلخیص قرار دینے کے دعویٰ کے محتاج نہ رہتے۔متاخر سیرت نگاروں نے حضرت امام کے دعوے کو بلا نقد قبول کر لیا۔اگر وہ موازنہ کرتے تو اصل ماخذ معلوم ہو جاتا۔

Marfat.com

نور العیون کا اصل ماخذ

بہر حال ہماری دسترس میں جو مختصراتِ سیرت موجود ہیں ان سے نور العیون کا موازنہ کر کے بنیادی ماخذ کا پتہ لگایا جا سکتا ہے۔ موازنے سے یہ دلچسپ حقیقت سامنے آتی ہے کہ امام ابن سید الناسؒ نے امام محب طبری کے ''خلاصة السیر فی احوال سید البشر'' کو نہ صرف اپنا ماڈل اور بنیادی متن بنایا ہے بلکہ اسی کی فصول میں ترمیم و تنسیخ کر کے اپنا خلاصہ یا مختصر ''نور العیون'' تیار کیا ہے۔ حافظ عبدالغنی مقدسی کی تلخیص ''سیرة النبی ﷺ و اصحابه العشرة'' بھی غالباً ان کے پیش نظر رہی تھی کیونکہ دو ایک فصول اسی کی بازگشت ہیں۔ جہاں تک ترمیم کا تعلق ہے امام ابن سید الناسؒ نے اس سے بہت ہی کام لیا ہے البتہ تنسیخ یا صحیح معنی میں تلخیص سے زیادہ کام لیا ہے۔ انھوں نے امام محبّ طبری کے خلاصے کو سامنے رکھا اور اس کی فصول میں کتر بیونت، کمی بیشی اور تلخیص در تلخیص کر کے اپنی تلخیص تیار کر لی۔ ان کی محب طبری کے خلاصے کی تلخیص کرنے کی دو صورتیں ملتی ہیں:

اول صورت، جو تلخیص کی اصل صورت ہے، یہ ہے کہ متعدد فصول کے مواد کو انھوں نے اپنی صوابدید کے مطابق لے لیا ہے یا قلمزد کر دیا ہے۔ اس تلخیص نگاری میں مؤلفِ نور العیون نے فصولِ طبری کی اندرونی ترتیب، تنظیم اور عبارت کو بھی کہیں کہیں بدل دیا ہے۔ ترتیب و تنظیم پر بات آگے آتی ہے، عبارت کے حوالے سے یہ دلچسپ صورت ملتی ہے کہ وہ ہر بحث کو یا تو من و عن محب طبری کی عبارت میں نقل کر دیتے ہیں یا اس میں کمی کر کے کچھ آگے پیچھے یا درمیان سے عبارت ساقط کر کے اپنا متعلقہ بیانیہ تیار کر لیتے ہیں۔ دونوں کے تقابل و موازنے سے یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ نور العیون کی عبارت ہو بہو خلاصة السیر کی عبارت ہے، البتہ کہیں کہیں وہ چند الفاظ و کلمات کو بدل دیتے ہیں اور کہیں کہیں ان کے متبادل و مترادف رکھ دیتے

Marfat.com

ہیں، بعض عبارتوں میں بھی یہ شکل مل جاتی ہے لیکن بہت کم۔ دونوں کی عبارتوں کے تقابلی مطالعہ سے حقیقت بالکل واضح ہو جائے گی جیسا کہ تھوڑی دیر میں آتا ہے۔

دوسری صورت یہ ہے کہ مؤلفِ نور العیون نے اصل متنِ خلاصۃ السیر کی فصول کی ترتیب کہیں کہیں بدل دی ہے جیسا کہ مختصرات کی بحث میں ان کی تمام فصول کے ذکر سے معلوم ہوتا ہے۔ بیشتر فصولِ خلاصہ اسی ترتیب سے نور العیون میں بھی موجود ہیں۔ خلاصۂ محب طبری میں چوبیس فصول ہیں لیکن نور العیون میں ان کو اکیس رکھا گیا ہے کہ بعض فصول کا مواد اپنے پیشرو مبحث میں شامل کر دیا گیا ہے۔ خلاصہ کی اولین تین فصول: مختصر مقدمہ، نسب اور مکی واقعات نور العیون کی چھ فصول کی جامع ہیں، بس فرق یہ ہے کہ نور العیون کی آخری فصل میں پوری حیاتِ نبوی کی تلخیصِ شدید ہے اور یہاں وہ مقدسی کی تلخیص یا پیروی کرتے ہیں۔ محب طبری نے صرف مکی حیات کے سوانح بیان کئے ہیں۔ دونوں کی اگلی فصولِ غزوات اور حج وعمرے کی ترتیب ایک ہے، محب طبری نے اسماءِ مبارکہ کے بعد شمائل کو بیان کیا ہے، نور العیون میں ترتیب برعکس ہے۔ معجزات کی فصل محب طبری میں اخلاقِ نبوی سے قبل ہے، نور العیون میں وہ سب سے آخر میں وفاتِ نبوی سے قبل لائی گئی ہے۔ بقیہ فصولِ ازواج، اولاد، اعمام وعمات موالی/ خدام/ حرس، سفراء وکتاب، نجباء، حیوانات واسلحہ اور ملبوسات ومتروکات دونوں میں یکساں ترتیب رکھتی ہیں۔

یکساں عباراتِ خلاصہ ونور

محب طبری کے خلاصۃ السیر اور ابن سید الناس کے نور العیون کی بعض فصول کی عبارتوں کا تقابلی مطالعہ دلچسپی کا باعث ہوگا۔ بہترین صورت تو یہ ہوتی ہے کہ ان دونوں مختصرات کو ایک ساتھ چھاپا جائے اور حاشیہ میں متنی عبارتوں کا فرق اور ان دونوں کی مماثلت واضح کی جائے

Marfat.com

لیکن تقابلی مطالعۂ متون کا معاملہ ہے اور کافی وقت، مقام اور تدوین چاہتا ہے اور پھر ہمارے موجودہ مطالعہ سے وہ بہت زیادہ متعلق بھی نہیں ہے۔ بہرحال تجزیاتی مطالعہ یا ان دونوں کی یکساں و مماثل عبارتوں کے بعض نمونوں کو پیش کرنا نہ صرف دعویٰ کی دلیل فراہم کرے گا بلکہ سلف سے خلف کے استفادے اور اخذ وقبول بلکہ رد وعدم قبول کو بھی واضح کرے گا۔ ساتھ ہی تلخیص نگاری کے طریقِ ابن سید الناس کو اجاگر کرے گا۔

نسب نبوی - پدری اور مادری - دونوں میں کافی مماثل عبارت ہے البتہ اس میں اختلاف زیادہ ہے کیونکہ محبّ طبری میں پہلے پورا نسب پدری ہے جو حضرت آدم علیہ السلام تک لے جایا گیا ہے اور اس کے بعد نسبِ مادری قریب قریب یکساں عبارت میں بیان کیا گیا ہے۔ اسی طرح ولادتِ نبوی کا بیانِ طبری خاصا مفصل ہونے کے سبب مختلف ہے، البتہ حملِ نبوی کے استقرار کے بارے میں دونوں کی روایت وعبارت یکساں ہے:

☆ محبّ طبری میں ہے: "......**وحملت به امه فی ایام التشریق فی شعب ابی طالب عند الجمرة الوسطیٰ قال الزبیر**"۔

☆ **نور العیون** میں ہے: "**وحملت به امه فی ایام التشریق عند الجمرة الوسطی**" (شعب ابی طالب اور زبیر کا حوالہ ساقط کیا ہے)۔

☆ **عیون الاثر** ۱/۳۹ میں محبّ طبری کی روایتِ زبیر بن بکار پوری موجود ہے جس میں شعبِ ابی طالب کا فقرہ بھی ہے۔ اس کے بعد شبِ ولادت کے معجزاتِ ثلاثہ کی عبارت دونوں میں یکساں ہے:

☆ "......**ولیلة میلاده ارتجس ایوان کسریٰ وسقطت منه اربع عشرة شرفة، وخمدت نارفارس ولم تخمد قبل ذلک بالف عام، وغاصت بحیرة**

Marfat.com

ساوہ وافزع ذلک کسریٰ'' ۔محب طبری/عیون الاثر۱/۴۱ (صرف خط کشیدہ نہیں ہے)

☆''......ولیلۃ میلادہ اضطرب ایوان کسریٰ حتی سمع صوتہ وسقط منہ اربع عشرۃ شرفۃ و خمدت نارفارس ولم تخمد قبل ذلک بالف عام، و غاصت بحیرۃ ساوہ'' ۔نور العیون۔

ان دونوں میں چند خط کشیدہ الفاظ وکلمات کا فرق ہے۔ ورنہ ترتیب عبارت اور زبان دونوں یکساں ہیں۔محب طبری نے غالباً یہ عبارت زبیر بن بکار سے لی ہے جیسا کہ حملِ نبوی کے بارے میں انھوں نے اظہار کیا ہے۔ان سے امام ابن سید الناس نے اپنی دونوں کتابوں میں نقل کی ہے اور کتابِ مفصل میں زیادہ مماثل عبارت ہے جبکہ مختصر میں اس میں کئی تبدیلیاں کردی گئی ہیں۔

نشو ونما اور رضاعت وحضانت کی فصل خلاصۃ السیر میں خاصی مفصل ہے اور اس کے بعض ملخص جملے نور العیون میں لئے گئے ہیں جن کی وجہ سے کافی فرق عبارت میں آگیا ہے، البتہ رضاعتِ حلیمہؓ سعدیہ وثُویبہؓ اور حضانتِ ام ایمنؓ سے متعلق نور العیون کے جملے یکساں ہیں۔ وفاتِ والدہ اور وفاتِ جدامجد کے وقت عمرِ نبوی کی روایات بھی دونوں میں ایک جیسی ہیں اور ابو طالب ہاشمی کے ہمراہ شام کے اولین سفر اور بحیرا راہب سے ملاقات کا احوال بھی ایک ہی جیسی عبارتیں دونوں میں رکھتا ہے۔آخر میں البتہ کچھ عبارتِ طبری مختلف ہے مگر وہ اضافی ہے۔ اسی طرح دوسرے سفرِ شام کی عبارت بھی دونوں میں یکساں ہے،صرف ایک آدھ جگہ فرق آگیا ہے۔فرشتوں کے سایہ کرنے سے متعلق بیانِ میسرہ بھی مماثل زبان میں ہے اور حضرت خدیجہؓ سے نکاحِ نبوی، ان کے مہر اور اولین مسلمان ہونے سے متعلق جملے سب ایک ہیں۔تعمیرِ کعبہ اور چالیس سال اور ایک دن پورے ہونے کی عبارت بھی محب طبری جیسی ہے اور حضرت جبریلؑ کی آمد اور سورۂ اقراء کے نزول کا واقعہ بھی، محاصرۂ شعب اور اس کی مدت، جناتِ نصیبین کے

Marfat.com

اسلام، اسراء کے ابتدائی جملے بھی محب طبری کے مفصل بیانات کے اندر سے اخذ کئے گئے ہیں۔

نور العیون کی غزوات کی تین سطریں بھی محب طبری کے نسبتاً مفصل بیان کے آخری حصہ سے لی گئی ہیں۔ ان کے شروع میں البتہ ابن سید الناس نے کانٹ چھانٹ کر کے اور ایک جملہ بڑھا کر بات پوری کر دی ہے۔ حج وعمرات نبوی میں بھی نور العیون کی پوری روایت بالخصوص حجۃ الوداع کی سب سے جامع روایت خلاصۃ السیر کی عبارت پر مبنی ہی نہیں بلکہ وہی ہے اور محب طبری نے جو بعض غلطیاں کی ہیں وہ سب کی سب نور العیون میں موجود ہیں۔ عمراتِ نبوی کے بارے میں خلاصۃ السیر کا صرف پہلا جامع جملہ لے لیا ہے اور باقی تفصیلِ طبری چھوڑ دی ہے۔ اسماءِ نبوی کی پوری عبارت خلاصۃ السیر سے ماخوذ ہے: صرف دو فرق ہیں: اول شروع میں ''فی'' کی جگہ نور الغیون میں ''من'' ہے اور نبی الملحمہ کے لئے صحیح مسلم کا اضافہ ہے۔ باقی تمام روایات، جملے، اسماء اور ان کی ترتیب سب یکساں ہے۔

نور العیون میں اخلاقِ نبوی کو شمائل پر مقدم کر کے جو عبارت دی گئی ہے وہ ہو بہو خلاصۃ السیر میں اسی ترتیب کے ساتھ موجود ہے، صرف ایک آدھ جگہ عبارت کم کی گئی ہے یا ایک آدھ جملہ اور فقرہ بدلا گیا ہے جیسے حضرت علی کا قول، حضرت ابو بکر کا بیان یا حوالہ، نصاریٰ اور حضرت عیسیٰ بن مریمؑ سے موازنہ یا بعض دوسرے تفصیلی بیانات کو نکالا گیا ہے۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ نور العیون میں اخلاقِ نبوی سے متعلق جتنے جملے اور عبارتیں موجود ہیں وہ سب کے سب خلاصۃ السیر میں پائے جاتے ہیں اور مشکل ہی سے ان میں کوئی فرق ملتا ہے۔ یہی حال شمائلِ نبوی کا ہے۔ خلاصۃ السیر کا بیان بہت واضح، جامع اور کامل ہے۔ نور العیون میں اس کے جملوں کو جا بجا سے اخذ کر کے پیش کیا گیا ہے، وہ اس کی کامل تلخیص ہے اور اس میں بھی حضرات براءؓ بن عازب و ابو بکر صدیقؓ وغیرہ کے حوالے اور متعدد جملے حذف کئے گئے ہیں اور جو

Marfat.com

نور العیون میں موجود ہیں وہ سب خلاصۃ السیر میں بھی موجود ہیں۔ موخرالذکر کے اواخر میں الامین العاصمی کی نظم ہے، وہ دوسری روایات کی مانند نکال دی گئی ہے۔

صفاتِ معنویہ وخلقِ نبوی بقول محبّ طبری اور اخلاق بقول ابن سید الناس کے بعض جملوں، ٹکڑوں اور عبارتوں کا موازنہ پیش ہے: "......سئلت عائشۃؓ عن خلقہ فقالت: کان خلقہ القرآن، یغضب لغضبہ، ویرضی لرضاہ، وکان لا ینتقم لنفسہ ولا یغضب لھا الا ان ینتھک حرمات اللہ تعالیٰ فیکون للہ ینتقم، واذا غضب لم یقم لغضبہ احد، فکان اشجع الناس واجرأھم صدرا. قال علیؓ: "کنا اذا اشتد الباس اتقینا برسول اللہ وکان اسخی الناس واجودھم، ماسئل شیئاقط فقال: لا. محبّ طبری۔

امام ابن سید الناس نے بھی امام محبّ طبری کی مانند اخلاق حمیدہ کی بحث یا فصل اسی عبارت سے کی ہے اور پوری عبارت من وعن یہی ہے جیسا کہ ان کے متن میں موجود ہے، صرف حضرت علیؓ کے قول اور اس سے قبل کا جملہ نکال دیا ہے۔ اس مذکورہ بالا عبارت کے بعد ایک جملہ "واجود ما کان فی شھر رمضان " کو ساقط کر کے بعد کی عبارت کو اول سے جوڑ دیا ہے اور بعد کی عبارت میں ایک آدھ فقرے کی تبدیلی کی ہے جیسے "ولم یجد من یعطیہ " کی جگہ دوسرا فقرہ رکھ دیا ہے اور دو ایک اور جملوں کو حذف کیا ہے" ......دنی اوحر او عبد" تک پوری عبارت یکساں ہے۔ محبّ طبری میں اس کے بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ کے بزرگ والدِ ماجد کا واقعہ ہے جو امام ابن سید الناس نے حذف کیا ہے۔ پھر "وکان من ارحم الناس ......" سے "وکان یبدأ من لقیہ بالسلام " تک عبارت ایک جیسی ہے اور رسولِ اکرم ﷺ کی عفت وطہارت کے بارے میں ایک جملۂ طبری نکالا ہے۔ یہی سلسلہ آخر تک چلتا جاتا ہے۔

Marfat.com

اسفارِ نبوی کے دوران اخلاقِ نبوی کا اولین واقعہ محب طبری نے ایک بکری کے ذبح کرنے، اس کی کھال اتارنے، اسے پکانے کے فعلِ صحابہ کرام اور رسولِ اکرم ﷺ کے لکڑی جمع کرنے اور اپنے اصحاب پر تفوق نہ جتانے کے سلسلہ میں نقل کیا ہے۔ امام ابن سید الناس نے اس سے ہی آداب و اخلاقِ سفر کا ذکر کیا ہے اور دونوں کی عبارت میں سرِ موفرق نہیں۔ اسی طرح دوسرا واقعہ اونٹنی کے باندھنے کا بھی ایک جیسی عبارت میں ہے۔ اس کے بعد کی عبارت محب طبری دور تک حذف کی ہے جس میں کھانے پینے کے بعض واقعات، حضرات علیؓ و عائشہؓ اور حدیثِ خرافہ وغیرہ کے بارے میں ہیں۔ پھر مجلس میں ذکر کی مداومت کرنے اور جہاں جگہ پاتے وہیں بیٹھ جانے کے واقعہ کی عبارت دونوں میں مماثل ہے۔

مزاحِ نبوی کے بارے میں نور العیون کی عبارت اخلاقِ نبوی کی آخری عبارت ہے۔ ''وکان یمزح ولا یقول الا حقا'' کے بعد محب طبری نے حضرت ابو عمیر کا واقعہ بیان کیا ہے جو نور العیون میں نہیں ہے البتہ اس کے بعد تین عورتوں سے مزاحِ نبوی کے تین واقعات اسی ترتیب اور اسی عبارت کے ساتھ دونوں میں ہیں: اول اونٹنی کے بچہ کا واقعہ ہے، دوسری آنکھ میں سفیدی کا اور تیسرا جنت میں بڑھیا کے داخلہ کا ہے۔ یعنی آیتِ کریمہ ﴿فجعلنٰهن ابکارا عربا اترابا﴾ تک عبارت چند ایک الفاظ و کلمات کے سوا یکساں ہے۔ محب طبری نے اس کے بعد بھی کافی لکھا ہے۔

نور العیون کی فصلِ ازواجِ مطہرات بھی اسی ترتیب اور مواد اور عبارت سے مرتب کی گئی ہے جو خلاصة السیر کی ہیں۔ البتہ امام ابن سید الناس نے اس کو مقدم کر کے اخلاقِ نبوی کے بعد بیان کر دیا ہے۔ ازواج کی ترتیب، ان کے بارے میں معلومات جیسے نکاح، معاشرتِ نبوی، طلاق و رجوع کے واقعات، نکاح و وفات کی تاریخیں اور بعض دوسری تمام

Marfat.com

تفصیلات بالکل یکساں ہیں۔ البتہ خلاصۃ السیر کے بعض بیانات وروایات کو خارج یا ساقط کر دیا گیا جو تفصیلات کی ضمن میں آتی ہیں۔ منکوحہ اور متفقہ ازواج کے بعد پیغام رسیدہ یا غیر منکوحہ ازواج کی ترتیب اور ان کے بارے میں جملوں میں بھی فرق نہیں آنے دیا گیا ہے۔ ان میں چند عبارتوں کا موازنہ دلچسپی کا باعث ہوگا:

امام محبّ طبری: ''ثم تزوج بعد وفاة خديجة سودة بنت زمعة......وكبرت عند رسول الله ﷺ فاراد طلاقها فوهبت نوبتها من عائشة وقالت: لاحاجة لي في الرجال، وانما اريد ان احشر في زوجاتك......''۔

امام ابن سیدالناس: ''......ثم سودة بنت زمعة وكبرت عنده فاراد طلاقها، فوهبت يومها لعائشة وقالت لاحاجة لي في الرجال، وانما اريد ان احشر في زوجاتك......'' دونوں میں خالی جگہوں میں نسب کا کچھ فرق ہے اور حضرت سودہ کی اول شادی کا ذکر محبّ طبری نے کیا ہے، موخر الذکر نے اسے ساقط کر دیا ہے۔

''......وتزوج عائشة بنت ابي بكر الصديق......بمكة قبل الهجرة بسنتين، وقيل بثلاث، وهي ابنة ست وقيل سبع سنين، وبنى بها بالمدينة وهي ابنة تسع على راس سبعة اشهر من الهجرة و قيل ثمانية عشر شهرا ومات النبي عنها وهي ابنة ثماني عشرة سنة......'' محبّ طبری۔

''ثم عائشة بنت ابي بكر......تزوجها بمكة قبل الهجرة بسنتين، وقيل بثلاث، وهي بنت ست، وقيل سبع، وبنى بها بالمدينة وهي بنت تسع ومات عنها وهي بنت ثماني عشرة......'' ابن سیدالناس۔

حضرت حفصہؓ سے شادی کے بیانِ طبری میں سے کافی جملے حذف کیے ہیں لیکن

Marfat.com

حضرت ام حبیبہؓ کی شادی کا بیان ابنِ سید الناس محب طبری سے پورا پورا کا ماخوذ ہے۔صرف ام المومنین کے اولین شوہر کا ذکر محذوف ہے جو وہ ہر ایک کے بارے میں کرتے ہیں۔اس کے بعد حضرت ام سلمہؓ،حضرت زینبؓ بنت جحش،حضرت جویریہؓ بنت الحارث اور حضرت میمونہؓ بنت حارث سے شادی اور دوسرے امور کا ذکر یکساں عبارت میں ہے،صرف ان کی اولین شادیوں کا یا بعض اختلافی تاریخوں کا ذکر ساقط کیا ہے۔اسی طرح حضرت زینبؓ ام المساکین کی شادی اور سوانح کی تلخیص کی ہے اور عبارت یکساں رکھی ہے۔دوسری نامکمل شادیوں کا بھی یہی حال ہے۔

معجزاتِ نبوی کی فصل خلاصۃ السیر میں نویں ہے اور نور العیون میں آخری سے پہلی۔ خلاصۃ السیر میں وہ کافی مفصل ہے اور زیادہ مرتب بھی۔وہ الگ الگ ہر معجزہ کو بیان کرتی ہے اور ہر ایک کی کچھ تفصیل بھی دیتی ہے۔نور العیون میں ان کی تلخیص کی گئی ہے، صرف بنیادی جملہ لیا گیا ہے اور تفصیل وتشریح نکال دی گئی ہے اور ان کو ایک ہی سلسلۂ کلام میں پرویا گیا ہے۔مثلاً خلاصۃ السیر میں اولین معجزہ قرآن مجید کو بتایا گیا ہے،اس کے اعجاز کی بعض وجوہ دی گئی ہیں، پھر شقِ صدر کا معجزہ معہ اپنی تشریح کے ہے، پھر بیت المقدس کے بارے میں کشف کا معجزہ کچھ تفصیل کے ساتھ ہے، پھر انشقاق القمر کا ذکر کچھ حوالوں کے ساتھ ہے اور اس کے بعد قتلِ نبوی کے بارے میں قریشی اکابر کے معاہدے کا ذکر ہے،اس کے بعد غزوۂ حنین میں خاک پھینکنے اور غارِ ثور میں مکڑی کے جالا بننے کا ذکر معہ شرح ہے۔نور العیون میں ان سب کی تلخیص کر کے صرف ایک پیرے میں ان سب کو بیان کر دیا گیا ہے۔البتہ ان سب کے اولین جملے یکساں ہیں اور بعض دوسرے بھی جیسے "منھا القرآن وھو اعظمھا"، "ومنھا شرح صدرہ"- محب طبری،"وشق الصدر"- نور العیون،"ومنھا اخبارہ عن بیت المقدس"خلاصہ/"واخبارہ عن بیت المقدس"-نور، "ومنھا انشقاق

Marfat.com

القمر“......خلاصه/”وانشقاق القمر–نور،”ومنها ان الملاء من قريش جلسوا في الحجر بعد ما تعاقدوا على قتله“– خلاصه/”وان الملأمن قريش تعاقدوا على قتله“......نور، ”ومنها انه رمى القوم يوم حنين“......خلاصه/”ورمى يوم حنين“......نور،”ومنها آية الغار......“خلاصه/......”ونسج العنكبوت في الغار “۔اولین تمام عبارتیں قریب قریب یکساں ہیں،صرف کہیں کہیں فرق آیا ہے۔ان کے بعد تمام معجزات کی اولین عبارات لے لی ہیں اوران کی تفصیلات چھوڑ دی ہیں۔

درمیان میں سے ایک درخت کے معجزہ کی عبارت نقل کی جاتی ہے:

”ومنها انه نام فجاء ت شجرة تشق الارض حتى قامت عليه، فلما استيقظ ذكرت له فقال: هي شجرة استاذنت ربها في ان تسلم على فاذن لها“۔خلاصة السير۔

”ونام فجاء ت شجرة تشق الارض حتى قامت عليه، فلما استيقظ ذكرت له فقال: هي شجرة استاذنت ربها في ان تسلم على فاذن لها“۔نور العيون۔

نور العیون میں معجزاتِ نبوی کی فصلِ محب طبری کومختصر بھی کیا گیا ہےاورآخر میں ان میں سے بعض کی ترتیب بھی بدل گئی ہے۔عبارت میں کتر بیونت بھی کی گئی ہے تاہم جتنے معجزات نور العیون میں بیان کئے گئے ہیں ان کی بنیادی عبارت محب طبری سے ماخوذ ہے۔اس میں ذرا بھی شک نہیں ہے۔

دونوں مختصرات–خلاصة السير اور نور العيون–کی آخری فصل رسولِ اکرم ﷺ کی وفات کے بارے میں ہے۔ان دونوں کی روایات وبیانات کی عبارتیں یکساں ہیں۔ نور العیون میں بعض مفصل ومشرح عبارتوں کی البتہ تلخیص کردی گئی ہےاوراس کا طریق وہی

Marfat.com

ہے کہ درمیان سے یا جا بجا بعض جملے، فقرے نکال دئے گئے ہیں اور ضروری جملوں اور فقروں کو لے کران کو اپنے بیانیہ میں بُن دیا گیا ہے مثلاً خلاصة السیر کا وفاتِ نبوی کے بارے میں بیانِ اول یہ ہے: ''وتوفی النبی ﷺ وقد بلغ من السنین ثلاثا و ستین سنة، وقیل خمسا وستین، وقیل ستین، والاول اصح، فی یوم الاثنین حین اشتد الضحیٰ اثنتی عشرة لیلة خلت من ربیع الاول ......'' اس کے بعد بعض اختلافی تاریخیں اور دوسرے بیاناتِ طبری ہیں۔ نور العیون کے اولین جملے بھی یکساں ہیں۔ صرف بعض چیزیں حذف کی ہیں جیسے ''وتوفی وقد بلغ ثلاثا و ستین سنة، وقیل غیر ذلک، یوم الاثنین حین اشتد الضحیٰ، اثنتی عشرة لیلة خلت من ربیع الاول......''۔

محب طبری کے مفصل بیانِ مرض و وفات میں سے ابن سید الناس نے اپنے طریقۂ تلخیص سے جا بجا سے جملے لے لئے ہیں: محب طبری- ''وتوفی یوم الاثنین ودفن لیلة الاربعاء وقیل لیلة الثلاثاء، وکان مدة مرضه اثنی عشر یوما وقیل اربعة عشر ......'' ابن سید الناس- ''......ومرض اربعة عشر یوما ودفن لیلة الاربعاء''۔

سکرات کے وقت کا منظر نامہ طبری ہے: '' ولما حضره الموت کان عنده قدح فیه ماء یدخل یده فیه ویمسح به وجهه ثم یقول: اللهم اعنی علی سکرات الموت ''۔ بالکل یہی عبارت صرف ایک لفظ کے اضافہ کے ساتھ ابن سید الناس میں ہے۔

حضراتِ صحابہ کرام کی وفاتِ نبوی سے دہشت زدگی کی پوری عبارت دونوں میں صرف ایک آدھ لفظ کے فرق سے یکساں ہے اور اس سے زیادہ وہ عبارت ماخوذ ہے جو غسل نبوی کے بارے میں ابلیس اور خضر علیہ السلام کی دو مختلف نداؤں سے متعلق ہے۔ اسی طرح غسلِ نبوی لباس سمیت یا بلا لباس کی عبارت یکساں اور غسل دینے والوں اور کفن کی کپڑوں کی عبارت بھی

Marfat.com

یکساں ہے۔ آخر میں دونوں کی عبارت قبرِ نبوی کے کھودنے کے متعلق نقل کی جاتی ہے:

محبّ طبری: ''وکان بالمدینة حفاران: احدھما یلحد، وھو ابو طلحة، وآخر لایلحد بل یحفر، وھو ابو عبیدة. فاتفقوا ان من جاء منھما اولا عمل عملہ، فجاء الذی یلحد، فلحد لرسول اللہ ﷺ، وکان ذلک فی بیت عائشة ودفن معہ ابو بکر وعمر، ﷺ۔

ابن سید الناس: ''وکان بالمدینة حفاران: احدھما یلحد وھو ابو طلحة، والآخر یصرح وھو ابو عبیدة، فاتفقوا ان من جاء منھما اولا عمل عملہ، فجاء الذی یلحد فلحد لہ وذلک فی بیت عائشة ودفن معہ ابو بکر ثم عمر، ﷺ......''۔

یہی دونوں میں آخری عبارت ہے اور اسی پر نور العیون کا مخطوطہ تمام ہوتا ہے۔ محبّ طبری میں بھی یہی ہے مگر اس میں دعائیہ کلمات زیادہ ہیں۔

تجزیاتی تبصرہ

سیرتِ نبوی کے دونوں مختصرات۔ محبّ طبری کے خلاصة السیر اور ابن سید الناس کے نور العیون۔ کی مماثل عبارتوں کے موازنے سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ امام ابن سید الناسؒ نے بنیادی طور سے اپنے پیشرو معاصرِ گرامی قدر کا مختصرِ سیرت سامنے رکھا تھا اور اس سے حسب منشا عبارات لیتے گئے تھے: کہیں کہیں پوری اور یکساں عبارتیں لے لی ہیں، کسی کسی جگہ ان میں ایک آدھ لفظ کی تبدیلی کی ہے، کہیں کہیں ترتیب بدل دی ہے۔ مختصر فصول میں عبارتیں زیادہ یکسانیت رکھتی ہیں البتہ محبّ طبری کی مفصل ومطول فصول کے صرف ابتدائی یا بنیادی جملے لے لئے ہیں۔ متاخر الذکر یا جانشین سیرت نگار نے نسبتاً طویل تر اور مفصل تر مختصرِ سیرت کو اپنی تلخیصی کاوش سے اپنا خلاصہ بنالیا ہے۔ موازنے سے چند اہم نکات سامنے آتے ہیں:

Marfat.com

☆ محب طبری کا خلاصۃ السیر کافی مفصل ہے اور پوری سیرتِ نبوی کے تمام اہم ابواب کا احاطہ کرتا ہے۔ سوائے مدنی دور کے سوانحی کوائف اور تاریخی واقعات کے جیسا کہ مکی فصلِ سوانح میں ملتا ہے۔ اس کے بالمقابل ابن سید الناس کا مختصر تقریباً نصف حجم رکھتا ہے اور مختصر ترین خلاصوں میں شمار کیا جا سکتا ہے۔

☆ ابن سید الناسؒ نے بعض فصول بہت مختصر کر دی ہیں اور ان سے تشنگی کا ہی احساس نہیں ہوتا بلکہ معلومات کا فقدان بھی ملتا ہے۔ ان میں ان کی جامع سوانحِ نبوی کی فصل ہے جو مکی اور مدنی دونوں ادوارِ سیرت کی بڑی ناقص تصویر کشی کرتی ہے اور غزوات و سرایا کی فصل بھی اسی طرح ناقص و ناتمام ہے۔ مدنی دور کے واقعات بالکل نہیں ہیں۔ امام ابن سید الناس اگر اپنی مفصل کتاب سیرت کی یہ فصل نقل کر دیتے تو یہ خلا پر ہو جاتا۔

شدید قسم کی تلخیص کرنے کے نتیجے میں نور العیون کے بعض بیانات و روایات سیاق و سباق سے کٹے ہوئے معلوم ہوتے ہیں۔ قاری کو پڑھنے کے دوران احساس ہوتا ہے کہ اس مقام پر کچھ چھوٹ گیا ہے کیونکہ بعض بیانات کے بعد کا جملہ بے ربط سا لگتا ہے۔

☆ نور العیون نے اپنی تلخیص میں بالعموم اختلافی اقوال کو حذف کیا ہے اور ان کو صرف کہیں کہیں بیان کیا ہے۔ اختلافی چیزوں کے لئے ان کا سکہ بند جملہ ملتا ہے کہ اس کے علاوہ بھی کہا گیا ہے (وقیل غیر ذلک)۔ ان کے نزدیک جو روایت یا قول زیادہ صحیح ہے صرف اسی کو بیان کرنے سے وضاحت کا احساس ہوتا ہے اور ان کے نقطۂ نظر کا بھی، بعض جگہ انھوں نے محب طبری کی مرجوح روایت کو اپنے خلاصہ میں راجح قرار دیا ہے جیسے مرض وفاتِ نبوی کی مدت۔

☆ تلخیص کرنے میں بسا اوقات ابن سید الناسؒ نے متعدد واقعات، بیانات، احوال، روایات وغیرہ کو ایک پیراگراف کے بیانیہ میں رواں دواں گوندھ دیا ہے جس سے ان کی انفرادیت یا

Marfat.com

بیانیہ کی وضاحت متاثر ہوگئی ہے اور کئی چیزیں آپس میں گڈمڈ ہوگئی ہیں جیسے معجزات نبوی میں محب طبری کا طریقہ یہ ہے کہ وہ ایک ایک معجزہ کو الگ الگ بیان کرتے ہیں۔ اس کے برخلاف نور العیون میں چھ سات بلکہ اس سے زیادہ معجزات ایک ہی سیاقِ عبارت میں پیش کردیے گئے ہیں۔

☆ صرف بنیادی جملوں یا عنوانی واقعوں کو لے لینے کے سبب قاری کو پورے واقعہ کی تفہیم مشکل ہو جاتی ہے اور وہ الجھن یا عدمِ واقفیت سے دوچار ہو جاتا ہے مثلاً بعض معجزات میں وہ صرف عنوان یا جملہ اول لے لیتے ہیں جیسے شقِ صدر یا انشقاقِ قمر وغیرہ۔ قاری اس سے اصل واقعہ کو نہیں سمجھ سکتا۔ ایسے واقعات یا معجزات میں تھوڑی سی تشریح ضروری ہوتی ہے جو محب طبری کے خلاصہ میں ہے۔

☆ پھر ابن سید الناسؒ نے اپنی تلخیص میں ایک مقررہ اصول یا یکساں طریقہ اختیار نہیں کیا۔ وہ بعض چیزوں کی تشریح کرتے ہیں اور اس ضمن میں وہ بہت سی چیزوں کے بارے میں اتنے مختصر کلمات لکھتے ہیں کہ مطلب سمجھ میں نہیں آتا۔ اخلاقِ نبوی، معجزات وغیرہ کی فصول میں ایسا بہت ہے۔

☆ فطرتِ انسانی کی عجب پسندی کا نمونہ بلکہ متعدد نمونے ابن سید الناسؒ کے ہاں نظر آتے ہیں، ان کے علاوہ محب طبری کے ہاں بھی وہ خوب موجود ہیں۔ لیکن محب طبری بہرحال ہر جگہ تفصیل وتشریح سے کام لیتے ہیں۔ ابن سید الناسؒ ان کی عبارتوں اور بیانوں میں تلخیص کا عمل کرتے ہوئے بہت سے غیر ضروری بیانات بھی لے لیتے ہیں جیسے غسلِ نبوی کے سلسلہ میں ابلیسِ لعین اور خضر علیہ السلام کی نداؤں کی روایت یا لحدی اور غیر لحدی قبرِ نبوی کی روایت یا حملِ نبوی کے معجزات، اسی میں بحیرا راہب اور دوسرے راہب کے واقعات وغیرہ بھی شامل کیے جاسکتے ہیں۔

☆ تلخیص واختصار کے لحاظ سے بعض واقعاتِ سیرت کو تناسب سے زیادہ بیان کیا گیا ہے۔ وہ غالباً موضوع کی اہمیت کے سبب ہے یا مختصر نگارِ محترم کی پسند کی وجہ سے۔ حجِ نبوی کے

Marfat.com

ضمن میں حجۃ الوداع کا ذکر بہت مفصل ہے۔ وہ تلخیص کی بجائے پورا بیانِ طبری ہے۔

☆ نور العیون کا غالباً سب سے بڑا وصف اس کا اختصار ہے۔ وہ مختصر کا اختصار ہے۔ چند اوراق میں پوری سیرتِ نبوی کو یا اس کے تمام ضروری کوائف و واقعات کو پیش کر دیتا ہے۔ وہ مبتدی کے لئے بلاشبہ زیادہ عمدہ سیرت ہے اور حفظ کے لئے سب سے آسان نسخہ۔

سرور المحزون کا بنیادی ماخذ

حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ کا فارسی ترجمہ سرور المحزون بلاشبہ نور العیون پر مبنی ہے مگر جہاں حضرت شاہؒ نے اضافہ، تشریح و تعبیر اور صراحت و وضاحت فرمائی ہے اس کا بنیادی ماخذ بھی محبّ طبری کا ''خلاصة السير في احوال سيد البشر'' ہی ہے۔ ایک آدھ جگہ انھوں نے کسی دوسرے ماخذ سے وضاحت و تشریح کی ہے یا اضافہ فرمایا ہے۔ لیکن وہ ثانوی ماخذ ہی کہلایا جا سکتا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ محبّ طبری کا خلاصہ ان کے سامنے موجود تھا اور وہ اس سے بعض مقامات پر استفادہ فرماتے چلے جاتے تھے۔ اس کی کئی مثالیں ان کے ترجمہ کے اضافات یا تشریحات میں ملتی ہیں۔

☆ معراج میں نمازِ پنجگانہ کی فرضیت کا اضافۂ شاہ محبّ طبری سے ماخوذ ہے: ''و فرض عليه و على امته الصلوات الخمس''۔

☆ یومِ ترویہ کی تاریخ آٹھ ذوالحجہ کا اضافۂ شاہؒ خلاصة السير میں موجود ہے۔ اسی طرح وادیٔ نمرہ میں قبہ لگانے کا ذکر بھی خلاصة السير میں ہے اور ایامِ تشریق کا اضافہ بھی اس میں موجود ہے۔

☆ اخلاقِ نبوی میں متعدد اضافے جیسے خشم و خوشی کے قرآن کے موافق ہونے کے تشریحی فقرے خلاصة السير میں پائے جاتے ہیں۔ ''سوتے میں بھی قلب نبوی انتظارِ وحی میں نہ سوتا تھا'' یہ عبارت خلاصہ میں بھی ملتی ہے: ''انتظاراً للوحى''۔ ان کے علاوہ بھی بعض

Marfat.com

تشریحاتِ شاہ فصلِ طبری میں ہیں جیسے تین انگلیوں سے کھانے کی بات، حبرہ کے یمنی چادروں کے ہونے کی بات وغیرہ۔

☆ معجزاتِ نبوی کی فصل میں حضرت شاہؒ نے ہر معجزہ کو الگ الگ بیان فرمایا ہے اور اس کے لئے ابتداء میں "ازانجملہ" کا فقرہ استعمال کیا ہے وہ محب طبری کے عربی "منھا" کا فارسی روپ ہے۔

☆ ازواجِ مطہرات کی فصل میں حضرت عائشہ کی مدینہ میں وفات اور بقیع میں تدفین کا ذکر بھی خلاصۃ السیر میں موجود ہے۔ اس طرح حضرت میمونہ کی آخری زوجہ ہونے اور حضرت زینب بنت جحشؓ کے حضرت زیدؓ سے شادی اور طلاق وغیرہ کا ذکر بھی اس میں ہے۔ حضرت میمونہؓ کے مقامِ سرف میں نکاح اور وفات دونوں کا ذکر خلاصۃ السیر میں ہے۔ دوسری ازواج کے سلسلے میں بعض تشریحاتِ شاہ اسی سے ماخوذ ہیں۔

اس قسم کی متعدد دوسری تشریحات و اضافاتِ شاہؒ کا سراغ خلاصۃ السیر میں لگایا جاسکتا ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ تمام تشریحات اسی سے ماخوذ ہیں بلکہ متعدد ایسی ہیں جو دوسری مآخذ سے لی ہیں جیسے مازنؓ بن عضوبہ اور سوادؓ بن قارب کے واقعاتِ اسلام اور متعدد دوسرے واقعات حضرت شاہؒ کے اپنے طبعزاد اضافے ہیں جو غالباً "عیون الاثر" سے لئے گئے ہیں۔ کہنا صرف یہ ہے کہ سرور المحزون کا بنیادی ماخذ بھی خلاصہ محب طبری ہے۔

Marfat.com

Marfat.com

ابن سید الناس کا مختصرِ سیرت:

نور العيون في تلخيص سيرة الأمين المأمون

Marfat.com

بسم الله الرحمن الرحيم

[مقدمة المؤلف]

بسم الله الرحمن الرحيم وبه نستعين.

بعد حمد الله، فاتح أبواب الهدىٰ، والصلوٰة والسلام على نبيه الذي ابتعثه محجة لمن اهتدى، وحجة علىٰ من اعتدىٰ، وآله وصحبه الذين أحيوا سنته على طول المدىٰ. فلما وضعت كتابي المسمىٰ في فنون المغازي و الشمائل والسير ممسعاً في بابه، مغنياً عما سواه لقاصدي هذا وطلابه، رأيت أن ألخص في هذا الأوراق منه ما قرب مأخذه ونقله، وسهل تناوله، وحمل ما أودعته ذلك الكتاب، ليكون للمبتدي تبصرةً، وللمنتهي تذكرةً، وسميته "نور العيون في تلخيص سيرة الأمين المأمون"، فنقول ومن الله تعالىٰ نستمد توفيقاً، واياه نسأل[١/ب]أن يسهل الىٰ كل خير طريقنا.

[نسب النبي ﷺ]

النبي ﷺ: هو محمد بن عبدالله بن عبدالمطلب بن هاشم بن عبد مناف بن قصي بن كلاب بن مرة بن كعب بن لوي بن غالب بن فهر بن مالك بن

Marfat.com

النضر بن كنانة بن خزيمة بن مدركة بن الياس بن نضربن نزار بن معد بن عدنان. هذا هو المتفق عليه، وفيما بعد عدنان الى آدم خلاف كثير.

وأمّه عليه الصلاة والسلام: آمنة بنت وهب بن عبد مناف بن زهرة بن كلاب بن مرة.

[ولادته ورضاعته ﷺ]

ولد يوم الاثنين في شهر ربيع الأول من عام الفيل. قيل: ثانية، وقيل: ثالثة، وقيل: ثاني عشرة، وقيل غير ذلك.

حملت به أمه في أيام التشريق عند الجمرة الوسطىٰ، وليلة ميلاده اضطرب ايوان كسرىٰ حتى سمع صوته وسقط منه أربع عشرة شرفة، وخمدت نار فارس، ولم تخمد قبل ذلك بألف عام، وغاصت بحيرة ساوه.

وأرضعته حليمة بنت أبي ذؤيب السعدية، وعندها شق صدره وملئ حكمة وايمانا، بعد أن استخرج حظ الشيطان منه، وأرضعته أيضا ثويبة الأسلمية، جارية أبي لهب.

وحضنته أم أيمن بركة الحبشية، وكان ورثها من أبيه، فلما كبر [٢/ألف]أعتقها و زوّجها زيد بن حارثة.

[وفاة والديه وجده ﷺ]

وتوفي أبوه وهو حمل. قيل: له شهران، وقيل: سبعة، وقيل: مات أبوه وله ثمانية وعشرون شهرا.

وماتت أمه وهو ابن أربع سنين وقيل: ست.

Marfat.com

وكفله جده عبدالمطلب. فلما بلغ ثماني سنين وشهرين وعشرة أيام توفي عبدالمطلب فوليه عمه أبوطالب.

[خروج مع عمه أبي طالب الى الشام]

ولما بلغ اثنى عشر سنة وشهرين وعشرة أيام خرج مع عمه أبي طالب الى الشام. فلما بلغ بصرىٰ رآه بحيرا الراهب فعرفه بصفته فجاءه وأخذ بيده وقال: هذا رسول رب العالمين، يبعثه الله رحمة للعالمين. انكم حين اقبلتم من العقبة لم يبق حجر ولا شجر الا خرّ ساجدا، ولا يسجدان الا لنبي، وانا نجده في كتبنا. وقال لأبي طالب: لئن قدمت به الى الشام ليقتلنه اليهود، فرده خوفا عليه منهم.

[خرج ثانيا الى الشام]

ثم خرج مرة ثانية الى الشام مع ميسرة، غلام خديجة، في تجارة لها قبل أن يتزوجها. فلما قدم الشام نزل تحت ظل شجرة قريبا من صومعة راهب، فقال الراهب:ما نزل تحت هذه الشجرة قط الا نبي.

وكان ميسرة يقول: اذا كانت الهاجرة واشتد الحرنزل ملكان يظلانه من الشمس وهو يسير على بعيره.

[تزويج خديجة بنت خويلد رضي الله عنها]

ولما بلغ من [٢/ب] من سفره ذلك تزوج خديجة بنت خويلد ، و عمره خمسة و عشرون سنة وشهران وعشرة أيام، وقيل غيرذلك.

وروي أنه أصدقها اثنتى عشرة أوقية ذهبا.وهي أول من آمن به عليه السلام.

Marfat.com

[بنيان الكعبة]

ولما بلغ خمسا وثلاثين سنة شهد بنيان الكعبة و وضع الحجر الأسود بيده.

[مبدأالنبوة وتنزيل القرآن]

فلما بلغ أربعين سنة ويوما ابتعثه الله بشيرا ونذيرا، و أتاه جبريل عليه السلام بغار حراء فقال: اقرأ، فقال: ما أنا بقاري، قال ﷺ: فأخذني فغطني حتى بلغ مني الجهد، ثم أرسلني فقال: اقرأ. فقلت: ما أنا بقاري. فقال في الثالثة: ﴿اقرأ باسم ربک الذي خلق الیٰ قوله علّم الانسان مالم يعلم﴾.

وكان مبدأ النبوة فيما ذكر يوم الاثنين ثامن شهر ربيع الأول، فصدع بأمر الله تعالیٰ، وبلغ الرسالة، ونصح الأمة.

[صحيفة المقاطعة]

ثم حاصره أهل مكة في الشعب فأقام محصورا دون الثلاث سنين هو وأهل بيته. وخرج من الحصار وله تسع وأربعون سنة.

[وفاة أبي طالب وخديجة]

وبعد ذلک بثمانية أشهر وأحد وعشرين يوما مات عمه أبو طالب و ماتت خديجة بعد أبي طالب بثلاثة أيام.

ولما بلغ خمسين سنة وثلاثة[٣/الف] أشهر قدم عليه جن نصيبين فاسلموا.

[الاسراء والمعراج]

ولما بلغ احدیٰ وخمسين سنة وتسعة أشهر أسري به من بين زمزم و

Marfat.com

المقام الىٰ البيت المقدس. ثم أتي بالبراق فركبه وعرج به الى السماء و فرضت الصلاة.

[هجرته ﷺ الى المدينة]

ولما بلغ ثلاثا وخمسين سنة هاجر من مكة الى المدينة في يوم الاثنين لثمان خلون من ربيع الأول، ودخل المدينة يوم الاثنين، فأقام بها عشرسنين سواء.

وتوفي ﷺ،وفي بعض هذه التواريخ خلاف بين أهل النقل. ذكرنا ما حصرنا منه في كتابنا المسمىٰ بعيون الاثر.

[غزواته وبعوثه ﷺ]

وكانت غزواته في هذه المدة خمسا وعشرين.وقيل: سبعا وعشرين. قاتل عليه السلام منها في سبع: بذروأحدوالخندق وبني قريظة وبني المصطلق وحنين والطائف. وقيل: قاتل أيضا بوادي القرى والغابة وبني النضير.

وكانت بعوثه نحوا من خمسين.

[حجة الوداع]

وحج عليه السلام بعد فرض الحج حجة واحدة، وقبل ذلك مرتين فيما قيل. وخرج في حجة الوداع نهارا بعد أن ترجل وادهن وتطيب، فبات بذي الحليفة، وقال: أتاني الليلة آت من ربي، فقال ﷺ: قال لي: صل في هذا الوادي[٣/ب]المبارك، وقل:عمرة في حجة، فاحرم بهما قارنا.

وكان تحته رحل رث عليه قطيفة لا تساوي أربعة دراهم. وقال: اللهم اجعله حجا لا ريا فيه ولا سمعة.

Marfat.com

ودخل مكة يوم الأحد بكرة من كدآء من الثنية العليا، وطاف للقدوم، فرمل ثلاثا، ومشىٰ أربعا، ثم خرج الى الصفا فسعىٰ راكبا، ثم أمر من لم يسق الهدي بفسخ الحج الى العمرة، ونزل بأعلا الحجون. فلما كان يوم التروية توجه الىٰ منىٰ فصلىٰ بها الظهر والعصر والمغرب والعشاء، وبات بها، و صلى بها الصبح، فلما طلعت الشمس صار الىٰ عرفة، وضربت قبته بنمرة فاقام بها حتى زالت الشمس صار الىٰ عرفة، فخطب الناس وصلىٰ بهم الظهر و العصر بأذان واقامتين، ثم راح الىٰ الموقف فلم يزل يدعو و يهلل و يكبر حتى زاغت الشمس.

ثم دفع الى المزدلفة بعد الغروب وبات بها وصلى الصبح، ثم وقف بالمشعر الحرام حتى اسفر. ثم دفع قبل طلوع الشمس الىٰ منىٰ فرمىٰ جمرة العقبة بسبع حصيات ثلاثة أيام التشريق، كان يرمي في كل يوم منها الجمرات الثلاث ماشيا سبع سبع، يبدأ[٤ /ألف]بالتي تلي الخيف ثم بالوسطىٰ ثم بجمرة العقبة، ويطيل الدعاء عند الاولىٰ والثانية، ونحر يوم نزوله منىٰ، وأفاض الى البيت فطاف به سبعا. ثم أتي السقاية فاستسقىٰ ثم رجع الى منىٰ ثم نفر في اليوم الثالث، ونزل بالمحصبة، وأعمر عائشة من التنعيم، ثم أمر بالرحيل، ثم طاف للوداع وتوجه الى المدينة.

وأما عمره فأربع، كلها في ذى العقدة.

[صفته ﷺ]

صفته عليه السلام: كان ربعة، بعيد ما بين المنكبين، أبيض اللون، مشربا بالحمرة ، يبلغ شعره شحمة أذنيه، ولم يبلغ شيبه في رأسه ولحيته

Marfat.com

عشرين شعرة، ظاهر الوضاءة، يتلألأ كالقمر ليلة البدر، حسن الخلق، معتدلا، ان صمت فعلاه الوقار، وان تكلم سما وعلاه البهاء، أجمل الناس، وأبهاه من بعيد وأحسنه وأحلاه من قريب،حلو المنطق، واسع الجبين، أذج الحواجب في غير قرن، أقنى العرنين، سهل الخدين،ضليع الفم، أشنب، مفلج الأسنان، بين كتفيه خاتم النبوة. يقول واصفه: لم أرقبله ولا بعده مثله.

[أسماؤه ﷺ]

ومن أسمائه، قال عليه الصلاة والسلام: أنا محمد، وأنا أحمد، وانا الماحي الذي يمحو الله بي الكفر، وأنا الحاشر الذي أحشر الناس، وأنا العاقب فلا نبي بعدي. وفي رواية:وأنا المقفي، ونبي التوبة، [٤/ب]، ونبي الرحمة. وفي صحيح مسلم: ونبي الملحمة.

وسماه الله في كتابه: بشيرا ونذيرا، وسراجا منيرا، ورؤفارحيما، و رحمة للعالمين، ومحمد وأحمد وطهٰ ويٓس ومزملا و مدثرا، وعبدا في قوله ﴿لما قام عبدالله يدعوه﴾، ونذيرا مبينا في قوله ﴿وقل اني أنا النذير المبين﴾، ومذكرا في قوله﴿انما انت مذكر﴾،وقد ذكر غير ذلك. وأكثر هذه الأسماء صفات.

[أخلاقه ﷺ]

ومن أخلاقه عليه السلام: سئلت عائشة عنه فقالت: كان خلقه القرآن، يغضب لغضبه ويرضىٰ لرضاه، ولا ينتقم لنفسه، ولا يغضب لها، الا أن تنتهك حرمات الله فينتقم للّه، واذا غضب لم يقم لغضبه أحد.

وكان أشجع الناس وأسخاهم وأجودهم، ما سئل شيئا فقال: لا، ولا

Marfat.com

بيّت في بيتـه دينـار ولا درهم، فان فضل ولم يجد من يأخذه وفجاه الليل لم يـرجع الى منزله حتى يبرأ منه الىٰ من يحتاج اليه، لا يأخذ مما أتاه الله الا قوت أهـلـه عـامـا فـقـط. من أيسر ما يجد من التمر والشعير، ثم يؤثر من قوت أهله حتى ربما احتاج قبل انقضاء العام.

وكـان أصدق الناس لهجة، وأوفاهم ذمة، و ألينهم [٥/ألف] عريكة، و أكرمهم عشيرة، وأحـلـم الـنـاس، وأشدحياء من العذراء في خدرها، لا يثبت بصره في وجـه أحـد، خـافـض الطرف، نظره الى الأرض أطول من نظره الىٰ السماء، جل نظره الملاحظة.

وكان أكثر الناس تواضعا، يجيب من دعاه من غني أو فقير، أوحرأو عبد، وأرحـم الناس، يصغي الاناء للهرة فلم يرفعه حتى تروي رحمة لها، ويسمع بكاء الصغير– وهو مع أمه– وهو في الصلوٰة،فيخفف رحمة لها.

و كـان أعف الـنـاس،وأشـد الـنـاس اكراما لأصحابه، لايمد رجليه بينهم، ويـوسـع عـليهـم اذا ضـاق الـمكان، ولم يكن ركبتاه يتقدمان ركبة جليسه، من رآه بـديهة هابه، ومن خالطه أحبه، له رفقاء يحنونه، ان قال أنصتوا لقوله، وان أمر تبادروا لأمـره، يـبـدأ مـن لـقيه بالسلام، و يتجمل لأصحابه، ويفتقدهم، و يسأل عنهم، فمن مـرض عـاده، ومـن غـاب دعـا لـه، ومـن مـات استرجع فيه وأتبعه بالدعاء، من كان يتـخـوف أن يكون وجد في نفسه شيئا قال:"لعل فلانا وجد علينا في شئ أو رأى منا تـقـصيرا، انطلقوا بنا اليه"، فينطلق[٥/ب]حتـى يـأتيه في منزله، ويخرج الى بساتين أصحابه، ويأكل ضيافتهم، ويتألف أهل الشرف، ويكرم أهل الفضل.

Marfat.com

ولا يطوي بشره عن أحد، ولايحفوعليه، ويقبل معذرة المعتذر اليه، و القوى و الضعيف عنده في الحق واحد، ولا يدع أحدا يمشي خلفه و يقول: "خلّوا ظهري للملائكة"، ولا يدع أحدا يمشي معه وهو راكب حتى يحمله، فان أبىٰ قال : " تقدمني الى المكان الذي تريد".

يخدم من خدمه، وله عبيد واماء،لا يترفع عليهم في مأكل ولا ملبس. قال أنس: "خدمته نحوا من عشرة سنين، فوالله ما صحبته في سفر ولا حضر لأخدمه الا كانت خدمته لي أكثر من خدمتي له، وما قال لي: أف قط، ولا قال لشئي فعلته:لم فعلت كذا، ولا لشئي لم أفعله: ألا فعلت كذا".

[آدابه ﷺ في السفر]

وكان عليه السلام في بعض أسفاره، فأمر باصلاح شاة، فقال رجل: يا رسول الله! عليّ ذبحها،وقال آخر:عليّ سلخها،وقال آخر:عليّ طبخها،فقال ﷺ: "وعليّ جمع الحطب". فقالوا: يا رسول الله! نحن نكفيك. فقال:" قد علمت أنكم تكفوني، ولكن أكره أن أتميز عليكم، فان الله يكره من عبد أن يراه متميزا بين أصحابه"، فجمع الحطب.

وكان في سفر، فنزل الى الصلوٰة ثم كر راجعا فقيل[٦/ألف] يا رسول الله! أين تريد؟ فقال: "أعقل ناقتي"، قالوا:نحن نعقلها، قال:"لا يستعين أحدكم بالناس ولوفي قصمته من سواك".

[آداب مجلسه ﷺ]

وكان لا يجلس ولا يقوم الا على ذكر، واذا انتهىٰ الىٰ قوم جلس حيث انتهىٰ به المجلس، ويأمربذلك ، و يعطي كل جلسائه نصيبه، لا يحسب

Marfat.com

جليسه أن أحدا أكرم عليه منه، واذا جلس اليه أحد، لم يقم عليه السلام حتى يقوم الذي جلس اليه الا أن يستعجله أمر، فيستأذنه، ولا يقابل أحدا بما يكره، ولا يجزي السيئة بمثلها، ويشهد جنائزهم، ولا يحقر فقيرا لفقره، ولا يهاب ملكا لملكه، يعظم النعمة وان قلت، لا يذر منها شيئا.

ما عاب طعاما قط، ان اشتهاه أكله، والا تركه، وكان يحفظ جاره، و يكرم ضيفه، وكان أكثر الناس تبسما، وأحسنهم بشرا، لا يمضي له وقت في غير عمل الله، أو فيما لا بد منه، وما خيّر بين أمرين الا اختار أيسرهما، الا أن تكون فيه قطيعة رحم، فيكون أبعد الناس منه.

يخصف نعله، و يرقع ثوبه، ويركب الفرس والبغل والحمار، ويردف خلفه عبده أوغيره، ويمسح وجه فرسه بطرف كمه وبطرف ردائه.

[دعاؤه ﷺ]

وكان يحب الفال ويكره الطيرة، واذا جاءه ما يحب [٦/ب] قال: "الحمدلله رب العالمين"، واذا جاءه ما يكره قال: "الحمد لله على كل حال".

واذا رفع الطعام من بين يديه قال: "الحمدلله الذي أطعمنا وسقانا و أروانا وجعلنا مسلمين"، وأكثر جلوسه مستقبل القبلة، يكثر الذكر، ويطيل الصلٰوة ويقصر الخطبة، ويستغفر في المجلس الواحد مأة مرة، وكان يسمع لصدره وهو في الصلٰوة أزيز كأزيز المرجل من البكاء.

[صيامه ﷺ]

وكان يصوم الاثنين، والخميس، وثلاثة أيام من كل شهر، وعاشوراء،

Marfat.com

وقلما كان يفطر يوم الجمعة، وأكثر صيامه في شعبان.

[خصائصه صلى الله عليه وسلم]

وكان عليه السلام تنام عيناه،ولا ينام قلبه، واذا نام نفخ ولا يغط، واذا رأى في منامه ما يروعه قال:"هو الله لا شريک له".

واذا أخذ مضجعه قال: "رب وقني عذابک يوم تبعث عبادک"، ويقول: "اللهم باسمک أموت وأحيا"، واذا استيقظ قال:"الحمدلله الذي أحيانا بعد ما أماتنا واليه النشور".

وكان لا يأكل الصدقة، ويأكل الهدية، ويكافي عليها، ولا يتأنق في مأكل.

وخرج من الدنيا ولم يشبع من خبز الشعير، وكان يعصب على بطنه الحجر من الجوع، وأتاه الله مفاتيح خزائن الأرض فلم يقبلها، واختار الآخرة[٧/ألف].

وأكل الخبز بالخل، وقال:نعم الأدام الخل، وأكل لحم الدجاج و الحبارى، وكان يحب الدباء و الذراع من الشاة، وقال:"كلوا الزيت وادهنوا به فانه من شجرة مباركة".

وكان يأكل بأصابعه الثلاث ويلعقهن، وأكل خبز الشعير بالتمر، و البطيخ بالرطب، والقثاء بالرطب، والتمر بالزبد، ويحب الحلو والعسل.

ويشرب قاعدا، وربما شرب قائما، ويتنفس ثلاثا معينا للاناء، ويبدأ لمن عن يمنيه اذا سقاه، وشرب لبنا.

وقال: من أطعمه الله طعاما فليقل:"اللهم بارک لنا فيه واطعمنا خيرا

Marfat.com

منه"، ومن سقاه الله لبنا، فليقل: "اللهم بارک لنا فيه وزدنا منه".

وقال: ليس شئي يجزى مكان الطعام والشراب غير اللبن.

[لباسه صلى الله عليه وسلم]

فكان يلبس الصوف، ويتنعل المخصوف، ولا يتأنق في ملبس، وأحب اللباس اليه الحبرة من برد اليمن فيها حمرة وبياض، وأحب الثياب اليه القميص. ويقول اذا لبث ثوبا استجد: "اللهم لک الحمد كما البستنيه، أسألک خيره وخيرما صنع له". ويعجبه الثياب الخضر، وربما لبس الازار الواحد ليس عليه غيره، يعقدطرفه بين كتفيه [٧/ ب]، و يصلي فيه، وكان يعتم ويسدل طرف عمامته بين كتفيه، ويلبس يوم الجمعة بردة الأحمر ويعتم.

ويلبس خاتما من فضة، نقشه: " محمد رسول الله"، في خنصره الأيمن، و ربما في الأيسر.

و يحب الطيب، ويكره الرائحة الكريهة، ويقول: "ان الله جعل لذتي في النساء والطيب، وجعل قرة عيني في الصلوٰة"، وكان يتطيب بالغالية و المسک أوالمسک وحده، ويتبخربالعود والكافور.

ويكتحل بالأثمد في كل ليلة ثلاثا، وربما اكتحل ثلاثا في العين اليمنیٰ واثنين في اليسار، وربما اكتحل وهو صائم، ويكثر دهن رأسه ولحيته فيدهن غبا، ويكتحل وترا، ويحب التيمن في ترجله وتنعله وفي طهوره وفي شأنه كله.

و ينظر في المرآة، ولا يفارقه قارورة الدهن في سفره والمكحلة والمرآة والمشط والمقراض والسواک والابرة والخيط.

Marfat.com

ويستاک في الليلة ثلاث مرات: قبل النوم، وبعده عند القيام لورده، وعند الخروج لصلوة الصبح. وكان يحتجم.

[مزاحه ﷺ]

وكان يمزح ولا يقول الا حقا، جاء ته امرأة فقالت: يا رسول الله! احملني على جمل، فقال: "أحملک على ولد الناقة". قالت: لا تطيقني. فقال لها الناس: وهل الجمل الا ولد الناقة.

وجاء ته[٨/ألف]امرأة فقالت: يا رسول الله! ان زوجي مريض وهو يدعوک، فقال: "لعل زوجک الذي في عينه بياض"، فرجعت وفتحت عين زوجها، فقال: مالک؟ فقال: اخبرني رسول الله ﷺ ان في عينک بياضا، فقال: هل احد الا في عينيه بياض.

وقالت له أخرى: يا رسول الله ! أدعوا الله أن يدخلني الجنة، فقال: "يا أم فلان! ان الجنة لا يدخلها عجوز"، فولت المرأة وهي تبكي، فقال عليه السلام: "أخبروها لا تدخلها وهي عجوز"، ان الله يقول: ﴿انا انشانٰهن انشاء فجعلنٰهن أبكارا عربا اترابا﴾.

[ذكر زوجاته عليه أفضل الصلاة والسلام]

[١] تزوج خديجة بنت خويلد، وقد سبق ذكرها.

[٢] ثم سودة بنت زمعة بن قيس بن عبد شمس بن عبد ود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر بن لؤى، وكبرت عنده فأراد طلاقها، فوهبت يومها لعائشة وقالت: لا حاجة لي في الرجال، وانما أريد أن أحشر في زوجاتک.

Marfat.com

[٣] ثم عائشة بنت أبي بكر عبدالله بن عثمان بن عامر بن عمرو بن كعب بن سعيد بن تيم بن مرة، تزوجها بمكة قبل الهجرة بسنتين وقيل: بثلاث، وهي بنت ست، وقيل:[٨/ب] سبع. وبنىٰ بها بالمدينة وهي بنت تسع ، ومات عنها وهي بنت ثماني عشرة.وتوفيت سنة ثمان وخمسين، وقيل غير ذلك. ولم يتزوج بكرا غيرها. تكتنىٰ أم عبدالله.

[٤] ثم حفصة بنت عمر بن الخطاب بن نفيل بن عبد العزىٰ بن رباح بن عبدالله[بن قرط] بن رزاح بن عدي بن كعب.روى أنه طلقها فنزل جبرئيل فقال: ان الله يأمرك أن تراجع حفصة ، فانها صوامة قوامة، وفي خبر:أن جبرئيل قال:رحمة لعمر.

[٥] وتزوج أم حبيبة رملة بنت أبي سفيان صخر بن حرب بن أمية بن عبد شمس بن عبد مناف، وهي بالحبشة، وأصدقها عنه النجاشي أربع مأة دينار، و ولي نكاحها عثمان بن عفان، وقيل: خالد بن سعيد بن العاص. توفيت سنة أربع وأربعين.

[٦] وتزوج هند بنت أبي أمية بن المغيرة بن عبدالله بن عمرو بن مخزوم، أم سلمة، ماتت سنة اثنتين وستين، و هي آخرمن مات من زوجاته عليه السلام، وقيل: ميمونة.

[٧] وتزوج زينب بنت جحش بن رئاب بن يعمر بن صبرة بن مرة بن كثيرة بن غنم بن دودان بن أسد بن خزيمة، وهي ابنة عمته أميمة، توفيت بالمدينة سنة عشرين، وهي أولهن وفاة، وأول من حمل على نعش.

Marfat.com

[٨] وتزوج جويرية[٩/ألف] بنت الحارث بن أبي ضرار بن الحارث بن عائذ بن مالك بن المصطلق، سبيت في غزوة بني المصطلق فوقعت لثابت بن قيس بن شماس فكاتبها. فأتت رسول الله ﷺ تستعينه في كتابتها. وكانت امرأة ملاحة، فقال لها رسول الله ﷺ: " أوخير من ذلك أودي عنك كتابتك وأتزوجك؟"، فقبلت، فقضىٰ عنها وتزوجها . توفيت سنة ست وخمسين .

[٩] وتزوج صفية بنت حي بن أخطب بن أبي يحيىٰ بن كعب بن خزرج النضرية، من ولد هارون عليه السلام، سبيت من خيبر فأعتقها وجعل عتاقها صداقها.توفيت سنة خمسين.

[١٠] وتزوج ميمونة بنت الحارث بن حزن بن بجير بن الهزم بن رويبة بن عبد مناف بن هلال بن عامر، خالة خالد بن الوليد وعبدالله بن عباس، وهي آخرمن تزوج. وتوفيت سنة احدى وخمسين، وقيل: سنة ستة و ستين، فان ثبت ذلك فهي آخر من مات منهن.

هولاء غير خديجة اللاتي مات عنهن.

[١١] وتزوج زينب بنت خزيمة،أم المساكين، سنة ثلاث من الهجرة، ولم تلبث عنده الا يسيرا: شهرين أو ثلاثة، وماتت.

[و أزواجه الأخرىٰ]

– وتزوج فاطمة بنت الضحاك، وخيرها حين نزلت آية التخيير، فاختارت الدنيا، ففارقها. ثم كانت بعد[٩/ب]تلتقط البعر وتقول: أنا الشقية

Marfat.com

اخترت الدنيا.

– وتزوج اساف، أخت دحية الكلبى.

– وخولة بنت الهذيل، وقيل: بنت الحكيم، وهي التي وهبت نفسها له، وقيل: أم شريک.

– وأسماء بنت كعب الجونية.

– وعمرة بنت يزيد و طلقها قبل الدخول.

– وامرأة من غفار فرأى بها بياضا، فألحقها بأهلها.

– وامرأة تميمية، فلما دخل عليها قالت:أعوذ بالله منک، فقال:" منع الله عائذه، الحقي بأهلک.

– وعالية بنت ظبيان وطلقها حين أدخلت عليه.

– وبنت الصلت وما تت قبل أن يدخل عليها.

– وملكية الليثية، فلما دخل عليها فقال: هبي لي نفسک، قالت: و هل تهب الملكة نفسها للسوقة؟ فسرحها.

– وخطب امرأة من مرة، فقال:أبوها ان بها برصا.

– وخطب امرأة من أبيها فوصفها له، وقال: أزيدک أنها لم تمرض قط، فقال: "ما لهذه عند الله من خير"، فتركها.

وكان صداقة لكل واحد من نسائه خمسماية درهم،هذا أصح ما قيل ، الا صفية وأم حبيبة.

Marfat.com

[ذكر أولاده ﷺ]

[١] القاسم وبه يكنىٰ.

[٢] وعبدالله، ويسمى الطيب والطاهر، وقيل: الطيب غير الطاهر.

[٣-٦] وزينب، ورقية، وأم كلثوم، وفاطمة.

هلك البنون قبل الاسلام أطفالا[١٠/ألف]، والبنات أدركهن الاسلام فأسلمن. وكلهن من خديجة.

[٧] وولد له بالمدينة ابراهيم بن مارية، ومات وهو ابن سبعين ليلة. و قيل: سبعة أشهر ،وقيل:ثمانية عشر شهرا.

وكلهم ماتوا في حياته الا فاطمة، فتأخرت بعده ستة أشهر.

[زواج بناته ﷺ]

[١] وكانت زينب عند أبي العاص بن الربيع بن عبد شمس، فولدت له عليا مات صغيرا، وأمامة تزوجها علي، ثم خلف عليها المغيرة بن نوفل بن الحارث بن عبدالمطلب فولدت له يحيىٰ.

[٢] وكانت فاطمة عند علي بن أبي طالب، فولدت له حسنا وحسينا رضي الله تعالى عنهم أجمعين، ومحسنا، فذهب محسن صغيرا، وولد له رقية، وزينب، وأم كلثوم. ماتت رقية قبل البلوغ.

- وتزوج زينب عبدالله بن جعفر، فولدت له عليا، وماتت.

- وتزوج أم كلثوم عمر بن الخطاب رضي الله عنه فولدت له زيدا، و خلف عليها عون بن جعفر، ثم أخوه محمد، ثم أخوه عبدالله.

Marfat.com

[٣] ورقية كانت عند عثمان بن عفان رضي الله عنه، وولدت له عبدالله، وتوفيت يوم جاء زيد بن حارثة بشيرا بالفتح يوم بدر.

[٤] فتزوج أم كلثوم، وماتت عنده في شعبان سنة تسع.

و كانت قبله عند عتيبة، ورقية عند عتبة ابنا أبي لهب.

ذكر أعمامه وعماته ﷺ [١٠/ب]

[١] الحارث [٢] وقثم [٣] والزبير [٤] وحمزة [٥] والعباس [٦] وأبو طالب، اسمه عبدمناف [٧] وأبو لهب عبدالعزىٰ [٨] وعبدالكعبة [٩] حجل، واسمه المغيرة [١٠] و ضرار [١١] والغيداق.

[١-٦] وصفية، وعاتكة، وأرویٰ، وأميمة، وبرة، وأم حكيم البيضاء.

أسلم منهم: حمزة والعباس وصفية.

[ذكر مواليه ﷺ]

[١] زيد بن حارثة واعتقه، [٢] وابنه أسامة بن زيد، [٣] وثوبان بن نجدد، [٤] وأبو كبشة سليم، شهدبدرا وأعتقه، وتوفي يوم استخلف عمر، [٥] وأنيسة، [٦] وشقران واسمه صالح، قيل: ورثه من أبيه، وقيل: اشتراة من عبدالرحمن بن عوف وأعتقه، [٧] ورباح توفي وأعتقه، [٨] ويسار توفي وقتله العرنيون، [٩] وأبو رافع، وهبه له العباس فاعتقه حين بشره باسلام العباس، وزوّجه سلمىٰ مولاة له، فولدت له عبيد الله، كتب لعلي، [١٠] أبو مويهبة وأعتقه، [١١] وفضالة مات بالشام، [١٢] ورافع، مولى سعيد بن العاص، وأعتقه، [١٣] ومدعم، وهبه له رفاعة الجذامي، قتل بوادي القرىٰ، [١٤] وكركرة نوبي

Marfat.com

أهداه لـه هوذة بن علي وأعتقه،[١٥] وزيـد جد هلال بن يساف [١٦]وعبيد، [١٧]وطمهان، [١٨]ومأبور القبطي من هدية المقوقس، [١٩]وواقد، [٢٠]و أبـو واقد [١١/الف]، [٢١]و هشام [٢٢]وأبو ضـميرة مـن الـفي، وأعتقـه، [٢٣] وحنين، [٢٤] وعسيب، واسمه أحمر، [٢٥]وأبوعبيد، [٢٦]و سفينة، كـان لأم سـلـمة فـاعتقته، وشرطت عليه أن يخدم النبيﷺ حياته فقال: لولم تشتـرطـي عـلـيّ مـا فارقته، وكان اسمه رباح، و قيل: مهران، [٢٧]و أبو هند وأعتـقه، [٢٨]وأنـجشة الحادي، [٢٩]وأبـو لبـابة وأعتقه، [٣٠]ورويـفع من سبي هوازن وأعتقه، وقد عدوا أكثر من ذلك.

[١] وسـلمىٰ أم رافع، [٢] وبـر كة حـاضـنته، ورثها من أبيه[٣] وريحانة سبية من قريظة، [٤] وميمونة بنت سعد، [٥]و خضرة، [٦] ورضوىٰ.

ومن الأحرار: [١] أنـس بن مالك، [٢-٣] و هـنـد وأسما ابنا حارثة، [٤] وربيـعة بن كعب الأسـلميون، [٥] وعبـدالله بن مسعود، [٦] وعقبة بن عـامر، [٧] و بلال، [٨] وسعد، [٩] وذو مـخـمـر، ابن أخي النجاشي، [١٠] وبكير بن شداخ الليثي، [١١] و أبو ذرالغفاري.

[حرسه ﷺ]

وحـرسـه سـعـد بـن مـعاذ يوم بدر، وذكوان بن عبد قيس ومحمد بن مسلمة بأحد، والزبير يوم الخندق، و عباد بن بشر و سعد بن أبي وقاص و أبو أيوب بـخيبـر، وبلال بوادي القرىٰ. ولمانزلت﴿ والله يعصمك من الناس﴾ ترك الحرس.

Marfat.com

[ذكر رسله عليه السلام الى الملوك]

[١] عمرو بن أمية الىٰ النجاشي، واسمه أصحمة[١١/ب]، وهو عطية، فوضع كتاب رسول الله ﷺ علىٰ عينيه، ونزل عن سريره، وجلس على الأرض فأسلم، ومات في حيوٰة النبي ﷺ سنة تسع، فصلىٰ عليه.

[٢] ودحية بن خليفة الكلبي الىٰ ملك الروم قيصر،وهو هرقل، فثبت عنده نبوة النبي ﷺ فهمّ بالاسلام فلم يوافقه الروم، فخافهم علىٰ ملكه، فامسك.

[٣] وعبدالله بن حذافة السهمي الىٰ كسرىٰ، ملك فارس، فمزّق الكتاب، فقال عليه السلام: "مزّق الله ملكه".

[٤] وحاطب بن أبي بلتعة الى المقوقس فقارب الاسلام، وأهدىٰ للنبي ﷺ مارية، وسريره ،والبغلة الشهباء دلدل.

[٥] وعمرو بن العاص الى جيفر وعبد ابنى الجلندىٰ، ملكي عمان من الأردن، فأسلما وخليا بين عمرو وبين الصدقة والحكم فيما بينهم، فلم يزل بينهم حتى توفي النبي ﷺ .

[٦] وسليط بن عمرو العامري الىٰ هوذة بن علي، صاحب اليمامة ، فأكرمه وبعث الى النبي ﷺ ما أحسن ما تدعو اليه وأجمله، وأنا خطيب قومي و شاعرهم، فاجعل لي الأمر،فأبى عليه السلام، ولم يسلم هوذة[١٢/ألف].

[٧] وشجاع بن وهب الأسدي الى الحارث بن أبي شمر الغساني ، ملك البلقاء من الشام، فرمىٰ بالكتاب فقال: أنا سائر اليه، فمنعه قيصر.

Marfat.com

[٨] والمهاجر بن أبي أمية المخزومي الىٰ الحارث الحميري باليمن.

[٩] والعلاء بن الحضرمي الى المنذر بن ساوىٰ، ملك البحرين، فأسلم.

[١٠-١١] و أبو موسى الأشعري بعثه الى اليمن، ومعاذ بن جبل بعثه مع أبي موسىٰ الى اليمن، فأسلم عامة أهل اليمن و ملوكهم من غير قتال.

[كتابه ﷺ]

وممن كتب له عليه السلام: الخلفاء الأربعة، وعامر بن فهيرة،وعبدالله بن الأرقم ،و أبي بن كعب، وثابت بن قيس بن الشماس، وخالد بن سعيد، وحنظلة بن الربيع، وزيد بن ثابت، ومعاوية، وشرحبيل بن حسنة.

وكان علي، والزبير، و محمّد بن مسلمة، وعاصم بن ثابت بن أبي الأفلح، والمقداد يضربون الأعناق بين يديه.

[النجباء من أصحابه]

أبو بكر، وعمر، وعلي، وحمزة، وجعفر، وابوذر، والمقداد، وسلمان، وحذيفة، وابن مسعود، وعمار بن ياسر.

[والعشرة المشهود لهم بالجنة]

الخلفاء الأربعة، وسعد بن أبي وقاص، والزبير[١٢/ب] بن العوام، و عبدالرحمن بن عوف، وطلحة بن عبيدالله، و أبوعبيدة عامر بن الجراح، وسعيد بن زيد، و بلال رضي الله تعالى عنهم.

Marfat.com

[ذكر دوابه عليه السلام]

ومن الخيل عشرة على خلاف في ذلك بزيادة أو نقصان:

[١] وهي السكب وكان عليه يوم أحد، وكان أغر محجلا، طلق اليمين، له سبحة، وسابق عليه فسبق، ففرح به ﷺ، [٢] والمرتجز، و هو الذي شهد له به خزيمة بن ثابت، [٣] ولزاز الذي أهداه له المقوقس، [٤] واللحيف أهداه له ربيعة بن أبي البراء، [٥] والمطرب أهداه له فروة الجذامي، [٦] والورد أهداه له تميم الداري، [٧] والضرس، [٨] وملاوح، [٩] وسبحة، [١٠] البحر اشتراه من تجار من اليمن، فسبق عليه ثلاث مرات، فمسح عليه السلام وجهه و قال: "ما أنت الا بحر".

ومن البغال ثلاثة: الدلدل التي أهدا ها المقوقس، وهي أول بغلة ركبت في الاسلام، وفضة وهبها من أبي بكر، والابلية أهداها له ملك ايلة.

وكان له حمار يقال له: يعفور.

واما النعم فلم ينقل أنه اقتنىٰ من البقر شيئا.

وكانت له عشرون لقحة بالغابة، وأرسل اليه سعد بن عبادة مهرية من نعم بني عقيل[١٣/ألف]، وكانت له القصواء، وهي التي هاجر عليها، و كان لا يحمله اذا نزل عليه الوحى غيرها، قيل: وهي العضباء والجدعاء، وهي التي سبقت فشق على المسلمين، فقال ﷺ: "ان حقا على الله أن لا يرتفع شيئا من الدنيا الا وضعه"، و قيل: المسبوقة غيرها.

وكان له مأة من الغنم، وكان له شاة يختص بشرب لبنها تدعى عيشة.

و كان للنبى ﷺ ديك أبيض.

Marfat.com

[ذكر سلاحه ﷺ]

تسعه أسياف: ذو الفقار من غنائم بدر، كان لبني الحجاج من بني سهم، ورأى عليه السلام في النوم في ذبابه ثلمة، فأوّلها هزيمة، فكانت يوم أحد، وثلاثة أصابها من بني قينقاع: القلعي والتيار والحتف، وله المخذم، والرسوب، وآخر ورثه من أبيه، وآخر يقال له:العضب أعطاه اياه سعد بن عبادة، والقضيب وهو أول سيف تقلد به ﷺ.

وأربعة رماح: المثنى، وثلاثة من بني قينقاع، وعنزة يحمل بين يديه في العيدين.

ومحجن قدر الذراع، ومخصرة تسمى العرجون، وقضيب يسمى الممشوق.

وكان له أربعة قسي، وجعبة، وترس عليه تمثال عقاب، أهدي له، فوضع يده على [١٣/ب] العقاب، فذهب.

قال انس بن مالك: كان نعل سيف رسول الله ﷺ فضة، وقبيعته فضة، وما بين ذلك حلق الفضة.

وكان له درعان أصابهما من سلاح بني قينقاع: هما السعدية وفضة، ودرع يسمى ذات الفضول، لبسها يوم حنين، ويقال: كانت عنده درع داؤد عليه السلام التي لبسها لما قتل جالوت.

وكان له مغفر يقال له:السبوع، ومنطق من أديم مبشور، فيها ثلاث حلق فضة، وكان لواءه أبيض.

Marfat.com

[ذكر أثوابه وأثاثه ﷺ]

تـركـ ﷺ يوم مات ثوبي حبرة، وازارا عمانيا، وثوبين صحاريين، و قـمـيـصـا صـحـاريـا، وآخر سحوليا، وجبة يمنية، وخميصة، وكساء أبيض، و قلانس صغارا لاطية ثلاثا أو أربعا، وملحفة مورسة، وكان له ربعة فيها مرآة، ومشط عاج، و مكحلة، ومقراض، وسواكـ.

وكـان لـه فـراش مـن أدم، حشوه ليف، وقدح مضبب بفضة في ثلاث مـواضع، و قدح آخر، وتور من حجارة، ومخضب من شبه يعمل فيها الحناء و الـكتـم و يـوضع على رأسه اذا وجد حرا، وقدح زجاج، ومغسل من صفر، و قصعة [١٤/ألف]، وصـاع يـخـر ج بـه زكاة الفطر، و مد، وسرير، وقطيفة، و خـاتم من فضة فصه منه، نقشه: محمد رسول الله، وقيل: كان من حديد ملوي بفضة.

وأهدىٰ له النجاشي خفين ساذجين يلبسهما، وكان له كساء أسود، و عمامة يقال لها السحاب فوهبها عليّا، فكان ربما قال اذا رآه مقبلا وهي عليه: " أتـاكـم علي في السحاب"، وله ثوبان للجمعة غير ثيابه التي يلبسها في سائر الأيام، ومنديل يمسح به وجهه من الوضوء.

[ذكر شيئ من معجزاته ﷺ]

فمنها [١] الـقرآن وهو أعظمها، [٢] وشق الصدر، [٣] واخباره عن بيت المقدس، [٤] وانشـقاق القمر، [٥] وان الـمـلاء من قريش تعاقدوا على قتـله فخرج عليهم فخفضوا أبصارهم وسقطت أذقانهم علىٰ صدورهم، وأقبل

Marfat.com

حتى قام على رؤسهم فقبض قبضة من تراب وقال: "شاهت الوجوه"، و حصبهم فما أصاب رجلا منهم شيئ من ذلك الحصا الا قتل يوم بدر، [٦] و رمى يوم حنين بقبضة من تراب في وجوه القوم فهزمهم الله تعالى، [٧] و نسج العنكبوت في الغار، [٨] وما كان من أمر[١٤/ب] سراقة بن مالك اذ تبعه في الهجرة، فساخت قوائم فرسه في الأرض الجلد، [٩] ومسح على ضرع عناق لم ينز عليها الفحل فدرت، [١٠] وشاة أم معبد.

[١١] ودعوته لعمر ان يعز الله به الاسلام، [١٢] ودعوته لعلي أن يذهب الله عنه الحر و البرد، [١٣] وتفل في عينيه وهو أرمد، فعوفي من ساعته، ولم يرمد بعد ذلك، [١٤] ورد عين قتادة بن النعمان بعد أن سالت على خده، فكانت أحسن عينيه، [١٥] ودعا لعبد الله بن عباس بالتاويل و الفقه في الدين، [١٦] ودعا لجمل جابر فصار سابقا بعد ان كان مسبوقا، [١٧] ودعا لأنس بطول العمر وكثرة المال والولد، [١٨] وفي تمر جابر بالبركة، فأوفي غرماءه، وفضل ثلاثة عشر وسقا، [١٩]واستسقى عليه السلام فمطروا أسبوعا، ثم استحصى لهم فانجابت السحاب، [٢٠]ودعا على عتيبة بن أبي لهب، فأكله الأسد بالزرقاء من الشام.

[٢١] وشهدت الشجرة له بالرسالة في خبر الأعرابي الذي دعاه الى الاسلام، فقال: هل من شاهد على ما تقول؟ فقال: "نعم، هذه الشجرة"، ثم دعاها فأقبلت فاستشهدها فشهدت أنه كما قال ثلاثا، ثم رجعت الى منبتها، [٢٢] وأمر شجرتين فاجتمعتا ثم افترقتا[١٥/ألف]، [٢٣] وأمر أنسا أن ينطلق

Marfat.com

الىٰ نخلات، فيقول لهن: أمركن رسول اللهﷺ أن يجتمعن فاجتمعن، فلما قضىٰ حاجته، أمره أن يأمرهن بالعود علىٰ اماكنهن فعدن، [٢٤] ونام فجأت شجرة تشق الأرض حتى قامت عليه، فلما استيقظ ذكرت له، فقال: "هي شجرة استاذنت ربها في أن تسلم عليّ فأذن لها"، [٢٥] وسلّم عليه الحجر و الشجر ليالي بعث: السلام عليك يا رسول الله، [٢٦] و قال: اني لأعرف حجرا كان بمكة يسلّم عليّ قبل أن أبعث، اني لأعرفه الآن، [٢٧] و حنّ اليه الجزع، [٢٨] وسبّح الحصىٰ في كفيه، [٢٩] وكذلك الطعام، [٣٠] و أعلمته الشاة بسمّها، [٣١] و شكىٰ اليه البعير قلة العلف و كثرة العمل، [٣٢] و سألت الظبية أن يخلصها من الحبل لترضع ولديها وتعود، فخلصها فلفظت بالشهادتين.

[٣٣] وأخبر عن مصارع المشركين يوم بدر، فلم يعد أحد منهم مصرعه، [٣٤] وأخبر أن طائفة من أمته يغزون في البحر، وأن أم حرام بنت ملحان منهم، فكان كذلك، [٣٥] وقال لعثمان يصيبه بلوىٰ شديدة، فكانت و قتل، [٣٦] وقال للأنصار: انكم ستلقون بعدي أثرة [١٥ /ب]، فكانت زمن معاوية، [٣٧] وقال في الحسن: أن ابني هذا سيد، وان الله سيصلح به بين فئتين عظيمتين من المسلمين، [٣٨] و أخبر بقتل العنسي الكذاب وهو بصنعاء ليلة قتله وممن قتله، [٣٩] وقال لثابت بن قيس: "تعيش حميدا وتقتل شهيدا"، فقتل يوم اليمامة، [٤٠] وارتد رجل ولحق بالمشركين، فبلغه أنه مات فقال: "ان الأرض لا تقبله"، فكان كذلك، [٤١] وقال لرجل يأكل بشماله: "كل

Marfat.com

بیـمینـک"، فقال: لا أستطیع، فقال له:"لا استطعت"، فلم یطق أن یرفعها الی فیه بعد.

[٤٢] ودخـل مـكة عـام الـفتـح، والأصنام حول الكعبة معلقة، وبيده قـضيب، فجعل يشير به اليها، ويقول﴿ جاء الحق وزهق الباطل﴾ وهي تتساقط، [٤٣-٤٤] وقـصة مازن بن العضوبة، وسواد بن قارب وامثالهما،[٤٥] وشهد الضئب بنبوته.

[٤٦] وأطـعـم ألـفـا مـن صـا ع شعير بالخندق، فشبعوا، والطعام أكثر مماكان، [٤٧] وأطعمهم من تمر يسير، [٤٨] وجمع فضل الأزواد على النطع فـدعـا لهـا بالبركة، ثم قسمّها في العسكر فقامت بهم، [٤٩] وأتـاه أبو هريرة بتـمرات قد وصفّهنّ في يده، وقال: أدعلي فيهن بالبركة، ففعل، قال أبوهريرة: فأخرجت من ذلک التمر كذا[١٦/ألف]وكذا وسقا في سبيل الله، وكنا نأكل منه ونطعم حتى انقطع في زمن عثمان،[٥٠] ودعا أهل الصفة لقصعة ثريد، قال أبـو هريرة: فـجـعلت أتطاول ليدعوني حتـى قـام الـقوم، وليس في القصعة الا اليسيـر فـي نـواحيهـا، فـجـمعه ﷺ فصار لقمة، فوضعها على أصابعه و قال: "كل بسم الله"، فوالذي نفسي بيده! ما زلت آكل منها حتى شبعت.

[٥١] ونبع الماء من بين أصابعه حتى شرب القوم وتوضأوا،وهم ألف وأربع ماة، [٥٢] وأتـي بـقـدح فيـه مـاء، فـوضـع أصابعه في القدح فلم يسع، فـوضـع أربـعة منها، و قال:" هلموا"، فتوضأوا أجمعين، وهم من السبعين الى الثمانين، [٥٣] و ورد فـي غـزوـة تبـوک عـلـى ماء لا يروي واحدا، والقوم

Marfat.com

عـطاش، فشكوا اليه، فأخذ سهما من كنانته وأمر بغرسه فيه، ففار الماء، وارتوى القـوم، وكانوا ثلاثين ألفا، [٥٤] وشـكـىٰ اليـه قوم ملوحة في مائهم، فجاء في نفرمن أصحابه حتى وقف علىٰ بئرهم، فتفل فيه، فتفجر بالماء العذب المعين.

[٥٥] وأتته امرأة بصبي لها أقرع، فمسح علىٰ رأسه، فاستوىٰ شفره و ذهـب داؤه، فسـمـع أهـل اليمامة بذلك فأتت[١٦/ب]امـرأة الـى مسيلمة بصبي، فمسح رأسه فتضلع، وبقي الضلع في نسله.

[٥٦] وانـكسـر سيف عكاشة يوم بدر، فأعطاه بدلا من حطب، فصار فـي يـده سيفا، ولم يزل بعد ذلك عنده،[٥٧] وعـرضت كدية بالخندق عن أن يـأخـذهـا الـمعول، فضربها، فصارت كثيبا أهيل،[٥٨] ومسـح على رجل أبي رافع، وقد انكسرت، فكأنه لم يشكها قط.

ومعجزاته ﷺ أكثر من أن يحصرها كتاب أويجعمها ديوان.

[ذكر وفاته ﷺ]

تـوفي ﷺ وقد بلغ ثلاثا و ستين سنة، وقيل: غير ذلـك، يوم الاثنين، حيـن اشتد الضحىٰ، اثني عشرة ليلة خلت من ربيع الأول. ومرض أربعة عشر يوما، ودفن ليلة الأربعاء.

ولـمـا حـضره الموت كان عنده قدح فيه ماء، فجعل يدخل يده فيه و يمسح وجهه ويقول: " اللهم أعني على سكرات الموت"، وسجي ببرد حبرة. وقيل: ان الملائكة سجته.

وكلّت بعضَ أصحابه بموته دهشة :منهم عمر، واخرس عثمان، و

Marfat.com

اقعد علي، ولم يكن فيهم أثبت من العباس وأبي بكر رضى الله تعالىٰ عنهم.

ثم ان الناس سمعوا من باب الحجرة: لا تغسلوه، فانه طاهر مطهر، ثم سمعوا بعد ذلك: اغسلوه، فان ذلك ابليس، وأنا الخضر، وعزّاهم، فقال: ان في الله عزآء من كل مصيبة[١٧/ألف]، وخلفا من كل هالك، ودركا من كل فائت، فبالله فثقوا، واليه فارجعوا، فان المصاب من حرم الثواب.

واختلفوا في غسله: هل يكون وهو في ثيابه أو يجرد عنها، فوضع الله عليهم النوم، فقال قائل، لا يدرىٰ من هو: أغسلوه في ثيابه، فانتبهوا وفعلوا ذلك. والذين ولوا غسله: علي، والعباس، وولداه الفضل وقثم، وأسامة وشقران مولياه، وحضرهم أوس بن خولي من الأنصار، ونفزّه علي فلم يخرج منه شيئ، فقال: صلى الله عليك طبتً حيا و ميتا.

وكفن في ثلاثة أثواب بيض سحولية، ليس فيها قميص ولا عمامة، بل لفائف من غير خياطة.

وصلى عليه المسلمون أفرادا، لم يؤمهم أحد.

وفرش تحته في القبر قطيفة حمراء كان يتغطى بها، ونزل شقران، و حفر له، ولحد، وأطبق عليه تسع لبنات، واختلفوا: أ يلحد له أم يصرح ؟ وكان بالمدينة حفاران: أحدهما يلحد وهو أبو طلحة، والآخر يصرح وهو أبو عبيدة، فاتفقوا أن من جاء منهما أولا عمل عمله، فجاء الذي يلحد، فلحد له، وذلك في بيت عائشة، و دفن معه أبو بكر ثم عمر.

[صلىٰ الله على سيدنا محمد وآله و أصحابه وسلم تسليما كثيرا.]

Marfat.com

شاہ ولی اللہ کا فارسی ترجمہ

سرور المحزون

Marfat.com

Marfat.com

بسم الله الرحمن الرحیم

[تمہید]

بعدِ سپاسِ خدای تبارک وتعالیٰ کشایندۂ درہای عطا، بخشندۂ خلعتہای ہدیٰ، ودرود وسلام بر محمد مصطفیٰ ﷺ، آن پیغامبرِ عالی مقام کہ مبعوث شدند تا باشند ہادیٔ راہِ ظاہر مر آنکس را کہ راہِ راست جوید، والزامِ باہر بر ہر کسی کہ از حدِ فرمان گذرد، وبر آل واصحابِ آنحضرت ﷺ، آنانکہ زندہ ساختند سنت را تا قیامِ قیامت۔

میگوید فقیر ولی اللہ بن عبد الرحیم دہلوی کان اللہ لہما فی الآخرۃ والاولیٰ کہ بعض اعزۂ احباب واجلۂ اولی الالباب وفقہم اللہ لما یحب ویرضیٰ وجعل مآلہم الی الدرجات العلیٰ ازین فقیر ترجمۂ کتاب نور العیون فی تلخیص سیر الامین المامون کہ فراہم آوردۂ علامۂ زمان شیخ ابوالفتح محمد بن محمد المشتہر بسید الناس است قدس اللہ سرہ العزیز درخواستند، از اجابتِ مسئولِ ایشان چارہ ندید، ودر بعض مواضع بسببِ ضعفِ روایتی کہ مصنف اختیار کردہ یا مثل آن از اسباب بزیادت ونقص وتبدیل تصرف کرد، تقبل اللہ ذلک منی ومنہ وجعلہ خالصا لوجہہ الکریم، انہ قریب مجیب روف رحیم، وسمیتہ بسرور المحزون فی ترجمۃ نور العیون۔

[نسبِ نبوی]

پیغامبر محمد است ﷺ ابن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرۃ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانۃ بن خزیمۃ بن مدرکہ بن الیاس بن

Marfat.com

مضر بن نزار بن معد بن عدنان۔ این قدر متفق علیہ است، و ما بعدِ عدنان تا حضرت آدم علیہ السلام اختلاف بسیار است۔ و مادرِ آنحضرت ﷺ آمنہ است بنت وہب بن عبد مناف بن زہرۃ بن کلاب بن مرۃ۔

[ولادت و رضاعت]

وولادتِ آنحضرت ﷺ روزِ دوشنبہ متحقق شد از شہر ربیع الاول از سالی کہ واقعۂ فیل دران بود۔ بعض گفتہ اند بتاریخِ دوم، و بعض گفتہ اند بتاریخِ سیوم، و بعض گفتہ اند بتاریخِ دوازدہم و غیر این اقوال نیز گفتہ اند۔ بالجملہ شبِ ولادتِ آنحضرت ﷺ در حرکت آمد کوشکِ کسریٰ تا آنکہ شنیدہ شد آوازِ وی ، وافتاد از انجا چہاردہ کنگرہ، و بمرد آتشِ فارس، و نمردہ بود پیشِ ازان بہزار سال، و خشک شد چشمۂ ساوہ۔

وشیر داد آنحضرت را ﷺ حلیمہ بنت ابی ذؤیب، و نزدیکِ حلیمہ شگافتند سینۂ آنحضرت ﷺ وپُر کردند آنرا بدانش و ایمان بعد ازان کہ بیرون آوردند نصیبِ شیطان را از انجا۔ و نیز شیر داد آنحضرت ﷺ ثویبہ، کنیزکِ ابی لہب، و در کنار داشت آنحضرت را ﷺ ام ایمن حبشیہ کہ نامش برکہ است، و آنحضرت ﷺ ام ایمن را میراث یافتہ بودند از پدرِ خود عبداللہ، پس چون کلان شدند آنرا آزاد ساختند و در نکاحِ زید بن حارثہ دادند۔

[وفاتِ والدین وجدِ امجد]

ووفات یافت عبداللہ والدِ آنحضرت ﷺ حال آنکہ آنحضرت ﷺ در شکمِ والدۂ خود بودند، و بعض گفتہ اند کہ طفلِ دو ماہہ بودند، و بعض گفتہ اند طفلِ ہفت ماہہ، و بعض گفتہ اند طفلِ بست و ہشت ماہہ۔ ووفات یافت والدۂ آنحضرت ﷺ حال آنکہ آنحضرت ﷺ طفلِ چہار سالہ بودند، و بعض گفتہ اند طفلِ شش سالہ۔ و متکفلِ پرورشِ آنحضرت ﷺ شد جدِ آنحضرت ﷺ عبدالمطلب، چون عمرِ شریف ہشت سال و دو ماہ و دہ روز رسید عبدالمطلب وفات یافت، پس متکفلِ پرورش آنحضرت ﷺ شد ابو طالب۔

Marfat.com

[کفالتِ ابو طالب]

چون عمرِ آنحضرت ﷺ بہ دوازدہ سال و دو ماہ و دہ روز رسید بیرون آمدند ہمراہِ عم خود ابو طالب بجانب شام، پس چون بشہرِ بصریٰ رسیدند آنحضرت را ﷺ بحیرا راہب دید و شناخت بعلامتی کہ میدانست، پس پیشِ آنحضرت ﷺ آمد و دستِ آنحضرت ﷺ گرفت وگفت: این رسولِ رب العالمین است، خواہد فرستاد این را خدا تعالی تا رحمت باشد جہانیان را، ہر آئینہ وقتیکہ شما آمدید نہ ماند ہیچ سنگی و نہ درختی مگر کہ بسجدہ افتاد، و سنگ و درخت سجدہ نمی کند مگر پیغمبر را، و ہر آئینہ صفتِ وی می یابم در کتابہائی خود، وگفت ابو طالب را اگر ایشان را بجانب شام بری البتہ خواہند کشت یہود، پس ابو طالب آنحضرت را ﷺ بمکہ باز فرستاد۔

[سفرِ شام برای تجارت]

بعد ازان آنحضرت ﷺ بارِ دوم بطرفِ شام بیرون آمدند با میسرہ غلامِ خدیجہؓ در تجارتی کہ برای خدیجہ بود پیش ازانکہ در عقدِ آنحضرت ﷺ درآید، پس چون داخل شدند در شام فرود آمدند آنحضرت ﷺ زیرِ سایۂ درختی نزدیکِ صومعۂ راہبی، پس گفت آں راہب کہ فرود نیامدہ است زیرِ این درخت ہیچ گاہ مگر پیغامبر، وی گفت میسرہ کہ چون نیم روزی شد و گرمی بنہایت می رسید دو فرشتہ فرودمی آمدند و بر آنحضرت ﷺ سایہ می کردند۔ چون آنحضرت ﷺ ازان سفر رجوع کردند در نکاح آوردند خدیجہ بنت خویلد را، و دران حال عمرِ شریف بست پنج سال و دو ماہ و دہ روز بود، غیرِ این نیز روایت کردہ اند۔

[تعمیرِ کعبہ و نبوت]

چون عمرِ شریف سی و پنج سال رسید حاضر شدند عمارتِ کعبہ را، و بنہادند حجرِ اسود بدستِ شریفِ خود۔

Marfat.com

وچون عمر شریف بچہل سال ویکروز رسید خدایتعالیٰ آنحضرت را ﷺ فرستاد بہ نبوت وانذار وبشارت، وآمد پیشِ آنحضرت ﷺ جبرئیل علیہ السلام درغارِ حرا۔ پس گفت: اقرا یعنی بخوان، فرمودند من خوانندہ نیستم، آنحضرت ﷺ فرمودند: پس تنگ گرفت مرا جبرئیل تا آنکہ بنہایت رسید مشقتِ من، بعدازان مرا بگذاشت، پس گفت: اقرا یعنی بخوان، باز گفتم خوانندہ نیستم، باز مرا تنگ در برگرفت ودر نوبتِ سیوم گفت: اقرا باسم ربک الذی خلق تا قولہ تعالیٰ مالم یعلم۔ وابتداءِ نبوت بود در بعض اقوال روز دوشنبہ ہشتم ماہ ربیع الاول۔

[تبلیغ وایذاءِ قریش]

بعدازان ببانگِ بلند اظہار کردند حکمِ خدایتعالیٰ را، ورسانیدند پیغامِ اورا، ودر نیکخواہی قوم دریغ نداشتند، اہلِ مکہ از فرطِ بیدانشی بایذا برخاستند ومحاصرہ کردند آنحضرت ﷺ در شعب، پس آنحضرت ﷺ اقامت کردند درانجا در محاصرہ مدتی کم از سہ سال واہلبیت نیز در محاصرہ ماندند۔ بعدازان آنحضرت ﷺ بیرون آمدند از محاصرہ ودر آنوقت عمرِ شریف چہل ونہ سال بود۔ بعدازان بہشت ماہ وبیست ویکروز وفات یافت ابوطالب، ووفات یافت خدیجہ بعدِ ابی طالب بسہ روز۔ چون عمرِ شریف پنجاہ سال وسہ ماہ رسید درخدمتِ آنحضرت ﷺ جنِ نصیبین آمدند واسلام آوردند۔

[اسراء ومعراج]

وچون عمرِ شریف بہ پنجاہ ویکسال ونہ ماہ رسید خدایتعالیٰ آنحضرت را ﷺ بمعراج مخصوص گردانید، نخست از مابینِ زمزم ومقامِ ابراہیم برداشتہ بسوئ بیت المقدس بردند، بعدازان براق حاضر کردند پس آنحضرت ﷺ بران سوار شدند، بعدازان برداشتہ شدند آنحضرت ﷺ سوئ آسمانہا، وفرض گردانیدہ شد نمازِ پنجگانہ۔

Marfat.com

[ہجرتِ مدینہ]

وچون عمرِ شریف بہ پنجاہ وسہ سال رسید ہجرت کردند از مکہ بسوئ مدینہ روزِ دوشنبہ ہشتم ربیع الاول، داخل شدند در مدینہ روزِ دوشنبہ، وآنجا اقامت نمودند دہ سال تمام، بعد ازان متوفی شدند ہم درانجا، ودر تاریخ ہائ مذکورہ علمارا اقوالِ مختلفہ است کہ در کتبِ مطولہ توان یافت۔

[غزوات وسرایا]

وبود غزواتِ آنحضرت ﷺ درین مدت بیست وپنج، وبقولی بیست وہفت، کارزار کردند ازان جملہ دوہفت غزوہ: بدر واحد وخندق وبنی قریظہ وبنی المصطلق وخیبر وطایف، وبقولی در وادی القری وغابہ وبنی نضیر نیز کارزار واقع شدہ بود۔ وبودند بعوثِ آنحضرت ﷺ قریب بہ پنجاہ۔ وبعث عبارت ازان است کہ آنحضرت ﷺ لشکری بجانبی فرستند وخود دران لشکر نباشند۔

[حجِ نبوی/ حجۃ الوداع]

وحج گزاردند آنحضرت ﷺ بعد از انکہ حج فرض شد یکبار، وقبلِ ازان دوبار حج گزاردہ بودند۔ وبیرون آمدند از خانۂ خود در حجۃ الوداع در روزِ شنبہ بعد از آنکہ شانہ کردند وروغن وخوشبوی در بدن مالیدند، پس فرود آمدند بذی الحلیفہ، وآنجا شب گذرانیدند وفرمودند: امشب بمن آیندہ آمد از جانب پروردگارِ من وگفت: نماز کن درین وادئ مبارک وبگو: عمرۃ فی حجۃ. حاصل معنی این کلمہ آن است کہ نیتِ حج وعمرہ ہردو کن، واین را در فقہ قِران گویند۔ پس آنحضرت ﷺ احرامِ ہردو بستند، وداخل شدند در مکہ معظمہ روزِ یکشنبہ وقتِ صبح از جانب کداء وطواف کردند برائ قدوم پس پویہ پویہ رفتند دریں طواف سہ بارو باہستگی رفتند چہار بار، بعد ازان بیرون آمدند بسوئ صفا وسوارہ میدویدند در وسطِ وادی، بعد ازان امر کردند کسانی را کہ ہدئ ہمراہِ خود نیاوردہ بودند بانکہ فسخ کنند نیتِ حج را وعمرہ تمام کنند۔ وفرود آمدند بجانبِ بالا از حجون، پس چون روزِ ترویہ

Marfat.com

رسید، وان تاریخ ہشتم است از ماه ذی حجه، متوجه شدند بسوی منیٰ، پس آنجا نمازِ ظہر وعصر ومغرب و عشا خواندند وشب آنجا ماندند ونمازِ صبح نیز گزاردند۔ وچون آفتاب طلوع کرد روان شدند بسوی عرفه، وپیش از رسیدنِ آنحضرت ﷺ بعرفه خیمه برای آنحضرت ﷺ در وادی نمره، که طرف وادی عرفات است، زده بودند، پس درآن خیمه فرود آمدند تاوقتیکه آفتاب از وسطِ آسمان زائل شد، آنگاه خطبه فرمودند ونمازِ ظہر وعصر با جماعة جمع کردند بیک اذان ودو اقامت۔ بعد ازان روان شدند بسوی موقف، که وسطِ وادیٔ عرفات است، وآنجا پیوستهٔ دعا وتہلیل میگفتند تا آنکه غروب شد آفتاب۔ بعد ازان روان شدند بسوی مزدلفه بعدِ غروب و آنجا شب گذرانیدند ونمازِ صبح گزاردند۔ بعد ازان وقوف کردند در مشعر الحرام تا آنکه روشن شد وقت۔ بعد ازان روان شدند پیش از طلوعِ آفتاب بسوی منیٰ، پس انداختند در جمرة العقبه هفت سنگریزه ودر هریکی از ایامِ تشریق می انداختند پیاده ہرسه جمره را هفت هفت سنگریزه، ابتداء می کردند بآن جمره که متصلِ خیف است، وخیف زمینِ نشیب را گویند، ومراد اینجا جای است که مسجدِ منیٰ دران واقع است۔ بعد ازان بجمرهٔ میانه، بعد ازان بجمرهٔ عقبه، ودرازی کردند دعا را نزدیکِ جمرهٔ اولیٰ وثانیه۔ وآنحضرت ﷺ نحر کردند در اول روز از ایامِ منیٰ وروان شدند بسوی کعبه وطواف کردند هفت شوط۔ بعد ازان بسقایه آمدند، وآنجای است که آبِ زمزم دران جمع می کنند، پس آنجا آب خواستند وتناول فرمودند، بعد ازان بمنیٰ رجوع کردند۔ چون سیوم روز شد از ایامِ تشریق کوچ کردند وبمحصب فرود آمدند۔ واز آنجا امر کردند عائشه رضی الله عنہا را که از تنعیم احرام بسته عمره تمام کند۔ بعد ازان امر فرمودند لشکر را بکوچ کردن، وطوافِ وداع کردند ومتوجه شدند بسوی مدینه۔

اما عمرہای آنحضرت ﷺ پس چهار بودند: همه در ماهِ ذی قعده۔

Marfat.com

[بیانِ حلیہ شریف]

بودند آنحضرت ﷺ میانہ قد، سفید رنگ آمیختہ بسرخی، درمیانِ ہردو شانۂ آنحضرت ﷺ قدری بُعد بود، موئ آنحضرت ﷺ می رسیدند بنرمۂ گوش، وبحدِ پیری نرسیدہ بودند، وددرسروریشِ آنحضرت ﷺ بیست موئ سفید بودند پرروشن، می درخشید روئ آنحضرت ﷺ مانندِ ماہِ شب چہاردہم، نیک تن ومعتدل بدن بودند۔ اگر خاموش میشدند ظاہرمی شد برآنحضرت ﷺ مہابت وبزرگی، واگرسخن می گفتند ظاہر میشد برآنحضرت ﷺ لطف وتازگی۔ اگرکسی از دوری می دید جمال ونازکی ادراک می کرد، واگرازنزدیک می دید ملاحت وشیرینی می فہمید۔ شیرین گفتار بودند آنحضرت ﷺ ۔وکشادہ پیشانی، درازوباریک ابرو غیرپیوستہ، بلند بینی، نرم رخسارہ، کشادہ دہان، روشن وکشادہ دندان، میانِ دوشانۂ آنحضرت ﷺ خاتمِ نبوت بود۔ می گفت صفت کنندۂ آنحضرت ﷺ کہ ندیدہ ام پیش ازآنحضرت ﷺ ونہ بعدِ آنحضرت ﷺ مثلِ آنحضرت ﷺ ۔

[اسماءِ مبارکہ]

وآنحضرت ﷺ فرمودند: نامِ من محمد است، واحمد، وماحی کہ بسببِ من نابودمی کند خدا تعالیٰ کفررا، وحاشرکہ پیش ازہمہ محشورخواہم شد، وعاقب کہ بعدِ من ہیچ نبی نخواہد شد۔ ودر روایتِ دیگر مقفّی، ونبی التوبہ، ونبی الرحمہ، ونبی الملحمہ نیز آمدہ ۔وخدای تعالیٰ آنحضرت ﷺ رامسمّیٰ ساخت بہ بشیر، ونذیر، ورؤف، ورحیم، ورحمۃ للعالمین، ومحمد، واحمد، وطٰہٰ، ویٰس، ومزمل، ومدثر، وعبد درآیۂ سبحٰن الذی اسریٰ بعبدہ لیلاً، وعبداللہ درآیۂ وانہ لما قام عبداللہ یدعوہ، ومنذر درآیۂ انما انت منذر ۔واسماءِ دیگر نیز علماء ذکرکردہ اند۔ واین اسماء ہمہ بیانِ صفاتِ آنحضرت ﷺ است۔

Marfat.com

[اخلاقِ نبوی]

وسوال کردہ شد عایشہ رضی اللہ عنہا از خُلقِ آنحضرت ﷺ گفت: بود خُلقِ آنحضرت ﷺ قرآن مجید، خشم می آمدند بروفقِ غضبِ قرآن، وخوشنودی شدند برحسبِ خوشنودیٔ قرآن، وخشم نمی آمدند برائ نفسِ خود، انتقام نمی کشیدند برائ نفسِ خود۔ لیکن وقتیکہ ضائع کردہ می شد حقی از حقوقِ خدا تعالیٰ، انتقام می کشیدند محض برای خدا۔ وچون بہ خشم می آمدند ہیچکس تابِ خشمِ آنحضرت ﷺ نمیداشت۔

وبودند آنحضرت ﷺ شجاع ترین مردم، وسخی ترین، وکریم ترینِ ایشان۔ ہرگز نبود کہ سوال کردہ شوند چیزی پس گویند نمید ہم۔ وشب نمی ماند در خانۂ آنحضرت ﷺ دیناری ونہ درہمی، واگر باقی می ماند چیزی ونمی یافتند کسی راکہ بگیرد وبنا گاہ شب می شد ہرگز بخانۂ خویش نمی آمدند تا آنکہ بریٔ الذمہ شوند ازان چیز وبرسانند آنرا بمستحقان۔ وہرگز نمی گرفتند ازانچہ اللہ تعالیٰ عطا کردہ بود یعنی مالِ بیت المال مگر قُوتِ یکسالۂ اہلِ خود از ارزان ترجنسی کہ بدست می آمد مثلِ خرما وجو، بعد ازان ایثار می کردند دیگران راز قوتِ اہلِ خود تا آنکہ احیاناً محتاج می شدند بقوت پیش از گذشتنِ سال۔

وآنحضرت ﷺ بودند راست گوترینِ مردم در سخن گفتن، ووفا کنندہ ترینِ ایشان در عہد، ونرم ترینِ ایشان در خصلت، ونیکوترینِ ایشان در صحبت، وحلیم ترینِ مردم، وباحیاتر از دخترِ ناکدخدا کہ در پردۂ خود باشد وفرو اندازۂ نظر بر زمین، بود نظر آنحضرت ﷺ بسوی زمین زیادہ تر از نظرِ آنحضرت ﷺ بسوی آسمان، بیشتر نگریستنِ آنحضرت ﷺ بگوشۂ چشم بود۔ وبودند بسیار ترینِ مردم باعتبارِ تواضع، قبول میفر مودند دعوتِ کسی کہ دعوت کند، غنی باشد یا فقیر، آزاد باشد یا بندہ۔ ومشفق ترینِ مردم بر خلق اللہ۔ کج می ساختند آوند را برای گربہ پس بر نمیداشتند آنرا تاوقتیکہ سیراب شود آن گربہ از غایتِ شفقت۔

Marfat.com

وبودند عفیف ترینِ مردم، یعنی شہوات ولذات بر نفسِ نفیس غالب نبودند، وبسیار ترینِ مردم در گرامی داشتنِ یارانِ خود، درازنمی کردند پای مبارکِ خود را در میانِ ایشان، وجای را فراخ می ساختند چون بسبب ازدحام تنگ می شد، وزانوی آنحضرت ﷺ پیشتر نمی شدند از زانوی ہمنشینِ خود۔ ہر کہ آنحضرت ﷺ را بناگاہ دیدی ہیبت خوردی، وہر کہ صحبت داشتی نہایتِ محبت بہم رسانیدی۔ آنحضرت ﷺ را رفیقان بودند کہ پیوستہ گرداگردِ آنحضرت ﷺ بودندی، اگر آنحضرت ﷺ چیزی میفرمودند ایشان خاموش شدندی تا سخنِ آنحضرت ﷺ شنوند، واگر بچیزی امر میفرمودند شتاب کردندی بسوی فرمانِ آنحضرت ﷺ۔

ابتدا بہ سلام می کردند باہر کہ ملاقات می نمودند، وتزین وتجمل میکردند برای ملاقاتِ یارانِ خود، یعنی بلباس وشانہ ومثل آن۔ وخبری گرفتند از اصحاب، وسوال میکردند از احوالِ ایشان، پس اگر کسی بیمار بودی عیادتِ وی میکردند، واگر در سفر رفتہ بودی برای او دعا می کردند، واگر مردہ بودی درحقِ وی انا للہ وانا الیہ راجعون می گفتند، واز پسِ او دعا می فرستادند، واگر از کسی معلوم می کردند کہ آزردہ شدہ است بسوی او میرفتند تا آنکہ داخل شوند بروی در خانہ وی۔ وبیرون می آمدند بسوی باغہای یارانِ خود، ومیخوردند ضیافتِ ایشان را، واستمالت می کردند دلِ اشرافِ قوم را، وگرامی میداشتند اہلِ فضل را، ودریغ نمیداشتند تازہ روی از ہیچکس، وقبول می کردند عذرِ عذر آرندہ۔ توانا وناتوان نزدیکِ آنحضرت ﷺ در سخنِ راست گفتن یکسان بودی، ونمیگذاشتند ہیچکس را کہ پسِ پشتِ آنحضرت ﷺ راہ رود، میفرمودند: بگذارید پشتِ مرا برای فرشتگان، ونمی گذاشتند ہیچکس را کہ پیادہ رود ہمراہِ آنحضرت ﷺ وقتی کہ سوارہ میرفتند تا آنکہ او را نیز سوار کنند، پس اگر وی از سوار شدن امتناع کردی، میفرمودند: از من پیشتر رو تا مقامِ مطلوب۔

خود خدمت می کردند کسی را کہ خادمِ آنحضرت ﷺ بودی، وآنحضرت را ﷺ غلامان

Marfat.com

وکنیزکان بودند، وآنحضرت ﷺ بران جماعہ بلندی وتمیزنمی کردند در خوردنی وپوشیدنی۔ انس گفت رضی اللہ عنہ کہ خدمت کردم آنحضرت ﷺ را قریب دہ سال، پس قسم بخدا کہ صحبت نداشتم با آنحضرت ﷺ در حضر ونہ در سفر مگر خدمت آنحضرت ﷺ مرا بسیار بود از خدمتِ من آنحضرت ﷺ را، وہیچگاہ نگفتند مرا اف، وآن کلمۂ تنگدلی وناخوشی است، ونفرمودند چیزی را کہ کردم چرا کردی ونہ چیزی را کہ نکردم چرا نکردی۔

وبودند آنحضرت ﷺ در سفری پس امر کردند بدرست ساختنِ گوسفندی۔ پس شخصی گفت: ذبحِ این برذمۂ من، دیگری گفت: پوست کندنِ این برذمۂ من، دیگری گفت: پختنِ این برذمۂ من۔ آنحضرت ﷺ فرمودند: ہم آوردنِ ہیمہ برذمۂ من۔ آنجماعۃ عرض کردند کہ بجای آنحضرت ﷺ ما این کار را کفایت کنیم۔ فرمودند: میدانم کہ شما بجای من کفایت توانید کرد ولیکن من نمی پسندم آنکہ تمیز کنم وبلندی جویم برشما، ہر آئینہ حق تعالیٰ مکروہ میدارد از بندۂ خود این خصلت را کہ متمیز باشد از میانِ یارانِ خود۔ بعد ازان ایستادند وجمع کردند ہیمہ را۔

وبودند آنحضرت ﷺ در سفری پس فرود آمدند از اشتر بسوی نماز، بعد ازان رجوع کردند بسوی شتر، پس بعض اصحابِ آنحضرت عرض کردند: یا رسول اللہ! کجا میروید؟ فرمودند: میخواہم کہ بندکنم پای شترِ خود را۔ عرض کردند کہ ما بندکنیم پای اورا۔ فرمودند نباید کہ کسی از شما مدد طلبد از مردان اگرچہ در یک پارہ از مسواک باشد۔

وآنحضرت ﷺ نمی نشستند ونمی برخاستند مگر باذکر اللہ تعالیٰ۔ وچون میرسیدند بجماعتی می نشستند ہمانجا کہ منتہی میشد مجلس، یعنی اول کہ بمجلس رسیدند ہمانجا می نشستند وقصدِ صدرِ مجلس نمیکردند، وبہمین خصلت امرمی کردند مسلمین را۔

ہریکی را از ہمنشینانِ خود نصیب وی میدادند، یعنی بحسبِ حالِ ہرکسی اکرام وتوجہ مبذول

Marfat.com

میداشتند، نمیدانست ہمنشینِ آنحضرت ﷺ کہ کسی گرامی ترست از وی نزدیکِ آنحضرت ﷺ، یعنی بوجہی باہر یکی بشاشت می کردند کہ ہر کسی میدانست کہ وی گرامی تراست۔ واگر کسی با آنحضرت ﷺ می نشست آنحضرت ﷺ برنمیخاستند ازان مجلس تا آنکہ آن شخص برخیزد مگر آنکہ ضرورتی پیش آید، پس طلبِ اذن می کردند از وی۔ ورو بروی کسی نمیگفتند آنچہ وی ناخوش دارد۔ ومقابلہ نمیکردند بدخوئی وبی ادبی کسی را بمانندِ آن بلکہ عفوی کردند ودرمی گذشتند۔

وعیادتِ بیماران میکردند۔ وفقیران رادوست میداشتند وبا ایشان ہمنشینی میکردند، وبر جنازۂ ایشان حاضر میشدند، وحقیر نمیدانستند ہیچ فقیر رابسببِ فقرِ او۔ وہیبت نمی خوردند از ہیچ پادشاہ بسبب پادشاہی او۔ وبزرگ می داشتند نعمتِ الٰہی را اگرچہ اندک باشد، وبنکوہش یاد نمی کردند ازان نعمت ہیچ خصلت را۔ ہرگز عیب نمیکردند ہیچ طعام را، اگر رغبتِ آن داشتند تناول کردند والا ترک نمودند۔ وخبرداریٔ احوالِ ہمسایہ میکردند وہمانرا گرامی میداشتند۔

وبودند آنحضرت ﷺ زیادہ تر از ہمہ مردم در تبسم وبہترینِ ایشان در تازہ روی۔ ہیچ وقت بر آنحضرت ﷺ نمیگذشت درغیر عمل برای خدایتعالیٰ یا اشتغال بحاجتِ ضروری۔ واختیار دادہ نشدند درمیانِ دو چیز مگر اختیار کردند آسان ترینِ آنہا الا آنکہ دروی قطعِ رحم شد۔ واگر قطعِ رحم می بود از وی دورترینِ مردم بودندی، یعنی بابلغ وجوہ از وی احترازمی کردند۔

میدوختند پاپوشِ خود را، وپیوند میکردند جامۂ خود را، وسوار میشدند براسپ واشتر ودرازگوش۔ وردیف می ساختند پسِ پشتِ خود غلام وغیرآن را۔ ومسح می کردند روئ اسپ خود را بگوشۂ آستینِ خود یا بگوشۂ چادرِ خود۔

وآنحضرت ﷺ دوست میداشتند فال را، وناپسندمی کردند طیرہ را۔ وفال عبارت ازان است کہ کسی چون بکاری متوجہ شود وکلمۂ نیک بگوشِ وی رسد مثل یاراشد ویا سالم، باستماع

Marfat.com

آن خوشوقت شود۔ وطیرہ عبارت از شگونِ بد است کہ از گذشتنِ حیوانات بجانبِ راست وچپ یا آواز کردن زاغ ومانندِ آن گیرند۔

وچون حاصل می شد چیزی کہ آنرا دوست میداشتند میفرمودند: الحمدلله رب العالمین۔ وچون حاصل میشد چیزی کہ آنرا ناپسندی کردندی فرمودند: الحمدلله علی کل حال۔ وچون بعد فراغ از طعام از حضورِ آنحضرت ﷺ طعام برداشتہ می شد میفرمودند: الحمدلله الذی اطعمنا وسقانا وارواناو جعلنا من المسلمین.

بیشتر نشستنِ آنحضرت ﷺ روبقبلہ بودی۔ بسیاری کردند ذکر وکم می گفتند سخنِ بیہودہ۔ ودرازی کردند نماز را، وکوتاہ می ساختند خطبہ را، وطلبِ مغفرت می کردند از خدا تعالیٰ در یک مجلس صد مرتبہ۔ وشنیدہ می شد سینۂ مبارک را در حالِ نماز آوازی مثلِ آواز جوشِ دیگِ مس بسببِ بکا۔ وآنحضرت ﷺ روزہ می داشتند روزِ دوشنبہ وروزِ پنجشنبہ وسہ روز از ہر ماہ وروزِ عاشورا، وکم بود کہ روزِ جمعہ بی روزہ باشند، ودر ہیچ ماہی بیرونِ رمضان چندان روزہ نمیداشتند کہ در شعبان۔

ویکی از خواصِ آنحضرت ﷺ آن بود کہ در خواب می رفتند چشمان آنحضرت ﷺ ونمی خفت دلِ آنحضرت ﷺ بسببِ انتظار وحی ومتوجہ شدن بجانبِ قدس۔ چون آنحضرت ﷺ می خفتند شنیدہ می شد دمِ آنحضرت ﷺ، وغطیط از آنحضرت ﷺ ظاہر نمی شد، وآن صوتِ منکر است کہ از بعض خفتگان شنیدہ می شود۔ وچون میدیدند در خواب چیزی کہ پسندنمی کردند می گفتند: هو الله لا شریک له۔ وچون بمحل خفتن آرام می گرفتندمی گفتند: رب اقنی عذابک یوم تبعث عبادک۔ وچون بیداری شدندی گفتند: الحمدلله الذی احیانابعد ما اماتنا والیه النشور۔

Marfat.com

ونمی خوردند صدقہ وتناول می کردند ہدیہ را، وصدقہ آن است کہ برای طلب ثواب بفقیر ان دہند وخصوصیتِ این شخص منظور نباشد۔ وہدیہ آن است کہ برای اکرامِ این شخص باشد۔ واگر کسی ہدیہ بخدمتِ آنحضرت ﷺ می فرستاد آنحضرت ﷺ بمقابلۂ آن مثلِ آن یا بہتر ازآن بآن شخص عنایت می کردند۔ وتکلف نمی کردند درخوردنی، ودروقتِ فاقہ وشدتِ جوع سنگ می بستند برشکمِ خودتا بیطاقت نشوند۔

خدایتعالیٰ آنحضرت را ﷺ کلیدِ خزانہ ہائ زمین عطا کردہ بود، پس آنرا قبول نکردندو آخرت رااختیارنمودند۔ وآنحضرت ﷺ خوردہ اندنان باسرکہ وفرمودند: نیک نانخورش است سرکہ وخوردہ اندگوشتِ ماکیان وحباریٰ، وآن طائری است معروف۔ ودوست می داشتند کدورا وگوشتِ دستِ بزوفرمودند: بخوریدزیت ودربدن مالیداورا، ہر آئینہ کہ وی درختِ مبارک است۔ وآنحضرت ﷺ میخوردند بسہ انگشت، وبعد فراغ می لیسیدند آن انگشتان را۔ وآنحضرت ﷺ خوردہ اند نانِ جورا باخرمائ خشک وخربزہ باخرمائ تروبادرنگ راباخرمائ تروخرمارابامسکہ۔ ورغبت میداشتند باشیرینی وشہد۔ وآب نشستہ میخوردندودرمیانِ آب نوشیدن سہ بارآوندراازدہن جدا کردہ دم میگرفتند۔ وچون میخواستند کہ آبِ باقی ماندہ رابا صحاب عنایت کننداز جانبِ راستِ خود شروع می کردند۔ یکبار شیر آشامیدندآنگاہ فرمودند: ہرکہ چیزی ازماکولات خوردبایدکہ بگوید: اللھم ارزقنا خیرا منہ۔ وہرکہ شیر آشامد بایدکہ بعدازان بگوید: اللھم بارک لنا فیہ وزدنا منہ۔ وفرمودند: نیست چیزی کہ کفایت کند بجائ خوردنی ونوشیدنی ہردوغیرِ شیر۔

وآنحضرت ﷺ می پوشیدند جامہ پشمین، ودرپامی کردندنعل دوختہ وپیوند کردہ، وتکلف نمیکردند درپوشیدنی۔ وبہترین جامہ ہانزدیک آنحضرت ﷺ قمیص بود۔ وچون جامۂ نو

Marfat.com

می پوشیدندمی گفتند: اللهم لک الحمد کما البسته واسئلک خیره وخیر ما صنع لــه ۔وخوش میشدند از جامہ ہای سبز۔ واحیانا یک چادری پوشیدند کہ جزان بر آنحضرت ﷺ نبود، می بستند دو گوشۂ او رامیانِ دوشانۂ خود، ونماز گزاردند در آن یک چادر باین کیفیت۔ وآنحضرت ﷺ دستاری بستند وی گذاشتند یک طرفِ آنرا در میانِ دوشانۂ خود یعنی شملہ۔ وی پوشیدند روزِ جمعہ چادرِ سرخ، بعضی گفتہ اند آن چادر مخطط بود بخطوطِ سرخ۔ وی پوشیدند انگشتری از سیم، کہ نقشِ آن محمد رسول الله بود، در خنصرِ دستِ راست وگاہی در خنصرِ دستِ چپ۔ خنصر نامِ خوردترینِ انگشتان است۔

ودوست میداشتند خوشبو را، وناخوش میشدند از بوی بد۔ وی فرمودند: ہر آئینہ اللہ تعالیٰ نہادہ است لذتِ من در زنان وخوشبو وگردانیدہ است سردیٔ چشمِ من در نماز۔ واز اجناسِ خوشبو استعمال می کردند غالیہ وآن خوشبوی است مرکب ونیز مشک را تنہا۔ وبخوری گرفتند از عود وکافور۔ و سرمہ میکردند باثمد، وآن قسمِ اعلیٰ است از اقسامِ سرمہ۔ وگاہی سرمہ می کشیدند سہ بار در چشمِ راست ودوبار در چشمِ چپ۔ وگاہی سرمہ می کردند در حالتِ صوم۔ و بسیار استعمال میکردند دہن رادر سر وریشِ خود۔ واستعمال دہن می کردند یک روز درمیان، وسرمہ میکردند برعایتِ عددِ طاق۔ و دوست میداشتند ابتدا کردن از جانب راست در شانہ کردن ونعلین پوشیدن وطہارت کردن ودر ہمہ کار۔ ونظر می کردند در آئینہ۔ ودر سفر از آنحضرت ﷺ جدانمی شد چند چیز: شیشۂ دہن وسرمہ دان وآئینہ وشانہ ومقراض ومسواک وسوزن ورشتہ۔ وآنحضرت ﷺ مسواک می کردند شی سہ بار: پیش از آنکہ بخواب روند، وبعد خواب چون بتہجد برمیخاستند، ووقتِ برآمدن برای نمازِ صبح۔ وآنحضرت ﷺ حجامت می کردند، یعنی خون می کشانیدند۔

وآنحضرت ﷺ مزاح می کردند ونمی گفتند در مزاح مگر سخنِ راست۔ یکبار شخصی

Marfat.com

بخدمتِ آنحضرت ﷺ آمد و گفت: یارسول اللہ! ﷺ سوار کن مرا بر شترِ۔ فرمودند: سوار کنم ترا بر بچۂ مادۂ شتر۔ گفت: بچہ مرا نتواند برداشت۔ آنزمان وی را گفتند نمیباشد شتر مگر بچہ مادۂ شتر۔ و دیگر بار زنی بخدمتِ آنحضرت ﷺ آمد و گفت: یارسول اللہ ﷺ! شوہرِ من بیمار است و وی حضرت را ﷺ می طلبد۔ فرمودند: ہمانا شوہرِ تو آن است کہ در چشمِ وی سفیدی است، مرادِ آنحضرت ﷺ سفیدی بغولہ چشم بود۔ وآن زن سفیدیٔ مذموم کہ مانعِ نظر باشد فہمید۔ پس بازگشت آن زن وبکشاد چشمِ شوہرِ خود۔ شوہرش گفت: ترا چہ شد کہ چشمِ من می کشائی؟ گفت: خبر دادہ است مرا آنحضرت ﷺ کہ در چشم تو سفیدی است۔ شوہر گفت ہیچکس نیست الا در چشم وی سفیدی است۔ وزنِ دیگر بخدمتِ آنحضرت ﷺ عرض کرد: یارسول اللہ! دعا کن بجنابِ خدا تعالیٰ تا مرا در بہشت داخل کند۔ فرمودند: ای امِ فلان! در بہشت ہیچ پیرِ زال داخل نخواہد شد۔ پس آن زن گریہ کنان از مجلسِ آنحضرت ﷺ بازگشت۔ فرمودند: اورا خبر دہید کہ داخل نخواہد شد در بہشت در حالتِ پیری، یعنی از سر نو جوان خواہد شد۔ ودر حالتِ جوانی در بہشت درآید۔ ہر آئینہ خدا تعالیٰ میفرماید: **انا انشانا ھن انشاء فجعلنا ھن ابکارا عربا اترابا**۔ معنی این آیت بحسب اقتضای این حدیث چنین باشد کہ ما پیدا کنیم مومنات را پیدا کردنِ دیگر یعنی در حشر پس گردانیم ایشانرا دختران جوان۔ واللہ اعلم۔

[ازواجِ مطہرات]

۱- آنحضرت ﷺ نخست در عقدِ نکاح آوردند خدیجہ بنت خویلد را، وسابقا این قصہ مذکور شد۔

۲- بعد ازان سودہ بنت زمعہ را، ووی نزدیکِ آنحضرت ﷺ پیر شد وآنحضرت ﷺ خواستند کہ طلاق دہند وی را پس نوبتِ خود بعایشہ رضی اللہ عنہا داد وگفت: مرا بمردان ہیچ

Marfat.com

کار نیست، مقصودِ من آنست که برانگیخته شوم در ازواجِ آنحضرت ﷺ۔

۳- بعد ازان عائشہ بنت ابی بکر صدیق را بنکاح آوردند در مکہ پیش از ہجرت بدو سال، وبقولی پیش از ہجرت سہ سال، در ماہِ شوال، ووی آنوقت شش سالہ بود، وہمبستر ساختند آنحضرت ﷺ وی را در مدینہ در ماہِ شوال سالِ دوم از ہجرت ووی نہ سالہ بود، وآنحضرت ﷺ وفات یافتند ووی ہیژدہ سالہ بود۔ ووی وفات یافت بمدینہ ہفدہم رمضان سنہ پنجاہ وہشتم وور بقیع مدفون شد۔ وغیرِ این نیز نقل کردہ اند۔ وآنحضرت ﷺ ہیچ بکر را بجز عائشہ تزوج نکردہ اند۔ وکنیتِ وی امِ عبداللہ است۔

۴- بعد ازان حفصہ بنت عمر فاروق را بنکاح آوردند۔ بروایتی آمدہ کہ آنحضرت ﷺ وی را طلاق دادند پس نازل شد جبرئیل وگفت کہ خدایتعالیٰ شمارا میفرمایدکہ رجعت کنید زیرا کہ حفصہ بسیار روزہ دار ونماز گزار است۔ وبروایتی آمدہ کہ آنحضرت ﷺ رجعت کردند بجہتِ مہربانی بر عمر رضی اللہ عنہ۔ واللہ اعلم۔

۵- وبنکاح آوردند امِ حبیبہ بنت ابی سفیان را، ووی دران وقت در حبشہ بود، ومہر داد اورا از طرفِ آنحضرت ﷺ نجاشی پادشاہِ حبشہ چار صد دینار، ومتولیٔ نکاحِ او شد عثمان بن عفانؓ وبقولی خالد بن سعید بن العاص۔ ووفات یافت سال چہل وچہارم۔

۶- وبنکاح آوردند امِ سلمہؓ را۔ ووفاتِ وی سال شصت ودوم واقع شد، ووی آخرینِ ازواجِ آنحضرت است ﷺ دروفات۔ وبقولی آخرینِ ہمہ میمونہ بودہ است۔

۷- وبنکاح آوردند زینب بنت جحش را۔ ووی دخترِ عمۂ آنحضرت ﷺ بود۔ اولاً درعقدِ نکاحِ زید بن الحارثہ مولیٰ آنحضرت ﷺ آمد، بعد ازان وی طلاقش داد۔ آنگاہ در ازواجِ طاہرات داخل شد۔ وفات یافت بمدینہ سالِ بستم۔ ووی اولینِ ازواجِ آنحضرت

Marfat.com

ﷺ دروفات بعد از آنحضرت ﷺ۔ و اولین کسی است کہ برداشتہ شد بر نعش۔ مراد از نعش آن است کہ بر جنازہ چوبی چند مضبوط ساختند بشکل گہوارہ تا باستر باشد۔

۸-و بنکاح آوردند جویریہ بنت حارث را۔ و وی در غزوہ بنی مصطلق اسیر شدہ بود پس در حصۂ ثابت بن قیس افتاد، او مکاتبش ساخت، پس بخدمتِ آنحضرت ﷺ آمد تا چیزی از مبلغِ کتابت سوال کند، و او زنِ خوش شکل بود۔ آنحضرت ﷺ فرمودند: آیا نکنم بہتر از زین، ادا کنم از جانبِ تو مالِ کتابت و بزنی خواہم ترا۔ وی باین معنی راضی شد۔ پس آنحضرت ﷺ آن مبلغ ادا ساختند و بنکاح آوردند۔ وفات یافت سال پنجاہ و ششم۔

۹-و بنکاح آوردند صفیہ را۔ و وی از اولادِ حضرت ہارونؑ بود، اسیر شد در غزوۂ خیبر، پس آنحضرت ﷺ آزادش کردند، و آزاد کردن مہرِ او ساختند۔ وفات یافت سال پنجاہم۔

۱۰-و بنکاح آوردند میمونہ را۔ و وی خالۂ خالد بن الولید و عبداللہ بن عباس است۔ وفات یافت ہمانجا کہ آنحضرت ﷺ آنجا اورا بنکاح آوردہ بودند۔ نامِ آن موضع سرف است۔ سالِ پنجاہ و یکم، و بقولی سالِ شصت و ششم، و بر تقدیرِ اخیر آخرِ ازواجِ آنحضرت ﷺ باشد در وفات۔

و این جماعۂ مذکورات آنانند کہ آنحضرت ﷺ از سرِ ایشان انتقال کردہ بودند، و ایشان بعدِ آنحضرت ﷺ باقی ماندہ بودند غیرِ خدیجہ۔

۱۱-و بنکاح آوردند زینب بنت خزیمہ را سالِ سیم از ہجرت، و نزدِ آنحضرت ﷺ زندہ نماند مگر اندکی، دو ماہ یا سہ ماہ، آنگاہ وفات یافت۔

و بجز ایشان جماعہ بودند کہ آنحضرت ﷺ آنہا را بنکاح آوردند یا خطبہ کردند و این امر بانجام نرسید:

۱-از آنجملہ فاطمہ بنت ضحاک: آنحضرت ﷺ علیہ وآلہ وسلم اورا بنکاح آوردند و

Marfat.com

چون آیۂ تخییر نازل شد وی را مخیّر کردند در انکه در صحبتِ آنحضرت ﷺ باشد یا دنیا اختیار کند۔ وی دنیا را اختیار کرد۔ پس آنحضرت ﷺ اورا جدا ساختند۔ بعد ازان پشکِ شتر التقاط می کرد وی گفت: من بدبختم کہ اختیار کردم دنیارا۔

۲- واز انجملہ شراف، خواہرِ دحیہ کلبی، بزنی خواستند و را او دخول نکردند۔

۳- وخولہ بنت ہزیل: و وی ہمانست کہ بخشیدہ نفسِ خود را آنحضرت ﷺ، یعنی بغیرِ مہر در نکاح آمد، وبقولی بخشندۂ نفسِ خود امِ شریک بود۔

۴- واسماءِ جونیہ: گویند چون آنحضرت ﷺ خواستند کہ دست بوی رسانند گفت: اعوذ باللہ منک؛ بخدامی پناہم از تو۔ پس آنحضرت ﷺ مفارقت کردند

۵-۷: وعمرہ بنت یزید؛ وزنی از غفار؛ وعالیہ بنت ظبیان۔ واین ہمہ را طلاق دادند قبل از دخول۔

۸- وبنت الصلت: و وی بمرد پیش از انکہ آنحضرت ﷺ بوی نزدیک شوند۔

۹- وزنی دیگر: چون آنحضرت ﷺ خواستند کہ نزدیک شوند فرمودند: ھبی لی نفسک؛ نفسِ خود بمن دہ۔ گفت: ہیچ زنِ رئیسہ نفسِ خود را بابازاری مید ہد۔ پس آنحضرت ﷺ اورا جدا ساختند۔

۱۰- وخطبہ کردند زنی را پس پدرش گفت کہ وی داغِ سفید دارد و بوی ہیچ علت نبود، چون رجوع کرد داغِ سفید یافت۔

۱۱- وخطبہ کردند زنی را از پدرش وی صفتِ وی بیان کرد و گفت: زیادہ ازین آنست کہ گاہی بیمار نشدہ است۔ فرمودند: اورا نزدیک خدا ہیچ خبر نیست پس ترک کردند۔

[مہرِ ازواج]

وبود مہرِ ازواجِ آنحضرت ﷺ پانصد درہم ہر زنی را۔ واین قول اصح اقوال است،

Marfat.com

مگر صفیہ وامِ حبیبہ چنانکہ گذشت۔

[اولادِ آنحضرت ﷺ]

از اولادِ آنحضرت ﷺ یکے قاسم است، وکنیتِ آنحضرت ﷺ بنامِ وی بود، پس آنحضرت ﷺ را ابوالقاسم می گفتند۔

۲-وعبداللہ کہ طیب وطاہر ہر دو لقبِ وی است، وبقولی طیب غیر طاہر بود۔

۳-۶: وزینب ورقیہ وامِ کلثوم وفاطمہ خردترینِ دخترانِ آنحضرت ﷺ بود۔

این پسران مردند پیش از اسلام در طفولیت۔ ودختران وقتِ اسلام دریافتند ومسلمان شدند۔ واین جماعہ ہمہ از بطنِ خدیجہ بودند۔ بعد ازان از بطنِ ماریہ قبطیہ در مدینہ ابراہیم پیدا شد، وطفلِ ہفتاد روزہ شدہ درگذشت، وبقولی ہفت ماہہ وبقولی ہیزدہ ماہ۔

واولادِ آنحضرت ﷺ ہمہ درحیاتِ آنحضرت ﷺ وفات یافتند الا فاطمہ کہ وفاتِ وی بعدِ آنحضرت ﷺ بود بشش ماہ۔

پس زینب در نکاحِ ابی العاص بود، بزاد برای وی پسری علی نام کہ درحالت صغر درگذشت، ودختری امامہ نام کہ چون جوان شد امیر المومنین علی اورا بنکاح آوردند بعد از فاطمہ، و بعدِ علی مغیرہ بن نوفل بن الحارث بنکاح آورد واز وی پسری زاد یحییٰ نام۔

وفاطمہ رضی اللہ عنہا در نکاحِ امیر المومنین علی بود۔ بزاد برای وی حسن وحسین ومحسن ورقیہ وزینب وامِ کلثوم۔ محسن در صغر درگذشت، ورقیہ نیز قبلِ بلوغ درگذشت۔ وزینب را عبداللہ بن جعفر بنکاح آورد، پس بزاد برای وی پسری علی نام، ونزدیکِ وی بمرد۔

وامِ کلثوم را بنکاح آورد امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ پس پسری زید نام برای او بزاد۔ و بعدِ عمر عون بن جعفر بزنی خواست۔ بعد از وی محمد بن جعفر۔ بعد از وی عبداللہ بن جعفر۔

Marfat.com

ورقیہ بنت آنحضرت ﷺ نزدیکِ امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ بود۔ پس بزاد برای او پسری عبداللہ نام در صغرِ سن بگذشت۔ ورقیہ وفات یافت روزی کہ زید بن الحارث بشارتِ فتح بدر بمدینہ آورد۔ پس عثمان بعد از وی بنکاح آورد امِ کلثوم را۔ ووی نیز در عقد عثمان رضی اللہ عنہ متوفی شد در ماہِ شعبان سالِ نہم۔ وپیش از عثمان رقیہ نزدیکِ عتبہ وامِ کلثوم نزدیکِ عتیبہ ہردو پسران ابولہب بودند۔

[اعمام وعمات]

اسامی اعمام وعماتِ آنحضرت ﷺ: حارث، وقثم، وزبیر، وحمزہ، وعباس، و ابوطالب، وعبدالکعبہ، وحجل، وضرار، وغیداق، ابولہب، وصفیہ، وعاتکہ، واروی، وامِ حکیم، وبرہ، وامیمہ۔ ازین جماعۃ اسلام آوردند سہ کس: حمزہ، وعباس، وصفیہ۔

[موالی نبوی]

اسامی موالی آنحضرت ﷺ زید بن الحارثہ، وپسرِ وی اسامہ، وثوبان، وابوکبشہ ووی در بدر حاضر بود ودر روزی کہ عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ شدند وفات یافت، وانیسہ، وشقران بقولی وی را آنحضرت ﷺ وارث شدہ بودند از پدرِ خود، وبقولی وی را از عبدالرحمٰن بن عوف خرید کردند، ورباح، و یسار واو را عرنیون کشتند، وابورافع وی را عباس بخدمتِ آنحضرت ﷺ گذرانیدہ بود وقتی کہ خبرِ اسلامِ عباس رسانید آنحضرت ﷺ او را آزاد ساختند ودر نکاحِ وی دادند سلمیٰ را کہ مولاۃ آنحضرت ﷺ بود پس از وی پسری متولد شد عبداللہ نام کہ نویسندۂ امیر المومنین علی بود، وابوموہیہ، وفضالہ ووی بشام وفات یافت، ورافع۔ این جماعۂ مذکورین را آنحضرت ﷺ آزاد کردہ بودند۔

ومدعم کہ او را رفاعہ جذامی گذرانیدہ بود ووی کشتہ شد در غزوۂ وادی القریٰ، وکرکرہ واو را ہوذہ بن علی یمامی پیشکش فرستادہ بود آنحضرت ﷺ او را آزاد ساختند، وزید جدِ ہلال بن یسار، وعبید، وطہمان،

Marfat.com

وما بور قبطی از ہدیۂ مقوقس، وواقد یا ابوواقد، وہشام، وابوضمیرہ کی از فی بود وروزِ حنین اورا آزاد ساختند، و ابوعسیب احمر نام، وابوعبید، وسفینہ کہ نخست غلام امِ سلمہ بود بعد ازان اورا آزاد کرد وشرط نمود مادام کہ زندہ باشد خدمتِ آنحضرت ﷺ کند گفت: اگر شرط نمی کردی نیز مفارقتِ آنحضرت ﷺ نمیکردم، و ابوہند، وانجشہ کہ حدی میگفت شتران را، وابوامامہ۔ وبعض اہلِ سیر بیش ازین شمردہ اند۔

[کنیزکانِ نبوی]

اسامیٔ کنیزکانِ آنحضرت ﷺ: سلمٰی، وامِ رافع، ورضویٰ، وامیمہ، وامِ ضمیر، وماریہ، وشیرین، وامِ ایمن کہ برکہ نام داشت ودر کنار داشتہ بود آنحضرت ﷺ، وشش کس از بنی قریظہ، ومیمونہ بنت سعد، وخضرہ، وخویلہ۔

[خادمانِ نبوی]

اسامیٔ خادمانِ آنحضرت ﷺ: انس بن مالک، وہند واسماء دخترانِ حارثہ، وربیعہ بن کعب اسلمی، وعبداللہ بن مسعود، وعقبہ بن عامر، وبلال، وسعد، وذومخمر یا ذومخبر کہ برادرزادہ یا خواہرزادۂ نجاشی بود، وبکیر بن شداخ لیثی، وابوذر غفاری۔

[پاسبانِ نبوی]

اسامیٔ نگاہبانی کنندکانِ آنحضرت ﷺ: سعد بن معاذ روزِ بدر حراست کرد، وذکوان بن عبد قیس، ومحمد بن مسلمہ انصاری روزِ احد حراست کردند، وزبیر روزِ خندق، وعباد بن بشر وسعد بن ابی وقاص وابی ایوب وبلال در وادی القریٰ۔ وچون این آیت نازل شد واللہ یعصمک من الناس موقوف داشتند کہ کسی نگاہبانی کند۔

[سفیرانِ نبوی]

اسامیٔ ایلچیانِ آنحضرت ﷺ بجانب پادشاہانِ روزگار:

Marfat.com

۱- عمرو بن امیہ را بسوی نجاشی فرستادند، ونجاشی لقب کسی است کہ پادشاہ حبشہ باشد و نامِ وی اصحمہ بود، وترجمۂ اصحمہ بزبانِ عربی عطیہ باشد، پس نہاد نامۂ آنحضرت ﷺ بر دو چشمِ خود وفرود آمد از تخت ونشست بر زمین واسلام آورد، ووفات یافت در ایامِ حیاۃِ آنحضرت ﷺ سالِ نہم پس آنحضرت ﷺ غائبانہ بروی نمازِ جنازہ گزاردند۔

۲- ودحیہ کلبی را بسوی پادشاہِ روم، ووی ہرقل نام داشت، پس ثابت شد نزدیک وی بدلائل نبوتِ آنحضرت ﷺ وقصدِ اسلام کرد، وقومِ وی باوی موافقت نکردند، وترسید از انکہ اگر اسلام آرد سلطنتِ او نماند، پس باز ماند از اسلام۔

۳- وعبداللہ بن حذافہ بسوی کسریٰ، پادشاہِ فارس، پس کسریٰ پارہ پارہ کرد نامۂ آنحضرت ﷺ را، پس آنحضرت ﷺ فرمودند: خدایتعالیٰ پارہ پارہ کناد پادشاہی اورا، پس عنقریب کشتہ شد۔

۴- وحاطب ابن ابی بلتعہ را بسوئ مقوقس فرستاد، ومقوقس لقبِ کسی است کہ مصر واسکندریہ در تصرفِ او باشد، پس نزدیک آمد باسلام وہدیہ فرستاد بخدمتِ آنحضرت ﷺ ماریہ قبطیہ وشیرین واسترِ سفید کہ دلدل نام داشت، وبقولی ہزار دینار وبیست جامہ نیز۔

۵- وعمرو بن العاص را بسوی جیفر وعبداللہ پسرانِ جلندیٰ، پادشاہانِ عُمان، پس ہر دو مسلمان شدند ومانع نیامدند عمرو را از انکہ از رعیت زکوۃ گیرد ودرمیانِ ایشان قضا کند، پس عمرو درمیانِ ایشان می بود تا آنکہ آنحضرت ﷺ وفات یافتند۔

۶- وسلیط بن عمرو را بسوی ہوذہ بن علی، رئیسِ یمامہ، پس وی اکرامِ سلیط کرد و بخدمتِ آنحضرت ﷺ گفتہ فرستاد کہ چہ نیک چیزی است آنچہ شما بسوی وی میخوانید، ومن خطیبِ قومِ خود وشاعرِ ایشانم، پس مَرا بعض تصرف در امرِ خلافت دہید، پس آنحضرت ﷺ قبول

Marfat.com

نفرمودند و ہوذہ مسلمان نشد۔

۷-وشجاع ابن وہب را بسوی حارث غسانی پادشاہِ بلقا، کہ شہر بست از شام، پس برتافت نامۂ آنحضرت ﷺ وگفت: من بالشکر روانۂ آن جہت می شوم، پادشاہِ روم ازین معنی منع کرد۔

۸-ومہاجر بن امیہ را بسوی حارث حمیری در یمن فرستاد۔

۹-وعلاء بن الحضرمی را بسوی منذر بن ساویٰ، پادشاہِ بحرین، پس مسلمان شد۔

۱۰-۱۱: وابوموسیٰ اشعری ومعاذ ابن جبل را بسوئے یمن، پس مسلمان شدند رعیتِ یمن وپادشاہانِ ایشان بغیر قتال۔

[کاتبانِ نبوی]

اسامی نویسندگانِ آنحضرت ﷺ: خلفاءِ اربعہ، وعامر بن فہیرہ، وعبداللہ بن ارقم وابی بن کعب، وثابت بن قیس بن شماس، وخالد بن سعید، وحنظلہ بن ربیع، وزید بن ثابت ومعاویہ، وشرحبیل بن حسنہ۔

[نجبای نبوی]

اسامی نجبای آنحضرت ﷺ، یعنی آنانکہ بزیادتِ عنایت مخصوص بودند: خلفای اربعہ، وحمزہ، وجعفر، وابوذر، ومقداد، وسلمان، وحذیفہ، وعبداللہ بن مسعود، وعمار، وبلال۔

[عشرۂ مبشرہ]

اسامی عشرہ مبشرہ: خلفائے اربعہ، وسعد بن ابی وقاص، وزبیر بن العوام، وعبدالرحمٰن بن عوف، وطلحہ بن عبیداللہ، وابوعبیدہ بن الجراح، وسعید بن زید۔

[دوابِ نبوی]

اسامی دوابِ آنحضرت ﷺ: از اسپان دہ راس بودند، واینجا اختلاف ہم ہست:

Marfat.com

۱-سکب، و بروی روزِ احد سوار بودند، پیشانی و قوائمِ او سفید بودند الا دستِ راست کہ برنگ بدن بود و اور افر بہی مناسب و ہمواریٔ بدن بود، آنحضرت ﷺ بروی مسابقت کردند پس سبقت کردند و خوشوقت شدند۔

۲-و مرتجز، و ہمان است آنکہ خزیمہ بن ثابت در حقِ او گواہی داد۔

۳-ولزاز از ہدایای مقوقس۔

۴-ولحیف ہدیۂ ربیعہ۔

۵-وطرب ہدیۂ فروۂ جذامی۔

۶-وورد ہدیۂ تمیم داری۔

۷-۸-۹: وضریس و ملاوح و سبحہ کہ اورا از تاجرانِ یمن خرید کردہ بودند و سبقت کردند بر آن سہ بار پس دست رسانیدند بر روی وی و گفتند: ما انت الا بحر۔ و بحر اسپ کشادہ کام و جلدِ رو را گویند۔

واز استر سہ راس: ۱-دلدل از ہدایای مقوقس، و وی اول استری است کہ در اسلام بروی سوار شدند۔ ۲-و فضہ قبول فرمودند آنرا از ابی بکر صدیق۔ ۳-و ایلیہ ہدیۂ پادشاہِ ایلہ۔ و در سرکارِ آنحضرت ﷺ دراز گوشی بود کہ اور ا یعفور می گفتند و نقل کردہ نشدہ کہ از جنسِ گاو چیزی در سرکارِ آنحضرت ﷺ بودہ باشد۔

و آنحضرت را ﷺ بیست ناقۂ شیر دار بودند در غابہ، و آن موضعی است قریبِ مدینہ۔ و ہدیہ فرستاد بسوی آنحضرت ﷺ سعد بن عبادہ ناقۂ شیر دار از مواشی بنی عقیل۔ و نزدیکِ آنحضرت ﷺ ناقہ بود قصویٰ نام کہ بروی ہجرت کردہ بودند، و چون وحی نازل میشد ہیچ چیز برنمیداشت آنحضرت ﷺ را الا قصویٰ۔ گویند عضباء و جدعاء نیز نام وی است۔ یکبار روزی

Marfat.com

باشترِ اعرابی دوانیدند شتر سبقت کرد وآ ںمعنی بر مسلمانان شاق آمد۔ آنحضرت ﷺ فرمودند: لازم است بر اللہ تعالیٰ کہ ہیچ چیز از امورِ دنیا غالب نیابد الا وقتی اورا مغلوب سازد۔ ودر سرکارِ آنحضرت ﷺ صد راس از بزمی بود۔ وبزی بود کہ برای شیر خوردنِ آنحضرت ﷺ مخصوص مہیا کردہ بودند۔ وخروسی بود سفید۔

ونزدیک آنحضرت ﷺ نہ شمشیر بودند: از انجملہ ذوالفقار کہ از غنائمِ بدر از اموالِ بنی الحجاج بدست آمدہ بود وآنحضرت ﷺ بخواب دیدند گویا درطرفِ وی شکستی افتادہ است وتعبیر کردند کہ مسلمانان را ہزیمتی روخواہد داد، وآن صورت روزِ احد متحقق شد۔ وسہ شمشیر از اموالِ بنی قینقاع بدست آوردہ بودند: قلعی وبتار وحتف۔ واز انجملہ شمشیرہا مجذم ورسوب بود، ودیگری کہ از پدرِ خود میراث یافتہ بودند۔ وعضب کہ سعد بن عبادہ گزرانیدہ بود۔ وقضیب کہ وی اول شمشیری است کہ آنحضرت ﷺ اورا حمائل کردند۔

وپیش آنحضرت ﷺ چہار نیزہ بود۔ نامِ یکی مثنیٰ، وسہ نیزۂ باقی از بنی قینقاع بدست آمدہ بودند۔ ونیم نیزہ بود کہ برداشتہ می شد روبروئ آنحضرت ﷺ درعیدین۔ وچوبکی بود سرکج بقامتِ یکذراع۔ ونیم عصا کہ وی راعرجون می گفتند۔ وعصای باریک کہ اورا ممشوق می گفتند۔ وچہار کمان ویک ترکش، وترسی کہ بروی صورتِ کرگس ساختہ بودند بخدمتِ آنحضرت ﷺ برسمِ ہدیہ آمد۔ آنحضرت ﷺ دودستِ خود را بروی نہادند پس آنصورت معدوم شد۔ انس گفت رضی اللہ عنہ: نعل وقبیعۂ شمشیر آنحضرت ﷺ ازسیم بود، ودرمیانِ نعل وقبیعہ چند حلقۂ سیم بود۔ وقبیعہ چیزی است کہ نزدیکِ مقبض ازسیم وجز آن سازند۔ ونعل چیزی است کہ جانب باریک شمشیر از سیم وغیر آن سازند۔ وپیش آنحضرت ﷺ دوزرہ بودند کہ آنہارا از سلاحِ بنی قینقاع بدست آوردند، یکے سعدیہ ودیگر فضہ۔ وزرہی بود کہ اورا ذات الفضول می گفتند، پوشیدند آنرا درروزِ

Marfat.com

حنین۔ وگویند کہ نزدیکِ آنحضرت ﷺ زرۂ حضرت داوٗد علیہ السلام بود آنکہ ایشان روزِ قتلِ جالوت پوشیدہ بودند۔ و پیش آنحضرت ﷺ خودی بود کہ اورا ذوالسبوغ می گفتند۔ وپیش آنحضرت ﷺ کمر بندی بوداز ادیم، دروی سہ حلقہ از سیم۔ ونشانِ آنحضرت ﷺ سفید بود۔

[لباسِ نبوی]

و چون آنحضرت ﷺ وفات یافتند گذاشتند دو جامۂ حبرہ، وحبرہ نوعی است از چادر ہائے یمن، وازاری یمانی، و دو جامۂ صحاری، وقمیصی صحاری، وقمیصی سحولی، وجبۂ یمنیہ، و خمیصہ یعنی چادرِ علمدار، وگلیمی سفید و چند کوفیۂ خرد غیر بلند سہ یا چہار، ولحافی رنگین بورس۔

وپیشِ آنحضرت ﷺ ظرفی از چرم بود، کہ دروی می نہادند آئینہ وشانۂ عاج وسرمہ دان ومقراض ومسواک۔ وفراشِ آنحضرت ﷺ از چرم بود، وحشوِ آن بجای پنبہ لیفِ خرما بود۔

وقدحی بود کہ سہ موضع بصفائحِ سیم مضبوط ساختہ بودند۔ و پیالہ از سنگ، وآوندی کلان از صفر کہ دروی حنا و وسمہ می ساختند تا آنحضرت ﷺ آنرا بر سر می نہادند وقتی کہ در سر اثرِ حرارت می یافتند۔ وپیالۂ بود از شیشہ، وآوندی بود مہیا برای غسل از صفر، وپیالۂ بود کلان، وپیمانۂ بود کہ بوی صدقۂ فطری پیمودند وچہارم حصۂ صاع بود۔

وانگشتری بود از سیم کہ نگینِ وی ہم از وی بود، برآن کلمہ **محمد رسول اللہ** کندہ بودند۔ وبقولی وی از آہن بود، وجای وصلِ نگینہ با حلقہ بسیم مضبوط کردہ بودند۔

ونجاشی برای آنحضرت ﷺ دو موزہ سادہ ہدیہ فرستادہ بود۔ پس آنحضرت ﷺ پوشیدند آنہارا۔ وآنحضرت ﷺ را گلیمی بود سیاہ۔ وعمامہ کہ اورا سحاب می گفتند۔ وپیش آنحضرت ﷺ دو جامہ بودند برای نمازِ جمعہ بجز آن جامہ ہا کہ سائرِ ایام می پوشیدند۔ ورومال بود کہ می مالیدند آنرا بر روی بعد وضو۔

Marfat.com

[معجزاتِ نبوی]

واز جملہ معجزاتِ آنحضرت ﷺ ۱-قرآن است، واو بزرگترینِ معجزہ ہا است۔ ہیچ بشری مثلِ یک سورہ ازان نتواند آورد۔ ۲- وخبر دادند از اخبارِ گذشتہ وآئندہ مطابق واقع، ۳- واز آنجملہ شقِ صدر است کہ درزمانِ خردسالی ملائکہ سینۂ آنحضرت ﷺ را شگافتند وبایمان وعلم پرساختند۔ ۴- واز انجملہ آن است کہ آنحضرت ﷺ خبردادند قوم را از قصۂ اسراء ورفتن بہ بیت المقدس پس کفار تکذیب کردند وبعض علاماتِ بیت المقدس کہ آنحضرت ﷺ آنہارا تامل نفرمودہ بودند پرسیدند پس خداتعالیٰ بیت المقدس را برآنحضرت ﷺ منکشف ساخت تاہرچہ آن قوم می پرسیدند آنحضرت ﷺ بواقعی بیان میفرمودند۔ ۵- واز انجملہ شگافتہ شدنِ ماہ است۔ ۶- واز انجملہ آن است کہ قریش بایکدیگر عہد بستند کہ آنحضرت ﷺ را بکشند، چون آنحضرت ﷺ برآمدند این جماعہ نظر بزمین افگندند واذقانِ ایشان برسینہ ہای ایشان افتاد، پس آنحضرت ﷺ پیش آمدند وبرسرِ ایشان استادند ویک مشتِ خاک گرفتند وفرمودند: کہ شاہت الوجوہ ودر روی ایشان انداختند پس نرسید چیزی ازان سنگریزہا بکسی از ایشان مگر کہ کشتہ شد روزِ بدر۔ ۷- واز انجملہ ان است کہ آنحضرت ﷺ روزِ حنین انداختند یکمشتِ خاک در روی دشمنان پس خداتعالیٰ آنجماعہ را ہزیمت داد۔ ۸- واز انجملہ آن است کہ چون آنحضرت ﷺ درغار پنہان شدند عنکبوت بردرِ غار تنید تاقوم گمان کنند کہ درغار کسی نیست۔ واز انجملہ آن است کہ چون سراقہ بن مالک تعاقب آنحضرت ﷺ کرد وقتِ ہجرت غرق شدند قوائمِ اسپ اودرزمینِ سخت۔ ۹- واز انجملہ آن است کہ آنحضرت ﷺ دستِ خود رسانیدند بہ پشت بزغالہ کہ ہنوز نربوی نرسیدہ بود پس شیر داد آن بزغالہ، ۱۰- وہمچنین بزام معبد شیر داد حال آنکہ شیردہ نبود۔

۱۱- واز آنجملہ آن است کہ آنحضرت ﷺ دعا کردند برای عمر رضی اللہ عنہ کہ

Marfat.com

خدا تعالیٰ بسبب ایشان اسلام را عزت دہد، پس ہمچنان واقع شد۔۱۲- واز انجملہ آنست کہ دعا کردند برای علی کرم اللہ وجہہ کہ خدا تعالیٰ دور کند از ایشان تاثیرِ گرمی و سردی و آب دہنِ خود در چشمِ ایشان افگندند حال آنکہ ایشان درد چشم داشتند، پس ہمان ساعت شفا حاصل شد، وہیچگاہ بعد ازان درد چشم ایشان را عارض نگشت۔۱۳- واز انجملہ آن است کہ چشمِ قتادہ بن النعمان زخم رسید وآب شدہ بر رخسارہ سیلان کرد، پس آنحضرت ﷺ آن چشم را بجای او نہادند، پس آن چشم بہترین چشمانِ او وباجمال ترینِ آنہا شد۔۱۴- واز انجملہ آن است کہ دعا کردند آنحضرت ﷺ برای عبداللہ بن عباس کہ خدا تعالیٰ اورا تاویلِ قرآن وفقہ فی الدین عنایت کند، پس ہمچنان واقع شد۔۱۵- واز انجملہ آن است کہ دعا کردند بہ برکت در خرمای جابر، ووی بغایت قلیل بود، پس جابر ازان حقِ غرماء ادا ساخت وسیزدہ وسق باقی ماند۔۱۶- واز انجملہ آن است کہ دعا کردند برای شترِ جابر کہ در عقب ہمہ رفتی پس ازان باز از ہمہ پیشتر می رفت۔۱۷- واز انجملہ آن است کہ دعا کردند برای انس رضی اللہ عنہ بطولِ عمر وکثرتِ مال واولاد، پس ہمچنان واقع شد۔

۱۸- واز انجملہ آن است کہ استسقا نمودند پس پیوستہ یک ہفتہ باران می آمد بعد ازان دعاءِ دفعِ باران کردند منقطع شد سحاب فی الحال۔۱۹- واز انجملہ آن است کہ آنحضرت ﷺ دعا کردند بر عتبہ بن ابی لہب بہلاک، پس اورا شیر بکشت در زورا از توابع شام۔۲۰- واز انجملہ آن است کہ آنحضرت ﷺ اعرابی را دعوت فرمودند باسلام گفت: ہیچ گواہ ہست بر آنچہ میگوئید۔ فرمودند: آری این درخت گواہی خواہد داد۔ بعد ازان درخت را طلبیدند پس پیش آمد، از وگواہی خواستند گواہی داد سہ نوبت، بعد ازان بجای خویش رجوع کرد۔

۲۱- واز انجملہ آن است کہ امر کردند دو درخت را کہ جمع شوند، پس جمع شدند بعد ازان متفرق شدند۔۲۲- واز انجملہ آن است کہ امر کردند انس را کہ برود بسوی درختی چند از خرما وبگوید

Marfat.com

ایشان را کہ آنحضرت ﷺ میفرمایند شمارا کہ فراہم آئید، پس بہم آمدند، پس چون از قضای حاجت فارغ شدند فرمودند انس را کہ ایشان را بگوید کہ بجای خویش بروند، پس بجای خویش رفتند۔

۲۳-وازانجملہ آن است کہ آنحضرت ﷺ بخواب رفتند پس درختی زمین را کافتہ نزدیک آنحضرت ﷺ آمد و پیش آنحضرت ﷺ استاد، چون آنحضرت ﷺ بیدار شدند اصحاب قصہ رابعرض رسانیدند فرمودند کہ این درختی است کہ اذن خواست از پروردگارِ خود کہ سلام کند برمن پس خدایتعالیٰ اورا اذن داد۔ ۲۴- وازانجملہ آن است کہ سلام کردند بر آنحضرت ﷺ سنگ و درخت در آن شبہا کہ آنحضرت ﷺ مبعوث شدند کہ السلام علیک یارسول اللہ۔ ۲۵-وازانجملہ انست کہ آنحضرت ﷺ فرمودند کہ من می شناسم سنگی را کہ درمکہ برمن سلام می کرد پیش ازانکہ مبعوث شوم۔ ۲۶-وازانجملہ آن است کہ چون برای آنحضرت ﷺ منبر ساختہ شد ستونی کہ آنحضرت ﷺ ملیہ کردہ خطبہ می فرمودند نالہ وفریاد کرد۔ ۲۷-وازانجملہ آن است کہ تسبیح گفتند سنگریزہ در دستِ آنحضرت ﷺ، وہمچنین طعام تسبیح گفت۔ ۲۸- وازانجملہ آنست کہ کافران برای آنحضرت ﷺ در گوشتِ بز زہر مخلط کردند، پس خبر کرد آنحضرت ﷺ را آن بز کہ دروی زہر است۔ ۲۹-وازانجملہ آنست کہ شتری پیشِ آنحضرت ﷺ شکایت کرد کہ مالکانِ اوعلف کم می دہند و کارِ بسیاری فرمایند۔ ۳۰- وازانجملہ آنست کہ مادۂ آہو بخدمتِ آنحضرت ﷺ التماس کرد کہ آنحضرت ﷺ وی را از قید خلاص کنند تا شیر دہد دو بچۂ خود را وبعد ازان باز آید، پس آنحضرت ﷺ اورا خلاص ساختند، واو بشہادتین تلفظ کرد۔

۳۱-وازانجملہ آن است کہ خبر کردند روزِ بدر کہ فلان کافر اینجا کشتہ خواہد شد وفلان آنجا، پس تجاوز نکرد ہیچکس از ایشان ازآن محل کہ آنحضرت ﷺ برای او تعیین فرمودہ بودند۔

۳۲-وازانجملہ آن است کہ خبر دادند بآنکہ جماعہ از امتِ آنحضرت ﷺ در دریا غزا

Marfat.com

خواهند کرد وامِ حرام از ایشان است، پس ہمچنان واقع شد۔۳۳- واز انجمله آن است که خبر دادند که عثمان را رضی اللہ عنہ بلای شدید پیش خواہد آمد، پس این صورت واقع شد، ودر ہمان بلا مقتول شدند۔۳۴- واز انجمله آن است که انصار را فرمودند که شمارا پیش آید بعد از من آنکه دیگران را بر شما ترجیح خواہند داد، پس این صورت درزمان معاویہ رضی اللہ عنہ واقع شد۔

۳۵-واز انجمله آن است که درحقِ حسن رضی اللہ عنہ فرمودند: این فرزندِ من سید است، ونزدیک است که خدا یتعالیٰ صلح افگند بسببِ وی درمیانِ دوگروہِ بزرگ از مسلمانان، پس ہمچنان واقع شد۔

۳۶-واز انجمله آن است که آنحضرت ﷺ خبر دادند بقتلِ اسود عنسی کذاب شبی که کشته شد است که کشندۂ او کیست، ووی در صنعاء بود که شہریست بیمن ۔۳۷- واز انجمله آن است که آنحضرت ﷺ فرمودند ثابت بن قیس را: یعیش حمیدا ویقتل شهیدا: زندگانی کند درحالی که ستوده باشد وکشته شود درحالی که شہید باشد، پس شہید شد روزِ یمامہ۔۳۸-واز انجمله آن است که مرتد شد مردی وپیوست بمشرکان، پس خبر رسید آنحضرت ﷺ که او بمرد، فرمودند که زمین اورا قبول نخواہد کرد، پس ہر بار که دفن میکردند زمین اورا بیرون می انداخت۔۳۹-واز انجمله آن است که شخصی بدستِ چپ طعام می خورد، وآنحضرت ﷺ فرمودند: بدستِ راست بخور۔او بہانه کرد که نمی توانم که بدست راست خورم۔فرمودند توانائی مبادترا۔پس بعد از آن نتوانست که دستِ راست بردارد بسوی دہان خود۔۴۰-واز انجمله آن است که داخل شدند روزِ فتحِ مکه درمسجد الحرام وبتان حوالی کعبه معلق بودند، وبدستِ آنحضرت ﷺ چوبکی بود، پس اشارت می کردند بآن چوبک ومی فرمودند: جاء الحق وزهق الباطل۔وآن بتان می افتادند۔

۴۱-واز انجمله است قصۂ مازن بن عضوبہ۔وحاصلِ آن قصۂ آنست که وی از جوفِ صنمی این کلمات بشنید:

Marfat.com

یا مازن اسمع تسر ظهر خیر و بطن شر بعث نبی من مضر

بدین الله الا کبر فدع نحتا من حجر تسلم من حر سقر

وبارِ دیگر این کلمات شنید:

اقبل الی واقبل تسمع ما لا یجهل هذا نبی مرسل بوحی منزل

فامن به کی تعدل من حر نار تشعل وقودها بالجندل

واینمعنی اورا باسلام آورد۔

۴۲-وازانجمله است قصه سُواد بن قارب۔ وحاصلِ این قصه آن است که وی در جاهلیت کاهن بود که جن وی را از حوادث مستقبله خبر میدادند، جنی سه شب وی را از بعثتِ آنحضرت ﷺ وآنکه اتباعِ دین آنحضرت ﷺ البته می باید کرد خبر داد، بموجب این خبر آمده مسلمان شد۔

۴۳-وازانجمله آن است که گواهی داد سوسمار به نبوتِ آنحضرت ﷺ۔

۴۴-وازانجمله آن است که آن حضرت ﷺ خورانیدند هزار کس را از یک صاع جو در غزوهٔ خندق پس همه سیر شدند وطعام زیاده بود از حالِ اول۔ ۴۵-وازانجمله آنست که توشهٔ لشکر بآخر رسید، پس آنحضرت ﷺ جمع فرمودند بقایای توشه ودعاءِ برکت کردند، بعد از آن قسمت کردند آن را درمیان همه لشکر پس کفایت کرد همه را۔ ۴۶-وازانجمله آن است که آورد ابوهریرهؓ بخدمتِ آنحضرت ﷺ یک مشتِ خرما وگفت: یارسول الله! دعا کن برای من درین خرما به برکت۔ پس دعا کردند۔ ابوهریرهؓ گفت: آن را در انبان کردم وهر چند بر می آوردم تمام نمیشد، چندین وسق در راهِ خدا صرف کردم، وهمیشه از آن میخوردم ومیخورانیدم تا آنکه عثمان رضی الله عنه کشته شد آنگاه برکت مفقود گشت۔ ۴۷-وازانجمله آن است که آنحضرت ﷺ دعوت کردند اهلِ صفه را برای یک پیاله از ثرید۔ ابوهریرهؓ گفت که پیش می آمدم ومتعرض میشدم تامرا نیز خوانند

Marfat.com

تا آنکه برخاستند قوم ونبود در پیاله مگر اندکی در کنار ہای وی پس آنحضرت ﷺ آنرا جمع کردند، یک لقمہ شد، آنرا بر انگشتانِ خود بنہادند وفرمودند: بخور بہ برکتِ نامِ خدا۔ گفت ابو ہریرہؓ: قسم بخدا کہ میخوردم ازان تا آنکہ سیر شدم۔

۴۸- واز انجملہ آن است کہ جاری شد آب از میانِ انگشتانِ آنحضرت ﷺ تا آنکہ قوم آشامیدند ووضو کردند، وایشاں ہزار وچار صد کس بودند۔ ۴۹- واز انجملہ آن است کہ آوردند بخدمتِ آنحضرت ﷺ پیالہٗ کہ دروی فی الجملہ آب بود، پس آنحضرت ﷺ خواستند کہ انگشتانِ خودرا در آن پیالہ نہند، وی گنجائش نکرد، پس آنحضرت ﷺ چہار انگشت دران نہادند وفرمودند: یارآن بیایید۔ پس ہمہ وضو کردند، وایشان میان ہفتاد وہشتاد بودند۔ ۵۰- واز انجملہ آن است کہ در غزوۂ تبوک وارد شدند برآبی اندک کہ یک کس را سیراب کند، ولشکر تشنہ بود، پس شکایت کردند بخدمتِ آنحضرتﷺ، پس گرفتند تیری از ترکشِ خود وفرمودند: این تیر را دران آب بخلانید، پس جوش زد آب و سیراب شدند اہلِ لشکر، و ایشان سی ہزار کس بودند۔ ۵۱- واز انجملہ آنست کہ شکایت کردند قومی بخدمتِ آنحضرت ﷺ کہ آبِ چاہِ ایشان شورست، پس رفتند آنحضرت ﷺ با جماعۃ از اصحاب تا آنکہ ایستادند بر چاہِ ایشان وآبِ دہنِ خود انداختند درآن چاہ، پس جاری شد آبِ شیرین، ہر چند آب می کشیدند منقطع نمی شد۔ ۵۲- واز انجملہ آن است کہ آوردزنی بخدمتِ آنحضرت ﷺ کودکی خودرا کہ کل شدہ بود، پس دست رسانیدند برسرِ وی، پس ہموار گشت موی سرِ او و دور شد بیماریٔ او۔ واہلِ یمامہ آنرا شنیدند پس آوردزنی از اہلِ آنجا کودکِ خودرا نزدیکِ مسیلمہ کذاب واودست رسانید بسرِ او، پس آن کودک کل شد وآن علت در نسلِ وی باقی ماند۔ ۵۳- واز انجملہ آنست کہ بشکست روزِ بدر شمشیر عکاشہ، پس عطا کردند آنحضرت ﷺ شخِ ہیمہ، پس گشت آن شخ شمشیر وماند نزدیکِ او۔

Marfat.com

۵۴-واز انجملہ آن است کہ در خندق پشتۂ پیش آمد کہ ہر چند کلندی زوند دروی اثری نمی کرد، پس آنحضرت ﷺ بدست خودش زوند، پس گشت تل کہ از ہم پاشید۔ ۵۵-واز انجملہ آن است کہ دست رسانیدند بپای ابی رافع کہ شکستہ بود پس درست شد گویا ہیچگاہ بیماری نداشت۔ ومعجزات آنحضرت ﷺ ازان زیادہ تر اند کہ کتابی احاطۂ آن کند یا دفتری جمع نماید۔

[وفاتِ نبوی]

وفات یافتند آنحضرت ﷺ بعد از انکہ بشصت وسہ سال رسیدہ بودند، وغیراین نیز روایت کردہ اند، روزِ دوشنبہ وقتیکہ گرم شد چاشت بتاریخ دوازدہم از ربیع الاول۔ وبیمار ماندند چہاردہ روز۔ ومدفون شدند شبِ چہارشنبہ۔ وچون نزدیک شد موت بود نزدیکِ آنحضرت ﷺ پیالۂ آب پس داخل میکردند دروی دستِ خود را ومسح می کردند روی خود را ومیفرمودند: اللھم اعنی علی سکرات الموت: خداوندا! مدد کن مرا بر مشقتہای مرگ۔ وچون مقبوض شدند حاضران آنحضرت ﷺ را بچادرِ حبرہ پوشیدند، وبقولی فرشتگان این چادر را انداختہ بودند۔ ودر آنوقت بعض اصحاب از فرطِ بیطاقتی انکارِ موتِ آنحضرت ﷺ کردند واین از عمرؓ منقول است، وعثمان رضی اللہ عنہ تعالیٰ گنگ شد، وعلی کرم اللہ وجہہ جا ماندہ شد۔ ودر اصحاب ہیچکس ثابت تر از عباس و ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہما نبود۔

وبعد ازان مردمان از دروازۂ حجرہ شنیدند کہ آنحضرت ﷺ را غسل ندہید زیرا کہ آنحضرت ﷺ طاہر مطہر اند۔ بعد ازان آوازۂ دیگر شنیدند کہ آنحضرت ﷺ را غسل دہید کہ گویندۂ حرفِ اول شیطان بود ومن خضرم۔ وخضر علیہ السلام تعزیتِ اصحاب کرد باین کلمات: ان فی اللہ عزاء من کل مصیبۃ وخلفا من کل ھالک ودرکا من کل فائت فباللہ فثقوا والیہ فارجعوا، فان المصاب من حرم الثواب۔ معنیش آنکہ نزدیکِ خدا تعالیٰ

Marfat.com

دلاسا است از ہر مصیبت، وعوضی است از ہر میرندہ، وتاوانی است از ہر فوت شوندہ، پس بر خدا اعتماد کنید وبسوی وی رجوع نمائید، بتحقیق مصیبت زدہ آن است کہ از ثواب مصیبت محروم شود۔

واختلاف کردند اصحاب درآنکہ درحالِ غسل جامہ ہا از تنِ آنحضرت ﷺ برکشند یا باجامہ ہا غسل دہند۔ پس خدا تعالیٰ برایشان خواب را مسلط کرد، وگویندۂ کہ نمید انستند کہ کیست گفت: غسل دہید آنحضرت ﷺ را در جامہ ہای آنحضرت ﷺ۔ پس بیدار شدند وہمچنان کردند۔

ومتولی غسل علی، وعباس، ودو فرزندِ عباس فضل وقثم، ودو مولای آنحضرت ﷺ شقران واسامہ بودند، وحاضر شد آنجا اوس انصاری۔ وعلی رضی اللہ عنہ دست برشکمِ آنحضرت ﷺ نہاد پس چیزی بیرون نیامد گفت: صلی اللہ علیک لقد طبت حیا و میتا۔ درودِ خدا برتو باد، پاکیزۂ درحالِ حیات وموت۔

وتکفین کردند درسہ جامۂ سفید سحولی، وسحول نام دہی است بیمن۔ درآن جامہا کرتہ ودستار نبود بلکہ سہ چادر بودند کہ درآنہا آنحضرت ﷺ را پیچیدند بغیر آنکہ ہیچ دوخت باشد۔ ونماز گزاردند برآنحضرت ﷺ تنہا تنہا، امامت نمی کرد ایشان را ہیچکس۔ وفرش کردہ شد زیرِ آنحضرت ﷺ درقبر قطیفۂ سرخ کہ آنرا درحالِ حیات می پوشیدند، شقران آن را بقبر درآورد۔ وکندہ شد برای آنحضرت ﷺ لحد ومضبوط کردہ شد برآنجا نہ خشتِ خام۔ واختلاف کردند اصحاب کہ لحد کنند یا شق، واز اصحاب یکی لحد می کرد ودیگری شق، پس اتفاق کردند برآنکہ ہرکہ پیشتر بیاید کارِ خود کند۔ پس لحد کنندہ بیامد ولحد کرد۔ واین ہمہ درخانۂ عایشہؓ واقع شد، وبا آنحضرت ﷺ مدفون شدند ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما۔ و صلی اللہ تعالی علی سیدنا محمد و آلہ واصحابہ وسلم۔

Marfat.com

خاکسار کا اردو ترجمہ
ایضاح المکنون

Marfat.com

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ تبارک وتعالیٰ، جو عطاو بخشش کے دروازوں کو کھولنے والا اور ہدایت کی خلعتوں کو بخشنے والا ہے، کی حمد وتعریف کے بعد درود وسلام ہو محمد مصطفیٰ ﷺ پر کہ آپ وہ پیغامبرِ عالی مقام ہیں جو راہ راست کے تلاش کرنے والوں کو واضح راستہ کی طرف ہدایت فرمانے والے ہیں اور حدِ فرمان سے گذرنے والوں کو پابندِ طریقت کرنے والے ہیں اور آپ ﷺ کے آل و اصحاب پر بھی درود وسلام ہو جو قیامت کے قیام تک سنت کو زندہ وتابندہ کرنے والے ہیں۔

فقیر ولی اللہ بن عبدالرحیم دہلویؒ، دونوں کا آخرت اور دنیا میں اللہ ہی حامی وناصر ہو، کہتا ہے کہ بعض عزیز احباب اور کامل دانشوروں نے، کہ اللہ تعالیٰ ان کو اپنی پسندیدہ اور محبوب چیزیں عطا فرمائے اور ان کی آرزوؤں کو بلندترین درجات تک پہونچائے، اس فقیر سے کتاب نور العیون فی تلخیص سیر الامین المامون، جو کہ علامۂ زمان شیخ ابوالفتح محمد بن محمد مشہور بہ سید الناس ہیں قدس اللہ سرہ العزیز، کا ترجمہ کرنے کی درخواست کی۔ ان کے حکم کی تعمیل کرنے کے سوا چارہ نہ تھا لہذا اسے قبول کرلیا اور بعض مقامات پر جہاں مصنف نے ضعیف روایت اختیار کی تھی یا ان جیسے دوسرے اسباب سے کچھ اضافہ، کمی بیشی اور تبدل وتصرف کردیا ہے۔

(۱- حاشیہ: یعنی مرزا جانِ جاناں شہید متخلص بہ مظہر قدس سرہ۔ مشہور یہی ہے کہ حضرت مرزا مظہر

Marfat.com

جانِ جاناںؒ کی فرمائش پر یہ ترجمہ نور العیون کیا گیا۔ حضرت شاہؒ کی عبارت سے متعدد احباب اور اجلہ اولی الالباب'' کی فرمائش کا پتہ چلتا ہے۔ مرزا مظہر جانِ جاناںؒ (۱۱۱۱/۱۶۹۹-۱۱۹۵/۱۷۸۱) حضرت محمد بن حنفیہؒ (۱۶/ ۶۳۷-۸۱/ ۷۰۰-۷۰۱) کی اولاد میں ہونے کے سبب علوی تھے اور شیخ شمس الدین کے لقب سے مشرف ومشہور۔ عالم فاضل اور زاہد کامل تھے۔ نقشبندی مجددی سلسلے کے ایک عظیم شیخ تھے: حدائق الحنفیہ، ۴۷۱؛ نیز شاہ غلام علی، مقامات مظہری؛ نعیم اللہ بہرائچی، معلومات مظہریہ و بشارات مظہریہ؛ بحوالہ عبدالرزاق قریشی، میرزا مظہر جانجاناں اور ان کا کلام، اعظم گڑھ ۱۹۷۹ء، ۲۷-۳۳ ومابعد؛ ۲-سوانح امام ابن سید الناس (۶۷۱/ ۱۲۷۲- ۳۴/ ۷۳۳ ۱۳۳۳) تقدیمِ خاکسار میں ملاحظہ ہو۔ اصل نام ابن سید الناس ہے؛ ۳-تقدیم خاکسار کے ملاحظات ملاحظہ ہوں)۔

اللہ تعالیٰ اس کو میری طرف سے اور ان کی طرف سے قبول فرمائے اور اسے خالص اپنی مرضی ومنشا بنادے۔ بلاشبہ وہ قریب ہے، قبول کرنے والا ہے، رحمت ورافت والا ہے۔ میں نے اس کا نام ''سرور المحزون فی ترجمۂ نور العیون'' رکھا ہے۔

نسبِ نبوی

پیغامبر محمد مصطفیٰ ﷺ کا شجرۂ نسب یہ ہے: محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان۔ یہاں تک تو متفق علیہ ہے۔ عدنان کے بعد سے حضرت آدم علیہ السلام تک بہت اختلاف ہے۔

(عیون الاثر، ۱/۳۳؛ نور العیون، ۱/ب؛ خلاصۃ السیر، ۵-۶: تینوں میں یہ نکتہ اہم ہے کہ عدنان تک نسب کو متفقہ مانتے ہیں۔ محب طبری نے اس نکتہ پر بھی زور دیا ہے کہ تمام علمائے نسب وسیرت کا اس

Marfat.com

پر بھی اتفاق ہے کہ عدنان نسلِ اسماعیلی/ ابراہیمی سے تھے۔ اختلاف صرف عدنان سے اوپر کی پیڑھیوں اور ان کے ناموں اور تعداد میں ہے۔ یہی نکات عیون الاثر میں بھی موجود ہیں)۔

آنحضرت ﷺ کی ماں کا نسب ہے: آمنہ بنت وہب بن عبد مناف بن زہرہ بن کلاب بن مرہ۔

(عیون الاثر، ۱/ ۳۵؛ نور العیون، ۱/ ب؛ خلاصۃ السیر، ۶)۔

ولادتِ نبوی

آنحضرت ﷺ کی ولادت دوشنبہ کے دن کی تو ثابت و متحقق ہے کہ وہ ماہ ربیع الاول میں اور اس سال میں ہوئی جب واقعۂ فیل پیش آیا تھا۔ بعض نے کہا ہے: دو تاریخ کو، بعض کا کہنا ہے کہ تیسری تاریخ کو اور بعض کے قول میں بارہ تاریخ کو ہوئی۔ ان کے علاوہ بھی دوسرے اقوال موجود ہیں۔

(عیون الاثر، ۱/ ۳۹: میں بارہ رمضان کو قبول کیا ہے اور پھر ۲ ر ۸ ر، یکم دوشنبۂ ماہ ۱۲ ر ربیع الاول کی تاریخیں بیان کی ہیں؛ نور العیون، ۱/ ب؛ خلاصۃ السیر، ۶-۷، نے ۸ ر ربیع الاول کو بہت سے علماء کے نزدیک ثابت شدہ تاریخ بتایا ہے)۔

معجزاتِ ولادت

آنحضرت ﷺ کی ولادت کی رات کسریٰ کے محل پر ایسا لرزہ طاری ہوا کہ اس کی آواز سنی گئی اور اس کے چودہ کنگورے گر گئے اور آتشِ فارس بجھ گئی، جو اس سے پہلے ہزار سال تک نہ بجھی تھی، اور چشمۂ ساوہ خشک ہو گیا۔

(عیون الاثر، ۱/ ۴۱؛ نور العیون، ۱/ ب؛ خلاصۃ السیر، ۷)۔

Marfat.com

رضاعت و پرورش

آنحضرت ﷺ کو حلیمہؓ بنت ابی ذؤیب نے دودھ پلایا۔ حلیمہؓ کے گھر میں قیام کے دوران آنحضرت ﷺ کا سینہ انھوں نے [فرشتوں نے] چیرا اور اس کو دانش و حکمت اور ایمان سے بھر دیا بعد اس کے کہ اس سے شیطان کے حصہ کو دور کر دیا تھا۔ آنحضرت ﷺ کو ابولہب کی کنیز ثویبہ نے بھی دودھ پلایا۔

(عیون الاثر، ۱/ ۴۷-۵۳: مفصل روایات؛ نور العیون، ۱/ب؛ خلاصۃ السیر، ۸: دوسرے رضاعی فرزندانِ حضرت ثویبہؓ کا بھی ذکر ہے؛ نیز ملاحظہ ہو مقالۂ خاکسار ''حضرت ثویبہؓ۔ رسولِ اکرم ﷺ کی اولین رضاعی ماں''، غیر مطبوعہ)۔

ام ایمن حبشیہؓ نے، کہ جن کا نام برکہ تھا، رسولِ اکرم ﷺ کی پرورش کی۔ آنحضرت ﷺ نے ام ایمنؓ کو اپنے والدِ ماجد عبداللہ سے میراث میں پایا تھا۔ جب آپ ﷺ بڑے ہوئے تو ان کو آزاد کر دیا اور حضرت زیدؓ بن حارثہ کے نکاح میں دے دیا۔

(عیون الاثر، ۱/ ۵۵-۵۷؛ نور العیون، ۲/الف؛ خلاصۃ السیر، ۸)۔

وفاتِ والدین

آنحضرت ﷺ کے والدِ ماجد عبداللہ نے وفات پائی جب آنحضرت ﷺ اپنی والدہ کے پیٹ میں تھے۔ بعض نے کہا ہے کہ آپ اس وقت دو ماہ کے بچے تھے، بعض نے کہا ہے کہ سات مہینے کے بچے تھے اور بعض نے اٹھائیس ماہ کا بچہ بتایا ہے۔

(عیون الاثر، ۱/ ۳۸: وفاتِ والد کے بارے میں تمام روایات ان کے مآخذ کے ساتھ؛ نور العیون، ۲/الف؛ خلاصۃ السیر، ۸۔ نور العیون کی عبارت خلاصۃ السیر سے ماخوذ ہے)۔

آنحضرت ﷺ کی والدہ نے اس وقت وفات پائی جب آپ ﷺ چار سالہ

Marfat.com

لڑکے تھے اور بعض نے کہا ہے کہ آپ ﷺ چھ سال کے لڑکے تھے۔

(عیون الاثر ،۱/۵۵ومابعد: چار سالہ روایت نہیں ہے؛ نور العیون، ۲/الف؛ خلاصة السیر، ۸؛ چھ سالہ عمر کو ترجیح دی ہے۔ یہی ابن اسحاق وغیرہ دوسرے اولین سیرت نگاروں کی ترجیحی روایت ہے)۔

کفالت

آنحضرت ﷺ کی کفالت کرنے والے آپ ﷺ کے دادا عبدالمطلب تھے۔ جب عمرِ شریف آٹھ سال، دو ماہ اور دس روز کی ہوئی سید عبدالمطلب نے وفات پائی۔

(عیون الاثر ،۱/۵۹: عبدالمطلب کی وفات کے وقت عمرِ شریف کے بارے میں دو روایات دی ہیں: آٹھ برس بقول زبیر، تین برس بقول ابن عبدالبر؛ نور العیون، ۲/الف؛ خلاصة السیر ، ۸: مذکورہ بالا عمر محب طبری ہی نے دی ہے۔ آٹھ برس کی عمر میں وفاتِ عبدالمطلب کی تاریخ بیشتر کتبِ سیرت میں ہے: عبدالمطلب ہاشمی - رسولِ اکرم ﷺ کے دادا، ۸۲-۸۶)۔

اس کے بعد آنحضرت ﷺ کی کفالت کرنے والے ابو طالب ہوئے۔

(عیون الاثر ،۱/۵۹؛ نور العیون، ۲/الف؛ خلاصة السیر، ۸: نور العیون کا جملہ خلاصة السیر سے ماخوذ ہے؛ کفالتِ ابو طالب ہاشمی پر بحث کے لئے: عبدالمطلب ہاشمی......۷۴-۸۱ نیز مقالہ ''کفالتِ نبوی کی وصیتِ عبدالمطلب''، الفرقان لکھنؤ، دسمبر ۲۰۰۲؛ جنوری ۲۰۰۳ء: دو قسطوں میں)۔

اولین سفرِ بصریٰ و واقعۂ بحیرا

آنحضرت ﷺ کی عمرِ شریف بارہ سال، دو ماہ اور دس روز کی ہوئی تو اپنے چچا ابو طالب کے ہمراہ شام کی جانب تشریف لے گئے، جب آپ ﷺ شہر بصریٰ پہونچے تو بحیرا راہب نے آنحضرت ﷺ کو دیکھا اور اس علامت کے سبب جس کو وہ جانتا تھا آپ ﷺ کو پہچان لیا۔ وہ رسولِ اکرم ﷺ کے سامنے آیا اور آنحضرت ﷺ کا دستِ مبارک پکڑ کر کہنے

Marfat.com

لگا: ''یہ رب العالمین کے رسول ہیں۔ ان کو اللہ تعالیٰ مبعوث کرنے والا ہے تاکہ جہان والوں کے لئے رحمت بنیں۔ بلاشبہ جس وقت تم لوگ آئے تھے تو کوئی پتھر اور درخت ایسا نہ تھا جو سجدہ میں نہ گر گیا ہو اور ہر پتھر اور درخت نے پیغمبر کو سجدہ نہ کیا ہو۔ میں بلاشبہ آپ ﷺ کی صفت اپنی کتابوں میں پاتا ہوں''۔ پھر ابو طالب سے کہا کہ اگر آپ ﷺ کو شام لے گئے تو یہود آپ کو قتل کر دیں گے۔ لہٰذا ابو طالب نے آنحضرت ﷺ کو مکہ واپس بھیج دیا۔

(عیون الاثر، ۱/۶۱-۶۴: مفصل روایات؛ نور العیون، ۲/الف؛ خلاصۃ السیر، ۸-۹: دونوں کا بیان یکساں ہے۔ تنقیدی بحث کے لئے سید سلیمان ندوی، سیرۃ النبی، ۳/۶۱-۷۶۳)۔

دوسرا سفرِ شام

اس کے بعد دوسری بار آنحضرت ﷺ شام کی طرف تشریف لے گئے۔ اس بار خدیجہ کے غلام میسرہؓ آپ ﷺ کے ساتھ تھے اور آپ ﷺ خدیجہؓ کی تجارت کے لئے گئے تھے۔ یہ واقعہ ان کے آنحضرت ﷺ کے عقد میں آنے سے پہلے کا ہے۔ جب ملکِ شام میں آپ ﷺ داخل ہوئے تو ایک درخت کے سایے میں فروکش ہوئے جو ایک راہب کے صومعہ (گرجے) کے نزدیک تھا۔ اس راہب نے کہا کہ اس درخت کے نیچے سوائے ایک پیغمبر کے کسی اور نے قیام نہیں کیا ہے۔

(عیون الاثر، ۱/۶۹-۷۱؛ نور العیون، ۲/الف؛ خلاصۃ السیر، ۹؛ عام روایات میں اس راہب کا نام نسطورا بتایا جاتا ہے۔ اس پر تنقیدی نظر کے لئے سید سلیمان ندوی، سیرۃ النبی، ۳/۷۶۴-۷۶۵)۔

میسرہ کہتے تھے کہ جب دن آدھا ہوا اور سخت گرمی پڑنے لگی تو دو فرشتے نازل ہوئے اور انھوں نے آنحضرت ﷺ پر سایہ کر دیا۔

Marfat.com

(عیون الاثر ۱/۷۱؛ نور العیون ۲/ب؛ خلاصۃ السیر، ۹؛ سیرۃ النبی کا مذکورہ بالا)۔

جب اس سفر سے آنحضرت واپس تشریف لائے تو حضرت خدیجہؓ بنت خویلد کو اپنے نکاح میں لے آئے، اس وقت عمرِ شریف پچیس سال، دو ماہ اور دس روز کی تھی۔ اس کے علاوہ دوسری روایت بھی بیان کی گئی ہے۔

(عیون الاثر، ۱/۷۱-۷۳؛ نور العیون، ۲/ب؛ خلاصۃ السیر، ۹-۱۰: پچیس سال دو ماہ دس روز کی عمر عیون الاثر میں نہیں ہے، صرف خلاصۃ السیر میں ہے؛ دوسری کتب سیرت میں بھی صرف پچیس سال کی عمر بیان کی گئی ہے یا راجح قرار دی گئی ہے)۔

تعمیرِ کعبہ میں شرکت

جب عمرِ شریف پینتیس (۳۵) سال کی ہوئی تو تعمیرِ کعبہ میں شرکت فرمائی اور اپنے دستِ شریف سے حجرِ اسود کو اس کے مقام پر نصب فرمایا۔

(عیون الاثر، ۱/۷۵-۷۷؛ نور العیون، ۲/ب؛ خلاصۃ السیر، ۱۰: حجر اسود کی تنصیب کا ذکر نہیں ہے، صرف قریش کے آپ ﷺ کے فیصلہ کو قبول کرنے کا ذکر ہے)۔

نبوت اور نزولِ جبریل علیہ السلام

عمرِ شریف جب چالیس سال اور ایک روز کی ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کے پاس نبوت بھیجی اور انذار و بشارت عطا کی۔

(عیون الاثر، ۱/۱۱۱-۱۱۹: ابن اسحاق کی روایت نقل کی ہے کہ چالیس سال کی عمر ہوئی تو مبعوث ہوئے۔ اس میں چالیس سال اور ایک دن کی عمر کا حوالہ نہیں ہے۔ بیشتر کتب میں چالیس برس ہی کی عمرِ شریف کا ذکر ملتا ہے، خواہ قدیم ہوں یا جدید؛ نور العیون ۲/ب؛ خلاصۃ السیر، ۱۰: فلما بلغ اربعین سنة ویوما......")۔

Marfat.com

آنحضرت ﷺ کے سامنے حضرت جبریل علیہ السلام غارِ حراء میں آئے اور کہا کہ:

''اقرأ، یعنی پڑھنے کا حکم دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں پڑھا ہوا (خواندہ) نہیں ہوں۔ رسولِ اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ جبریل علیہ السلام نے مجھ کو اس قدر سختی سے بھینچا کہ مجھے سخت مشقت ہوئی۔ پھر مجھے چھوڑ کر کہا: '' اقــــرأ '' یعنی پڑھو، میں نے پھر کہا کہ میں پڑھنے والا نہیں ہوں، انھوں نے دوبارہ مجھے بھینچا اور چھوڑ دیا اور تیسری بار کہا: ''اقرأ باسم ربک الذی خلق...... تا قوله تعالیٰ ......مالم یعلم'' (پڑھ اپنے رب کے نام سے، جس نے بنایا۔ بنایا آدمی لہو کی پھٹکی سے، پڑھ اور تیرا رب کریم ہے، جس نے علم سکھایا قلم سے، سکھایا آدمی کو جو نہ جانتا تھا۔ شاہ عبدالقادر دہلویؒ)۔

(عیون الاثر، ۱/۱۱۲ ومابعد؛ نور العیون، ۲/ب؛ خلاصۃ السیر، ۱۰۔ بالعموم سیرت نگاروں نے آغازِ بعثت اور ابتدائے نزولِ قرآن کے دو واقعات میں فرق نہیں کیا ہے: آغازِ بعثت ۱۲ ربیع الاول ۴۱ عام الفیل کا واقعہ ہے اور اولین تنزیلِ قرآن کا ۲۷/رمضان (لیلۃ القدر) ۴۱ نبوی/عام الفیل کا واقعہ ہے۔ ان دونوں کو عموماً خلط ملط کر دیا جاتا ہے۔ ملاحظہ ہو: مقالۂ خاکسار: بعثت نبوی کا اصل نقطۂ آغاز؛ غیر مطبوعہ)۔

☆ یہ نبوت کی ابتداء تھی۔ بعض اقوال میں ہے کہ نبوت کی ابتدا دوشنبہ کے روز آٹھ ماہ ربیع الاول کو ہوئی تھی۔

(عیــون الاثـــر، ۱/۱۱۱-۱۲۰: یہ عبارت و روایت نہیں ہے کیونکہ ان کے دونوں مآخذ میں یہ قول یا روایت نہیں ہے؛ البتہ دوسرے مآخذ میں موجود ہے اور ان کا مفصل ذکر مقالۂ خاکسار میں موجود ہے؛ نــــور العیون، ۲/ب؛ خــلاصۃ السیر، ۱۰-۱۱: میں نبوت کی ابتدا کی تاریخ مذکورہ بالا کے الفاظ ہیں ''وکــانت نبوته یوم الاثنین ثمان خلون من ربیع الاول......'' یہی نور العیون میں ہے)۔

علانیہ تبلیغ

اس کے بعد آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے حکم کو بانگِ بلند ظاہر فرمایا اور اس کے پیغام

Marfat.com

کولوگوں تک پہونچایا اور قوم کی خیر خواہی میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی۔ مکہ والوں نے انتہائی بے دانشی سے ایذا دہی پر کمر باندھی اور آنحضرت ﷺ کو شعب (وادی) میں محصور کر دیا لہذا آنحضرت ﷺ نے اس مقام پر محاصرہ کی حالت میں قیام فرمایا تین سال کی مدت سے ذرا کم، اور اہلبیت بھی اس محاصرے میں رہے۔ اس کے بعد آنحضرت ﷺ محاصرہ سے باہر تشریف لائے، اس وقت عمرِ شریف انچاس سال تھی۔

(عیون الاثر ۱/۱۳۱: علانیہ تبلیغ کا جملہ؛ ۱/۱۶۵-۱۶۸ محاصرۂ مقاطعہ کی خبر؛ نیز ابن اسحاق و ابن ہشام وغیرہ؛ نور العیون ۲/ب؛ خلاصة السیر ،۱۱؛ محاصرہ میں اہلبیت نہیں بنو ہاشم و بنو مطلب کے تمام مسلمان اور غیر مسلم رسولِ اکرم ﷺ کی حمایتِ ابی طالب ہاشمی کے سبب محصور تھے)۔

اس کے آٹھ ماہ اور اکیس روز بعد ابو طالب نے وفات پائی اور ان کے تین روز بعد حضرت خدیجہؓ نے وفات پائی۔

(عیون الاثر، ۱/۱۷۱-۱۷۴: مفصل روایات ہیں جن میں کافی اختلافات بھی ہیں۔ یہ متعینہ عمر/ تاریخ اس میں نہیں ہے۔ نور العیون ۲/ب؛ خلاصة السیر ،۱۱، دونوں میں عبارت یکساں ہے)۔

جنات کی آمد اور معراج

جب عمرِ شریف پچاس سال اور تین ماہ کی ہوئی آنحضرت ﷺ کی خدمت میں نصیبین کے جنات نے حاضری دی اور اسلام قبول کیا۔

(عیون الاثر، ۱/۱۷۱-۱۷۴ مفصل روایات ہیں جن میں کافی اختلافات بھی ہیں۔ یہ متعینہ عمر/ تاریخ اس میں نہیں ہے۔ نور العیون ۲/ب؛ خلاصة السیر ،۱۱؛ دونوں کی عبارت یکساں ہے)۔

عمرِ شریف اکیاون سال اور نو ماہ کو پہونچی تو اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو معراج سے مشرف فرمایا۔ زمزم اور مقامِ ابراہیمؑ کے درمیان واقع [مقامِ مقدس سے] آپ ﷺ کو بیت

Marfat.com

المقدس کی جانب فرشتے لے گئے۔ اس کے بعد وہ براق لائے اور آنحضرت ﷺ اس پر سوار ہوئے۔ اس کے بعد آنحضرت ﷺ کو آسمانوں کی طرف لے گئے اور [اللہ تعالیٰ نے] نمازِ پنجگانہ فرض فرمادی۔

(عیون الاثر، ۱/۱۸۷-۲۰۰: مفصل روایات؛ نور العیون، ۳/الف؛ خلاصة السیر، ۱۱۔ نور العیون کا بیان خلاصۃ السیر سے ماخوذ ہے۔ واقعۂ معراج کے لئے کتبِ حدیث بالخصوص بخاری کے متعلقہ ابواب ملاحظہ ہوں)۔

ہجرتِ مدینہ

جب عمرِ شریف ترپن سال کی ہوئی تو مکہ سے مدینہ کی طرف بروز دوشنبہ آٹھ ربیع الاول کو ہجرت فرمائی اور مدینہ میں دوشنبہ کے روز ہی داخل ہوئے۔ وہاں دس سال مقیم رہے۔ اس کے بعد وہیں وفات پائی۔ اس کی تاریخ میں علماء کے مختلف اقوال ہیں جن کو مفصل کتابوں سے معلوم کیا جاسکتا ہے۔

(عیون الاثر، ۱/۲۲۷-۲۵۹: میں متعدد ابواب وفصول ہیں جیسے ذکر الهجرة الی المدینة، ذکر یوم الزحمة، ذکر فوائد تتعلق بهذه الاخبار، احادیث الهجرة و تودیع رسول الله ﷺ مکة، حدیث الغار، حدیث الهجرة و خبر سراقة بن مالک بن جعشم، حدیث ام معبد، ذکر فوائد الخ، ذکر دخوله علیه السلام المدینة، بناء المسجد، نیز کتبِ دیگر؛ نور العیون، ۳/الف؛ خلاصة السیر ،۱۱-۱۲: اول الذکر نے خلاصہ سے اولین روایتِ ہجرت لے لی ہے اور مدت و وفات کے بارے میں اضافہ فرمادیا ہے)۔

تعدادِ غزوات وسرایا

اس مدت میں آنحضرت ﷺ کے غزوات کی تعداد پچیس تھی اور ایک قول کے مطابق

Marfat.com

ستائیس۔ ان میں سے صرف سات غزوات میں کارزار فرمایا: بدر، احد، خندق، بنی قریظہ، بنی المصطلق، خیبر اور طائف۔ ایک قول کے مطابق وادی القریٰ، غابہ اور بنی نضیر میں بھی قتال و کارزار ہوا تھا۔

آنحضرت ﷺ کی بعوث/مہموں کی تعداد پچاس کے قریب ہے: "بعث" کا مطلب ہے کہ آنحضرت ﷺ نے کسی جانب کوئی لشکر بھیجا اور بنفس نفیس اس میں تشرف نہیں لے گئے۔

(عیون الاثر، ۱/۲۹۳-۲۹۴ میں ابن اسحاق، واقدی وغیرہ کی روایات ہیں۔ ستائیس غزوات کی روایت کو راجح بتایا ہے۔ اس کا ذکر تقدیم خاکسار میں آچکا ہے۔ نور العیون ۲/الف: خلاصۃ السیر، ۱۴-۱۵: اول الذکر کا بیان خلاصہ کی تلخیص ہے۔ ممکن ہے کہ مقدسی کی فصل سے ماخوذ ہو)۔

حج وعمرے

حج کے فرض ہونے کے بعد آنحضرت ﷺ نے صرف ایک بار حج فرمایا اور اس سے پہلے دو بار حج کیا تھا۔

(نور العیون، ۳/الف؛ خلاصۃ السیر، ۱۵: دونوں کا بیان یکساں ہے۔ حج و عمرات نبوی کا بیان عیون الاثر میں بہت بعد میں ہے)۔

حجۃ الوداع

حجۃ الوداع میں رسولِ اکرم ﷺ اپنے گھر سے شنبہ کے دن باہر تشریف لائے اور اس سے پہلے آپ ﷺ نے کنگھی کی تھی اور بدن میں روغن و خوشبو ملی تھی۔ پھر آپ ﷺ ذوالحلیفہ پہونچے اور وہاں رات گذاری، اور فرمایا کہ اس رات میرے پاس پروردگار کی جانب سے ایک فرستادہ آیا اور اس نے کہا کہ اس مبارک وادی میں نماز پڑھو اور "حج میں عمرہ" کہو۔ اس کلمہ کے حاصلِ معنی یہ ہیں کہ آپ ﷺ حج و عمرہ دونوں کی نیت بیک وقت کریں۔ اسے فقہ میں "قران" کہتے ہیں۔ لہذا آنحضرت ﷺ نے ان دونوں کا احرام باندھا اور مکہ معظمہ میں یکشنبہ

Marfat.com

کے دن کداء نامی مقام کی جانب سے صبح کے وقت داخل ہوئے اور طوافِ قدوم ادا کیا۔ اس طواف کے دوران تین بار تیز رفتاری سے چلے [یعنی رمل کیا] اور چار بار آہستگی کے ساتھ چلے۔ اس کے بعد صفا کی جانب باہر تشریف لائے اور وسط وادی میں سواری کو دوڑایا۔ اس کے بعد حکم فرمایا کہ ہر وہ شخص جو اپنے ساتھ قربانی کے جانور (ہدی) نہیں لایا وہ نیتِ حج کھول دے اور عمرہ تمام کرے۔ پھر آپ ﷺ حجون کی بالائی جانب سے نیچے تشریف لائے۔ پھر جب ترویہ کا دن آیا، اور وہ ماہ ذوالحجہ کی آٹھ تاریخ ہوتی ہے، آپ ﷺ منیٰ کی طرف تشریف لے گئے اور وہاں ظہر وعصر اور مغرب وعشاء کی نمازیں پڑھیں اور وہیں رات گذاری اور نمازِ صبح (فجر) بھی پڑھی۔ جب آفتاب طلوع ہوگیا تو عرفہ کی طرف روانہ ہوئے۔ آنحضرت ﷺ کے عرفہ پہونچنے سے پہلے آنحضرت ﷺ کے لئے وادیٔ نمرہ میں، جو عرفات کی ایک وادی ہے، ایک خیمہ لگا دیا گیا تھا، لہذا آپ ﷺ اسی خیمے میں اترے۔ جب آفتاب آسمان کے وسط سے ڈھل گیا تب آپ ﷺ نے خطبہ ارشاد فرمایا اور نمازِ ظہر وعصر کو جمع کر کے ایک اذان اور دو اقامت کے ساتھ باجماعت ادا کیا۔ پھر موقف (جبل الرحمۃ) کی جانب روانہ ہوئے جو وادیٔ عرفات کے وسط میں ہے اور وہاں دعا اور تہلیل میں مشغول ہوگئے تا آنکہ آفتاب غروب ہوگیا۔ اس کے بعد غروبِ آفتاب کے بعد مزدلفہ کی جانب روانہ ہوئے اور وہاں [مغرب وعشاء کی نمازیں جمع کر کے باجماعت ادا کیں] وہیں رات گذاری اور صبح کی نماز ادا کی۔ اس کے بعد مشعر الحرام میں وقوف فرمایا تا آنکہ خوب روشنی پھیل گئی۔ اس کے بعد طلوعِ آفتاب سے پہلے ہی منیٰ کی طرف روانہ ہوئے اور جمرۃ العقبہ پر سات کنکریاں ماریں اور ایام تشریق کے ہر دن پاپیادہ جاتے اور تینوں جمروں پر سات سات کنکریاں مارتے رہے۔ اس جمرہ سے، جو خیف سے متصل ہے، آغاز فرماتے، اور خیف نشیبی زمین کو کہتے ہیں اور اس جگہ وہ مقام مراد ہے جہاں منیٰ کی مسجد واقع ہے، اس کے بعد درمیانی جمرہ پر اور اس کے بعد جمرۂ

Marfat.com

عقبہ پر مارتے، اور جمرۂ اولیٰ اور جمرۂ دوم پر لمبی دعا مانگتے۔ آنحضرت ﷺ نے منیٰ کے ایام میں اول روز ہی قربانی کی (یعنی عیدالاضحیٰ کے دن) اور کعبہ کی طرف روانہ ہوئے اور سات چکروں پر مشتمل طواف کیا، اس کے بعد سقایہ زمزم پر تشریف لائے جہاں آبِ زمزم کو جمع کرتے ہیں۔ اس جگہ پانی طلب فرمایا اور تناول (نوش) فرمایا۔ اس کے بعد منیٰ کی طرف واپس لوٹ گئے۔ جب ایامِ تشریق کا تیسرا دن ہوا تو وہاں سے کوچ فرمایا اور وادیٔ محصب میں قیام کیا۔ وہاں سے حضرت عائشہ ؓ کو حکم دیا کہ وہ تنعیم سے عمرہ کا احرام باندھ کر اسے پورا کریں۔ اس کے بعد لشکر کو کوچ کرنے کا حکم دیا اور طوافِ وداع کیا اور مدینہ کی طرف روانہ ہو گئے۔

عمرے

آنحضرت ﷺ کے عمرے چار تھے اور وہ سب ماہ ذی قعدہ میں ہوئے۔

(عیون الاثر، ۲/۳۴۱-۳۵۱: امام ابن حزم (الفقیہ الحافظ ابو محمد علی بن احمد بن سعید الفارسی) کی روایت پر مبنی ہے، وہ اپنے بیانیہ کی نوعیت، تفصیلاتِ حج اور روایات کے لحاظ سے خاصا مختلف بیان ہے۔ نور العیون کا بیانیہ خلاصۃ السیر کے قریب ہی نہیں اسی سے ماخوذ ہے۔ عیون الاثر کی اس فصل میں عمروں کا ذکر بھی نہیں ہے۔ لیکن مزدلفہ میں ایک اذان اور دو اقامتوں کے ساتھ مغرب وعشا کی نمازوں کے جمع کرنے کا واضح بیان ملتا ہے۔ اس کے علاوہ بھی بعض دوسرے اختلافات ہیں جیسے عمرات کے لئے الگ فصل قائم کی ہے۔ نور العیون ۳، الف/ب؛ خلاصۃ السیر، ۱۵۰-۱۷۔ اول الذکر محب طبری کے بیانیہ پر مبنی ہے)۔

بیانِ حلیہ شریف

آنحضرت ﷺ میانہ قد تھے، سرخی آمیز سفید رنگ تھا، دونوں شانوں کے درمیان کافی فراخی تھی۔ آنحضرت ﷺ کے گیسو دراز تھے اور کانوں کی لووں تک پہونچتے تھے اور وہ حدِ پیری کو نہ پہونچے تھے، سرِ اقدس اور ریشِ مبارک میں بیس بال نمایاں اور روشن تھے، آنحضرت

Marfat.com

ﷺ کا روئے مبارک چودھویں شب کے چاند کی مانند تھا، عمدہ اور معتدل بدن کے تھے۔ خاموش رہتے تو آنحضرت ﷺ پر بزرگی اور رعب چھا جاتا، اور گفتگو فرماتے تو آنحضرت ﷺ پر لطف و تازگی نظر آتی۔ کوئی دور سے دیکھتا تو جمال و نازکی کا ادراک کرتا، نزدیک سے دیکھتا تو ملاحت و شیرینی پاتا۔ آنحضرت ﷺ شیرین گفتار تھے، کشادہ پیشانی تھے، دراز و باریک ابرو تھے جو باہم پیوستہ نہ تھے، ناک بلند/ اونچی، رخسار نرم، دہان کشادہ اور دانت روشن و کشادہ تھے۔ دونوں شانوں کے درمیان مہرِ نبوت تھی۔ آنحضرت ﷺ کے حلیہ/ شمائل نگاروں کا کہنا ہے کہ آنحضرت ﷺ سے پہلے اور آپ ﷺ کے بعد آپ جیسا کسی کو نہ دیکھا۔

(عیون الاثر، ۲/۴۱۳-۴۱۹: ''ذکر صفتہ و شمائلہ ﷺ؛ ''فصل فی تفسیر غریب ھذا الحدیث و مشکلہ'': امام ابن سید الناسؒ نے اس فصلِ صفات و شمائل میں اپنی مختلف سندوں سے کئی روایات بیان کی ہیں اور ان کے اولین رواۃ کرام یہ ہیں: ۱- حضرت حسین بن علیؓ، ۲- حضرت حسن بن علیؓ بروایتِ ہند بن ابی ہالہ۔ بنیادی طور سے یہ بیانیہ قاضی عیاض بن موسیٰ کی روایات پر مبنی ہے اور نور العیون سے خاصا مختلف ہے۔ نور العیون، ۴/ الف؛ خلاصۃ السیر، ۱۸-۲۰ میں زیادہ مفصل بیانِ شمائل ہے)۔

اسماءِ نبوی

آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''میرا نام محمد ہے اور احمد اور ماحی ہے کہ میرے سبب اللہ تعالیٰ کفر کو مٹا دے گا اور حاشر بھی ہے کہ سب سے پہلے قیامت/ حشر میں ہی اٹھوں گا اور عاقب ہے کہ میرے بعد کوئی اور نبی نہیں آئے گا، دوسری روایت میں ہے کہ مقفی (چیدہ)، نبی التوبہ (توبہ کے نبی)، نبی الرحمہ (رحمت کے نبی) اور نبی الملحمہ (جہاد کے نبی) [کے اسماء] بھی آئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو دوسرے اسماءِ حسنیٰ سے بھی موسوم فرمایا ہے جیسے بشیر، نذیر، رؤف، رحیم، رحمۃ للعالمین، محمد، احمد، طٰہٰ، یٰس، مزمل، مدثر اور عبد (بندۂ خاص) جیسا کہ آیتِ کریمہ:

Marfat.com

"سبحٰن الذی اسریٰ بعبدہ لیلا" (پاک ذات ہے، جو لے گیا اپنے بندے کو راتوں رات: اسرا:۱) میں آیا ہے اور عبداللہ جیسا کہ آیت کریمہ: "وانہ لما قام عبداللہ یدعوہ" (اور یہ کہ جب کھڑا ہوا اللہ کا بندہ، اس کو پکارتا۔ جن:۱۹) فرمایا ہے اور منذر جیسا کہ آیت کریمہ: "انما انت منذر" (تو تو ڈر سنانے والا ہے۔ رعد:۷) میں ارشاد ہے۔ دوسرے اسماء کا بھی علماء نے ذکر کیا ہے۔ یہ تمام اسماء آنحضرت ﷺ کی صفات کا بیان ہیں۔

(عیون الاثر، ۲/۴۰۰ کی مختصر فصل اسماءِ نبوی کافی مختلف ہے اور اس میں حدیث الترمذی کا حوالہ ہے جس کی بنیاد پر اسماءِ گرامی کا ذکرِ خیر شروع کتاب میں بھی کیا ہے۔ ۱/۴۵-۴۶: "ذکر تسمیۃ محمدا و احمد ﷺ" جو مختلف کتبِ حدیث جیسے بخاری، مسلم، نسائی، ترمذی وغیرہ کے علاوہ کئی امامانِ سیرت جیسے سہیلی، ابن فورک، قاضی عیاض وغیرہ کی روایات رکھتا ہے۔ نور العیون، ۴/الف-ب؛ خلاصۃ السیر، ۱۸: میں یہ چھٹی فصل ہے اور صفتِ نبوی کی فصل سے قبل ہے اور زیادہ مفصل ہے)۔

اخلاقِ نبوی

حضرت عائشہؓ سے آنحضرت ﷺ کے اخلاق کے بارے میں سوال کیا گیا تو فرمایا کہ آنحضرت ﷺ کا اخلاق قرآن مجید ہے۔ قرآن کے غضب کے موافق غصہ ہوتے تھے اور قرآن کی خوشنودی کے مطابق خوش ہوتے تھے۔ اپنے نفس کے لئے ناراض و ناخوش نہ ہوتے تھے اور نہ اپنے نفس کی خاطر انتقام لیتے تھے لیکن جب حقوق اللہ میں سے کسی حق کو ضائع کیا جاتا تو محض اللہ تعالیٰ کے لئے انتقام لیتے تھے۔ جب ناراض و غصہ ہوتے تھے تو کسی کو آنحضرت ﷺ کے غصہ کا یارا نہ تھا۔

[صفاتِ جود و کرم]

آنحضرت ﷺ سب سے بہادر اور شجاع ترین انسانوں سے زیادہ شجاع تھے اور تمام سخی داتاؤں سے زیادہ سخی اور تمام انسانوں سے زیادہ کریم تھے۔ آپ سے کسی چیز کا سوال کیا

Marfat.com

جاتا تو کبھی ''نا'' نہیں کہتے تھے۔کوئی رات نہیں گذرتی جب آنحضرت کے گھر میں ایک بھی دینار یادرہم موجود ہوتا،اگر کوئی چیز بچ گئی ہوتی اور کوئی ایسا شخص نہ ملتا جسے عطا فرما سکتے اور رات آجاتی تو گھر میں اس وقت تک ہرگز قدم نہ رکھتے جب تک اس چیز سے بری الذمہ نہ ہوجاتے اور اسے مستحقین تک نہ پہونچادیتے۔اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو جو کچھ مال عطا فرمایا تھا یعنی مالِ بیت المال تو اس سے صرف اپنے اہلِ خانہ کے لئے ایک سال کی روزی (قوتِ لایموت) لے لیتے تھے اور وہ بھی ارزاں ترین جنس کی ہوتی جو اس وقت دستیاب ہوتی جیسے کھجور اور جَو،اور اپنے اہل وعیال کی روزی میں سے بھی دوسروں پر ایثار فرمادیتے تھے اور کبھی کبھی یہ صورت حال ہوجاتی کہ سال گذرنے سے پہلے ہی نانِ شبینہ کے بھی محتاج ہوجاتے۔

[حلم وحیا]

آنحضرت ﷺ تمام انسانوں میں سب سے سچے (راست ترین) تھے اور صرف سچی بات کہتے تھے،عہد اور وعدہ وفا کرنے میں سب سے آگے تھے،اور خصلت میں نرم ترین تھے،صحبت میں سب سے نیک اور تمام انسانوں میں سب سے حلیم تھے اور حیا وشرم میں کنواری لڑکی سے،جو پردے میں رہتی ہے اور ہمیشہ نظر نیچی رکھتی ہے،زیادہ حیادار تھے۔آنحضرت ﷺ کی نظر ونگاہ آسمان سے زیادہ زمین کی جانب رہتی تھی اور آنحضرت ﷺ بیشتر گوشۂ چشم سے دیکھتے تھے۔انکسار وتواضع میں تمام انسانوں سے آگے تھے،کوئی بھی دعوت کرتا،خواہ مالدار ہو یا فقیر،آزاد ہو یا غلام،قبول فرمالیتے تھے۔اللہ تعالیٰ کی مخلوق پر سب سے زیادہ شفیق تھے۔پیاسی بلی آجاتی تو اس کے لئے برتن ٹیڑھا کردیتے اور اس وقت تک سیدھا نہ کرتے جب تک بلی سیراب نہ ہوجاتی۔یہ شفقتِ بے غایت تھی۔انسانوں میں سب سے زیادہ پاکدامن تھے۔آپ ﷺ کے نفسِ نفیس پر شہوات ولذات غالب نہ تھے۔

Marfat.com

[صحابہ کرام سے حسنِ سلوک]

دوستوں اور اصحاب کی تکریم سب سے زیادہ کرنے والے تھے۔ ان کے درمیان تشریف فرما ہوتے تو اپنے پیر نہ پھیلاتے، ازدحام یا بھیڑ کی بنا پر جگہ تنگ ہو جاتی تو زانوے مبارک تہہ کر کے جگہ میں فراخی پیدا کر دیتے۔ آنحضرت ﷺ کے زانوئے مبارک ہم نشینوں کے زانوؤں سے آگے نکلے نہ ہوتے۔ کوئی شخص اچانک آنحضرت ﷺ کو دیکھ لیتا تو رعب کھا جاتا اور جو شخص صحبت میں بیٹھتا انتہائی محبت سے بہرہ مند ہو جاتا۔ آنحضرت ﷺ کے ہم نشین و رفیق گرداگرد بیٹھے ہوتے اور آپ ﷺ کچھ فرماتے تو وہ سب خاموش ہو جاتے تاکہ آپ ﷺ کا کلامِ مبارک سنیں، آپ کوئی حکم دیتے تو آپ ﷺ کے فرمان کو بجالانے میں وہ سب جلدی کرتے۔ آنحضرت ﷺ ہر ملنے والے کو سلام کرنے میں پہل کرتے۔ اپنے دوستوں اور یاروں سے ملاقات کرنے کی خاطر زیب و زینت کیا کرتے تھے یعنی لباس، کنگھی اور ان جیسی چیزوں میں اہتمام فرماتے۔ اصحاب کے بارے میں خبریں معلوم کرتے اور ان کے بارے میں اور ان کے احوال کے بارے میں پوچھا کرتے۔ کوئی بیمار ہوتا تو اس کی عیادت کو جاتے، کوئی سفر پر گیا ہوتا تو اس کے لئے دعا فرماتے، کوئی انتقال کر جاتا تو اس کے حق میں انا للہ وانا الیہ راجعون فرماتے اور اس کے بعد دعا فرماتے۔ اگر کسی کے بارے میں معلوم ہو جاتا کہ وہ آزردہ ہے تو اس کے پاس جاتے اور اس کے گھر میں تشریف فرما ہوتے۔ اپنے دوستوں اور صحابہ کے باغات کی طرف جاتے، ان کی ضیافت قبول کرتے اور قوم کے اشراف کے دلوں کو دلاسا دیتے اور اکرام کرتے، اہلِ فضل کی تکریم و توقیر فرماتے، ہر شخص کی عزت افزائی میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھتے، عذر کرنے والوں کا عذر قبول فرما لیتے، سچی بات میں طاقتور اور کمزور دونوں آنحضرت ﷺ کے نزدیک یکساں تھے۔ کسی شخص کو بھی اپنے پیچھے چلنے کی اجازت نہ دیتے،

Marfat.com

فرماتے تھے کہ میری پشت کو فرشتوں کے لئے خالی چھوڑ دو۔ آنحضرت ﷺ جس وقت سواری پر چلتے تو کسی شخص کو اپنے ہمراہ پیادہ نہ چلنے دیتے اور اس کو بھی سوار کر کے دم لیتے۔ اگر وہ شخص سوار ہونے سے رک جاتا تو فرماتے کہ مجھ سے پہلے روانہ ہو جاؤ اور مقامِ مطلوب پر ملو۔

[خادموں پر کرم]

آنحضرت ﷺ اپنے خادموں کی بھی خدمت فرمایا کرتے، آنحضرت ﷺ کے پاس غلام اور باندیاں تھیں لیکن آنحضرت ﷺ اس جماعتِ خادمان پر بھی کھانے پینے میں تفوق و تمیز نہ جتاتے اور کوئی امتیاز نہ برتتے۔ حضرت انسؓ کہتے ہیں: ''میں نے آنحضرت ﷺ کی دس سال تک خدمت کی مگر اللہ تعالیٰ کی قسم ہے کہ حضر یا سفر میں جب بھی صحبتِ نبوی میں رہا آنحضرت نے میری خدمت زیادہ کی اور میں نے آنحضرت ﷺ کی خدمت اتنی نہیں کی۔ آپ ﷺ نے مجھ سے کبھی اف تک نہیں کہا، کبھی کوئی ناخوشی اور تنگدلی کا کام کر بیٹھا تب بھی کبھی یہ نہ فرمایا کہ کیوں کیا؟ اگر کوئی کام نہیں کیا تو کبھی نہ پوچھا کہ کیوں نہیں کیا؟

[آدابِ سفر]

آنحضرت ﷺ ایک سفر میں تھے کہ آپ ﷺ نے ایک بکری پکانے کا حکم دیا۔ ایک شخص نے کہا کہ اس کا ذبح کرنا میرے ذمے، دوسرے نے کہا کہ اس کی کھال اتارنا میرے ذمے، ایک اور نے کہا کہ اس کا پکانا میرے ذمہ رہا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ''جلانے کی لکڑی لانا میرے ذمے''۔ اس جماعت نے عرض کیا کہ آنحضرت ﷺ کی بجائے ہم اس کام کو کرلیں گے۔ فرمایا کہ ''جانتا ہوں کہ تم میری بجائے اس کام کے لئے کافی ہو لیکن میں یہ پسند نہیں کرتا کہ میں کوئی امتیاز روا جانوں اور تم پر کسی قسم کا تفوق چاہوں۔ بلاشبہ حق تعالیٰ اپنے بندہ کی اس خصلت کو کہ وہ اپنے دوستوں اور رفیقوں پر اپنے کو متمیز بنائے ناپسند کرتا ہے''۔ اس کے

Marfat.com

بعد آپ ﷺ اٹھ کھڑے ہوئے اور لکڑیاں اکٹھی کر لائے۔

آنحضرت ﷺ ایک سفر میں تھے، اپنے اونٹ سے نماز کے لئے اترے پھر اونٹ کی طرف گئے۔ بعض صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کدھر تشریف لے جا رہے ہیں؟ فرمایا: "اپنے اونٹ کی نعلبندی کرنے جا رہا ہوں"۔ انھوں نے عرض کیا کہ ہم اس کا پیر باندھ دیتے ہیں۔ فرمایا کہ "تم میں سے کسی کو کسی سے مدد نہیں طلب کرنی چاہئے خواہ وہ مسواک کا ایک ٹکڑا ہی کیوں نہ ہو"۔

[آدابِ مجلس]

آنحضرت ﷺ اٹھتے بیٹھے ہمیشہ اللہ کا ذکر کرتے۔ جب کسی جماعت کے پاس پہونچتے تو جہاں جگہ پاتے وہیں بیٹھ جاتے، یعنی مجلس کے شروع حصہ میں ہی تشریف فرما ہو جاتے اور صدر مجلس کا کبھی قصد نہ فرماتے اور اسی خصلت کو اختیار کرنے کی تاکید تمام مسلمانوں کو فرماتے۔ اپنے ہم نشینوں میں سے ہر شخص کو اس کا حصۂ نصیب عطا فرماتے یعنی اس کے حسب حال سلوک فرماتے، ہر شخص کی تکریم کرتے اور اس پر توجہ فرماتے۔ آنحضرت ﷺ کا ہر ہم نشیں ہمیشہ یہی سمجھتا کہ وہی آنحضرت ﷺ کے نزدیک گرامی تر ہے۔ اپنی توجہ اور رخِ مبارک سے ہر ایک کے ساتھ بشاشت سے پیش آتے اور ہر ایک یہی سمجھتا کہ وہ سب سے زیادہ معزز و مکرم ہے۔ اگر کوئی شخص آنحضرت ﷺ کے پاس آ کر بیٹھ جاتا تو آنحضرت ﷺ اس مجلس سے اس وقت تک نہ اٹھتے جب تک وہ شخص نہ اٹھ جاتا سوائے یہ کہ کوئی ضرورت پیش آ جاتی تو اس سے اجازت مانگتے۔ کسی شخص سے ایسی کوئی بات نہ کہتے جو اسے ناگوار ہوتی۔ کسی کی بدخوئی اور بے ادبی کا مقابلہ نہ فرماتے بلکہ اس کو معاف فرما دیتے اور اس سے درگذر کر دیتے۔

[عیادت و مرحمت]

بیماروں کی عیادت فرماتے اور فقیروں کو دوست رکھتے اور ان کے ساتھ ہمنشینی فرماتے

Marfat.com

اوران کے جنازے میں تشریف لے جاتے۔ کسی فقیر کو اس کے فقر کے سبب حقیر نہ سمجھتے اور کسی بادشاہ کی بادشاہی سے رعب و ہیبت نہ کھاتے۔ ہر نعمتِ الٰہی کو خواہ چھوٹی ہو بزرگ سمجھتے اور اس کی قدر فرماتے اور کسی خصلت کو برے نام سے کبھی یاد نہ فرماتے۔ کسی کھانے کی کبھی برائی نہ کرتے، اگر اس کی رغبت ہوتی تناول فرمالیتے ورنہ اسے چھوڑ دیتے۔ ہمسایوں کے احوال کی خبرداری فرماتے اور ان کا اعزاز و اکرام فرماتے۔

[خوش مزاجی]

آنحضرت ﷺ تمام انسانوں سے زیادہ خوش مزاج تھے اور آپ ﷺ کے چہرۂ انور پر ہمیشہ تبسم اور تازگی رہتی، بشاشت کبھی رخِ انور سے جدا نہ ہوتی۔ کوئی وقت ایسا نہ گذرتا کہ اللہ تعالیٰ کے لئے کوئی نہ کوئی عمل نہ کرتے رہتے، سوائے ضروری حاجات میں مشغولیت کے اوقات کے۔ دو چیزوں میں اختیار دیا جاتا تو ہمیشہ آسان ترین چیز اختیار فرماتے، سوائے اس صورت کے جب اس میں قطع رحمی کی صورت پیدا ہو جاتی۔ اگر قطع رحمی کا معاملہ ہوتا تو اس سے اور تمام انسانوں سے دور ترین ہوتے یعنی انتہائی کوشش سے اس سے احتراز فرماتے۔

[اپنے کام خود کرتے]

اپنے جوتے/ پاپوش خود گانٹھ لیتے، اپنے لباس میں خود پیوند لگا لیتے، گھوڑے، اونٹ اور خچر، گدھے (دراز گوش) پر سوار ہوتے تو اپنی پیٹھ کے پیچھے اپنے کسی غلام یا کسی اور کو بٹھا لیتے جسے ردیف کہتے ہیں۔ اپنے گھوڑے کے چہرے کو اپنی آستین کے کنارے سے یا اپنی چادر کے گوشہ سے پونچھ دیتے۔

[فالِ نیک لیتے]

آنحضرت ﷺ فالِ نیک پسند فرماتے مگر بدشگونی کو ناپسند کرتے۔ فال کا مطلب یہ

Marfat.com

ہے کہ کوئی کسی کام کو کرنے پر آمادہ ہو اور کوئی نیک کلمہ کان میں پڑ جائے جیسے کوئی یا راشد اور یا سالم کہہ دے اور وہ اس کو سن کر خوش وقت ہو جائے۔ طیرہ بدشگون سے عبارت ہے کہ جیسے حیوانات دائیں یا بائیں سے نکل جائیں یا کووں وغیرہ کی کائیں کائیں سنائی دے۔

[مسنون دعائیں]

جب کوئی پسندیدہ چیز حاصل ہوتی تو اسے اچھا گردانتے اور الحمدلله رب العالمین فرماتے اور جب کوئی ناپسندیدہ چیز سے سابقہ پڑ جاتا تو فرماتے: ''الحمدلله علی کل حال ''۔ کھانے سے فراغت ہوتی اور کھانا آنحضرت ﷺ کے سامنے سے اٹھالیا جاتا تو دعا پڑھتے: ''الحمدلله الذی اطعمنا وسقانا واروانا وجعلنا من المسلمین''۔

[آدابِ نشست وعبادت]

آنحضرت ﷺ کی زیادہ تر نشست و برخاست قبلہ رو ہوتی، ذکر بہت فرماتے اور بیہودہ بات کبھی زبان سے نہ نکلتی۔ نماز خوب لمبی کرتے اور خطبہ چھوٹا پڑھتے اور ہر مجلس میں اللہ تعالیٰ سے سو مرتبہ مغفرت طلب کرتے یعنی استغفار فرماتے۔ نماز پڑھنے کے دوران گریہ وزاری کے سبب سینۂ مبارک سے تانبہ کی پتیلی کے کھولنے/ جوش کھانے کی مانند آواز سنی جاتی۔ آنحضرت ﷺ دوشنبہ، پنجشنبہ کو اور ہر ماہ میں تین دن اور عاشورا کا روزہ ضرور رکھتے اور بہت کم ایسا ہوا کہ جمعہ کے روز بے روزہ رہے ہوں، رمضان کے علاوہ کسی اور مہینے میں اتنی کثرت سے روزے نہیں رکھتے تھے جتنے ماہِ شعبان میں رکھتے تھے۔

[خصائصِ نبوی]

آنحضرت ﷺ کے خواص میں ایک خاصیت یہ تھی کہ آپ ﷺ کی آنکھیں تو سوتی تھیں مگر آنحضرت ﷺ کا دل کبھی نہ سوتا کیونکہ وہ وحی کے انتظار میں جانب قدس متوجہ رہتا

Marfat.com

تھا۔ جب آنحضرت ﷺ سوتے تو سانس کی آمد و رفت تو سنائی دیتی مگر خراٹے کبھی نہ سنائی دیتے۔ یہ صورت ناپسندیدہ ہے اور بعض سونے والوں سے وہ سنائی دیتے ہیں۔ کوئی اچھا خواب دیکھتے تو اس کو بیان فرما دیتے اور ناپسندیدہ چیز دیکھتے تو فرماتے: ''**ھو اللہ لا شریک لہ**''۔ جب کسی جگہ سونے اور آرام فرمانے کے لئے لیٹتے تو دعا پڑھتے: ''**رب وقنی عذابک یوم تبعث عبادک**'' (میرے پروردگار! اپنے عذاب سے اس دن مجھے بچائیو جس دن تو اپنے بندوں کو اٹھائے گا)، بیدار ہوتے تو فرماتے: ''**الحمدللہ الذی احیانا بعدما اماتنا والیہ النشور**'' (اللہ کی تمام حمد جس نے ہم کو مارنے کے بعد جلا دیا اور اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے)۔

[سنتِ ہدیہ وطعام]

صدقہ کبھی نہیں کھاتے مگر ہدیہ تناول فرما لیتے تھے۔ صدقہ یہ ہے کہ ثواب کی طلب میں فقیروں کو دیتے ہیں اور اس شخص کی خصوصیت اس کو منظور نہیں ہوتی اور ہدیہ یہ ہے کہ اس شخص کے اکرام کے لئے پیش کیا جاتا ہے۔ اگر کوئی شخص آنحضرت ﷺ کی خدمت میں ہدیہ بھیجتا تو آنحضرت ﷺ اس کے عوض میں اس جیسا یا اس سے بہتر ہدیہ اس شخص کو عنایت فرمایا کرتے۔ کھانے میں کسی قسم کا تکلف نہ فرماتے اور فاقہ اور بھوک کی شدت میں شکمِ مبارک پر پتھر باندھ لیتے تا کہ بے طاقت نہ ہو جائیں۔ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو زمین کے خزانوں کی کلید عطا فرمائی مگر اسے قبول نہ کیا اور آخرت کو اختیار فرمایا۔ آنحضرت ﷺ روٹی سرکہ کے ساتھ کھا لیتے تھے اور فرماتے تھے کہ سرکہ بہترین سالن ہوتا ہے۔ آپ ﷺ نے مرغ (ماکیان) اور سرخاب (حباریٰ) کا گوشت کھایا ہے جو معروف پرندہ ہے۔ کدو/لوکی اور دستِ بکری کا گوشت مرغوب تھا۔ فرماتے تھے کہ زیتون کا تیل کھاؤ اور اسے بدن پر مالش کرو کہ اس کا درخت بلاشبہ مبارک ہے۔ آنحضرت ﷺ صرف تین انگلیوں سے کھاتے تھے اور فراغت کے بعد ان کو چاٹ لیتے

Marfat.com

تھے۔ آنحضرت ﷺ نے جو کی روٹی خشک خرما کے ساتھ، اور خربوزہ تر کھجور کے ساتھ، اور تر کھجور کے ساتھ کھیرا (بادرنگ)، اور مکھن (مسکہ) کے ساتھ تر کھجور کھائی ہے۔ شیرینی اور شہد سے بہت رغبت تھی۔ پانی بیٹھ کر پیتے تھے اور پینے کے دوران تین بار برتن کو دہنِ مبارک سے جدا کر کے سانس لیتے تھے۔ جب باقیماندہ پانی اصحابِ مجلس کو دینا چاہتے تھے تو دائیں جانب سے آغاز فرماتے تھے۔ ایک بار دودھ نوش فرمایا تو ارشاد فرمایا کہ جب بھی کوئی چیز کھاؤ تو دعا پڑھو: "اللھم ارزقنا خیرا منه"۔ جب پانی یا دودھ پیو تو اس کے بعد کہو: "اللھم بارک لنا فیه وزدنا منه" اور ارشاد فرمایا کہ سوائے دودھ کے اور کوئی چیز کھانے اور پینے دونوں کی کفایت نہیں کرتی یعنی وہ دونوں کے لئے کافی ہوتا ہے۔

[لباسِ نبوی]

آنحضرت ﷺ بالعموم اونی کپڑے (جامہ پشمین) پہنتے تھے اور پیروں میں ایسے جوتے پہنتے تھے جو دوختہ اور پیوند والے ہوتے تھے اور پہننے میں تکلف نہیں کرتے تھے۔ ملبوسات میں آنحضرت ﷺ کو قمیص بہت محبوب تھی۔ جب نیا لباس پہنتے تو فرماتے: "اللھم لک الحمد کما البستہ واسئلک خیرہ و خیر ما صنع له" (اے اللہ: تیری ہی حمد ہے جیسا کہ تو نے پہنایا اور اس کی خیر مانگتا ہوں اور جس کے لئے وہ لباس بنایا گیا ہے اس کی خیر طلب کرتا ہوں)۔ سبز لباس سے خوش ہوتے تھے، کبھی کبھی ایک چادر بھی اوڑھتے/استعمال کرتے تھے اس طرح کہ اس کا کوئی حصہ آنحضرت ﷺ کے جسم پر بندھا نہ ہوتا اور اس کے دونوں کنارے دونوں شانوں کے درمیان پڑتے ہوتے اور اسی کیفیت سے ایک چادر میں نماز ادا کرتے۔ آنحضرت ﷺ عمامہ و دستار بھی اس طرح باندھتے کہ اس کا ایک حصہ یعنی شملہ دونوں شانوں کے درمیان لٹکتا ہوتا۔ جمعہ کے روز سرخ چادر پہنتے، بعض نے کہا ہے کہ وہ چادر سرخ دھاریوں سے کڑھی

Marfat.com

ہوتی۔ چاندی کی انگوٹھی بھی پہنتے کہ جس کا نقش تھا: ''محمد رسول اللہ''، اسے سیدھے ہاتھ کی چھوٹی انگلی (خنصر) میں پہنتے اور کبھی بائیں کی چھوٹی انگلی میں بھی پہن لیتے۔ خنصر تمام انگلیوں میں سب سے چھوٹی کو کہتے ہیں۔ خوشبو بہت پسند فرماتے اور بدبو سے سخت ناخوش ہوتے۔ فرمایا کرتے: ''بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے میرے لئے عورتیں اور خوشبو محبوب بنادی ہیں اور نماز میں میری آنکھوں کی ٹھنڈک رکھ دی ہے''۔ مختلف قسم کی خوشبوؤں میں قیمتی خوشبو استعمال فرماتے، وہ خوشبو مرکب ہوتی یا صرف مشک کی ہوتی، بخور بھی لیتے تھے جو عود اور کافور پر مشتمل ہوتا۔

[طہارت اور زیب وزینت]

اثمد کا سرمہ استعمال فرماتے جو تمام اقسامِ سرمہ میں اعلیٰ ہوتا ہے۔ کبھی داہنی آنکھ میں تین بار سرمہ لگاتے اور دو بار بائیں آنکھ میں لگاتے۔ کبھی روزہ کی حالت میں بھی سرمہ لگا لیتے۔ سرِ مبارک اور ریشِ مبارک میں تیل اکثر لگاتے اور ایک دن کا ناغہ کر کے تیل استعمال فرماتے، سرمہ طاق عدد کی رعائت سے لگاتے تھے، کنگھی کرنے، جوتے پہننے، طہارت کرنے اور تمام کاموں میں داہنی جانب سے ابتدا کرنا پسند فرماتے، آئینہ بھی دیکھتے تھے، سفر میں بھی چند چیزیں آنحضرت ﷺ سے جدا نہیں ہوتی تھیں جیسے شیشہ، تیل، سرمہ دانی، آئینہ، کنگھا، قینچی، مسواک، سوئی اور دھاگا۔

آنحضرت ﷺ ہر رات تین بار مسواک کرتے: ان میں سے ایک بار جب سونے جاتے، جب سو کر تہجد کے لئے بیدار ہوتے اور جب نمازِ فجر کے لئے باہر تشریف لاتے۔ آنحضرت ﷺ حجامت یعنی فصد بھی کھلواتے یعنی خون نکلواتے تھے۔

[مزاحِ نبوی]

آنحضرت ﷺ مزاح بھی فرماتے اور مزاح میں بھی سچ بات کے سوا کچھ اور نہ کہتے:

Marfat.com

ایک بار ایک شخص خدمتِ اقدس میں آیا اور کہا: یا رسول اللہ! مجھے ایک اونٹ پر سوار کر دیجئے [سواری کا ایک اونٹ عطا فرمایئے]۔ فرمایا: تجھے میں ایک اونٹنی کے بچے پر سوار کروں گا۔ اس نے عرض کیا: اونٹنی کا بچہ میرے کس کام کا؟ وہ میرا بوجھ نہیں اٹھا سکے گا۔ اس وقت لوگوں نے اس کو بتایا کہ ہر اونٹ اونٹنی کا بچہ ہی ہوتا ہے۔

۲- دوسری بار ایک عورت نے آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا: یا رسول اللہ! میرا شوہر بیمار ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے پوچھا: تمہارا شوہر وہی شخص ہے نا جس کی آنکھ میں سفیدی ہے۔ آنحضرت ﷺ کی مراد دیدے کی سفیدی سے تھی جو ہر آنکھ میں ہوتی ہے۔ مگر اس عورت نے اس سے بری/ مذموم سفیدی کو سمجھا جو دیکھنے سے مانع ہوتی ہے۔ وہ عورت واپس گئی اور اس نے اپنے شوہر کی آنکھ کھولی۔ شوہر نے اس سے پوچھا کہ تجھے کیا ہوا کہ میری آنکھ چیرتی ہے۔ اس نے کہ مجھے آنحضرت ﷺ نے خبر دی ہے کہ تمہاری آنکھ میں سفیدی ہے۔ شوہر نے کہا: کوئی شخص ایسا نہیں جس کی آنکھ میں سفیدی نہ ہو۔

۳- ایک اور عورت آنحضرت ﷺ کی خدمت میں آ کر عرض گذار ہوئی: یا رسول اللہ اللہ تعالیٰ کی جناب میں دعا کیجئے کہ وہ مجھے جنت میں داخل فرما دے۔ فرمایا: اے فلاں کی ماں، جنت میں کوئی بوڑھی عورت نہ جائے گی۔ وہ عورت روتی ہوئی آنحضرت ﷺ کی مجلس سے واپس لوٹی۔ فرمایا کہ اسے بتا دو کہ جنت میں بہ حالتِ پیری کوئی نہ داخل ہو گا یعنی ہر شخص از سر نو جوان ہو جائے گا اور حالتِ جوانی میں جنت میں جائے گا۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا ہے ''**انا انشانھن انشاء o فجعلنھن ابکارا o عربا اترابا o**''۔ اس حدیث کے اقتضا کے بموجب اس آیت کے معنی یہ ہیں کہ ہم نے مومن عورتوں کو دوسری بار پیدا کیا یعنی حشر میں اور ان کو جوان دختر بنا دیا، **واللہ اعلم**.

Marfat.com

(عیون الاثر، ۲/۳۲۱-۳۲۸: "ذکر جمل من اخلاقہ علیہ أفضل الصلوٰۃ والسلام" میں آغاز آیتِ قرآنی: "وانک لعلیٰ خلق عظیم" (اور تو پیدا ہوا ہے بڑے خلق پر۔ قلم:۴) سے ہوتا ہے۔ اس کے بعد حدیثِ حضرت عائشہؓ ہے اور متعدد صحابہ کرام کی مختلف روایات ہیں جو بالترتیب یوں ہیں: ا-حضرت ابوذر، حضرت براء، حضرت ابوعمران، حضرت ابن عمر، حضرت انس (دوبارہ)، حضرت عمران بن الحصین، حضرت ابوسعید خدری، حضرت عائشہ وانس (بار بار)، حضرت قیس بن سعد وغیرہ رضی اللہ عنہم۔ پورا بیانیہ مختلف ہے جبکہ نور العیون، ۴/ب-۸/الف: خلاصۃ السیر، ۲۰-۲۹ کا بیانیہ بہت مماثلت رکھتا ہے اور وہ مختلف احادیثِ نبوی سے مرتب کیا گیا ہے۔ کتبِ حدیث میں اخلاقِ نبوی کے ابواب کے علاوہ وہ دوسرے ابواب وکتب میں پائی جاتی ہیں)۔

[ازواجِ مطہرات]

☆ آنحضرت ﷺ سب سے پہلے حضرت خدیجہؓ بنت خویلد کو اپنے نکاح میں لائے اور پہلے یہ قصہ آچکا ہے۔

☆ اس کے بعد حضرت سودہؓ بنت زمعہ سے نکاح کیا۔ جب وہ آنحضرت ﷺ کے پاس بڑی عمر کی ہوگئیں اور آنحضرت ﷺ نے ان کو طلاق دینی چاہی تو انھوں نے اپنی باری حضرت عائشہؓ کو دے دی اور کہا کہ مجھے مردوں سے کوئی مطلب نہیں لیکن میں آنحضرت ﷺ کی ازواج میں شمار ہو کر حشر کے دن اٹھنا چاہتی ہوں۔

☆ ان کے بعد حضرت عائشہؓ بنت ابی بکر صدیقؓ سے مکہ میں ہجرت سے دو سال پہلے نکاح کیا اور ایک قول کے مطابق ہجرت سے تین سال پہلے شوال کے مہینے میں نکاح کیا اور وہ اس وقت چھ سال کی تھیں اور مدینہ میں شوال ۲ھ میں ان کے ساتھ شبِ زفاف منائی جب وہ نو سال کی تھیں۔ رسولِ اکرم ﷺ نے وفات پائی تو وہ اٹھارہ سال کی تھیں۔ انھوں نے مدینہ میں ۱۷ رمضان ۵۸ھ میں وفات پائی اور بقیع میں مدفون ہوئیں اور اس کے علاوہ دوسری تاریخ بھی

Marfat.com

نقل کی گئی ہے۔آنحضرت ﷺ نے حضرت عائشہؓ کے سوااور کسی کنواری سے شادی نہیں کی۔ ان کی کنیت ام عبداللہ ہے۔

☆اس کے بعد حضرت حفصہ بنت عمر فاروقؓ کو نکاح میں لائے۔ایک روایت میں آیا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ان کو طلاق دے دی تو حضرت جبریلؑ نازل ہوئے اور کہا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو حکم دیتا ہے کہ رجوع فرمالیں کیونکہ حضرت حفصہؓ بڑی روزہ دار اور بڑی نماز گذار ہیں۔ایک اور روایت میں آیا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت عمرؓ پر مہربانی کی خاطر رجوع فرمالیا تھا۔واللہ اعلم۔

☆حضرت ام حبیبہ بنت ابی سفیانؓ سے آپ ﷺ نے اس وقت نکاح کیا جب وہ حبشہ میں تھیں اور ان کا مہر آنحضرت ﷺ کی طرف سے پادشاہِ حبشہ نجاشی نے ادا کیا جو چار سو دینار تھا اور ان کے نکاح کے متولی حضرت عثمانؓ بن عفان تھے اور ایک قول میں حضرت خالدؓ بن سعید بن العاص تھے۔انھوں نے ۴۴ھ میں وفات پائی۔

☆حضرت ام سلمہؓ سے نکاح فرمایا۔ان کی وفات سنہ ۶۲ھ میں ہوئی اور وہ آنحضرت ﷺ کی وفات کے اعتبار سے آخری زوجہ مطہرہ تھیں اور ایک قول کے مطابق سب میں آخری زوجہ حضرت میمونہ تھیں [یعنی ازواجِ مطہرات میں سب سے آخر میں وفات پانے والی تھیں]۔

☆حضرت زینب بنت جحشؓ سے نکاح فرمایا۔وہ آنحضرت ﷺ کی پھوپھی کی دختر تھیں۔پہلے وہ آنحضرت ﷺ کے مولیٰ حضرت زید بنؓ حارثہ کے نکاح میں تھیں۔انھوں نے ان کو جب طلاق دے دی تو وہ ازواجِ مطہرات میں داخل ہوئیں۔سنہ بیس میں وفات پائی۔ آنحضرت ﷺ کے بعد وہ ازواج میں سے سب سے پہلے وفات پانے والی تھیں۔وہ پہلی خاتون تھیں جن کو تابوت پر اٹھایا گیا یعنی ان کی نعش کو کہ جنازہ پر چند مضبوط لکڑیاں لگائی گئی تھیں

Marfat.com

جنھوں نے اسے گہوارہ کی شکل دے کر اسے زیادہ پردہ دار اور ستر والا بنا دیا تھا۔

☆ حضرت جویریہ بنت حارثؓ سے آپ ﷺ نے نکاح کیا۔ وہ غزوۂ بنی مصطلق میں اسیر ہوگئی تھیں اور حضرت ثابت بن قیسؓ کے حصہ میں پڑیں۔ حضرت جویریہؓ نے ان سے مکاتبت کرلی اور خدمتِ آنحضرت ﷺ آئیں تاکہ رقمِ مکاتبت میں کچھ آپ ﷺ سے مانگیں۔ وہ حسین و جمیل خاتون تھیں۔ آنحضرت ﷺ نے [حضرت ثابتؓ سے] فرمایا: کیا اس سے بہتر کام نہ کروں۔ تمہارا مکاتبت کا مال ادا کروں اور تم کو ایک عورت بھی دے دوں۔ جب وہ اس پر راضی ہوگئے تو آنحضرت ﷺ نے وہ رقم ادا کردی اور ان سے نکاح کرلیا۔ سنہ ۵۶ھ میں وفات پائی۔

☆ حضرت صفیہؓ سے نکاح کیا جو کہ حضرت ہارون علیہ السلام کی اولاد میں تھیں اور غزوۂ خیبر میں قیدی بن گئی تھیں۔ آنحضرت ﷺ نے ان کو آزاد کردیا اور آزادی ہی کو ان کا مہر قرار دیا۔ سنہ ۵۰ھ میں وفات پائی۔

☆ حضرت میمونہؓ سے نکاح فرمایا۔ وہ حضرات خالدؓ بن ولید اور عبداللہ بن عباسؓ کی خالہ ہیں۔ انھوں نے اسی مقام پر وفات پائی جہاں آنحضرت ﷺ نے ان سے نکاح کیا تھا۔ اس مقام کا نام سرف ہے، ان کی وفات ۵۱ھ میں اور ایک قول کے مطابق ۶۶ھ میں ہوئی اور آخری قول کے مطابق وہ آنحضرت ﷺ کی ازواج میں سب کے بعد وفات پانے والی تھیں۔

رسولِ اکرم ﷺ نے حضرت زینبؓ بنت خزیمہ سے ۳ھ میں نکاح کیا تھا۔ وہ آنحضرت ﷺ کے پاس دو تین ماہ سے زیادہ نہ رہیں اور حیاتِ نبوی ہی میں وفات پائی۔

[دیگر ازواجِ نبوی]

ان کے علاوہ ایک جماعتِ ازواج ایسی بھی ہے کہ جن سے آنحضرت ﷺ نے نکاح کیا یا ان کو پیغام دیا مگر معاملہ انجام تک نہ پہونچا، ان میں سے:

Marfat.com

☆ایک حضرت فاطمہؓ بنت ضحاک ہیں کہ جن سے آنحضرت ﷺ نے نکاح کیا اور جب آیتِ تخییر نازل ہوئی تو ان کو آپ ﷺ نے اختیار دے دیا کہ آنحضرت ﷺ کی صحبت میں رہیں یا دنیا اختیار کریں۔ انھوں نے دنیا اختیار کرلی لہذا آنحضرت ﷺ نے ان کو جدا کر دیا۔ بعد میں اُن کو سخت اندوہ نے گھیرا اور وہ کہا کرتیں کہ بڑی بد بخت ہوں کہ میں نے دنیا اختیار کرلی۔

☆ان ہی میں ایک شراف نامی ہمشیرۂ حضرت دحیہ کلبیؓ ہیں کہ ان کو بیوی بنایا مگر ان سے تعلقِ زن وشو نہیں قائم فرمایا۔

☆حضرت خولہؓ بنت ہزل ہیں جنھوں نے اپنا نفس آنحضرت ﷺ کو پیش کیا تھا یعنی بغیر مہر کے نکاح میں آئی تھیں۔

☆ایک قول کے مطابق اپنا نفس ہبہ کرنے والی حضرت ام شریکؓ تھیں۔

☆حضرت اسماء جونیہ ان کو کہا جاتا ہے۔ جب آنحضرت ﷺ نے ان کی طرف دستِ مبارک بڑھایا تو انھوں نے کہا ''اعوذ باللہ منک'' (آپ سے خدا کی پناہ مانگتی ہوں) لہذا آنحضرت ﷺ نے ان کو الگ کر دیا۔

☆عمرہ بنت یزید، ایک غفاری خاتون اور عالیہ بنت ظبیان۔ ان سب کو تعلق سے قبل طلاق دے دی۔

☆بنت الصلت بھی تھیں جو رسولِ اکرم ﷺ کے پاس پہونچنے سے قبل انتقال کر گئیں۔

☆ایک دوسری خاتون جن کے پاس آنحضرت ﷺ تشریف لے گئے اور ان سے فرمایا: مجھے اپنا نفس ہبہ کر دو (ھبی لی نفسک)۔ انھوں نے کہا کہ ہر عورت جو اپنے نفس کی خود مالک ہے وہ اپنے آپ کو آزار میں مبتلا نہیں کرتی لہذا رسولِ اکرم ﷺ نے ان کو بھی الگ کر دیا۔

☆ایک خاتون کو آپ ﷺ نے پیغام دیا مگر اس کے باپ نے بتایا کہ اس کو سفید

Marfat.com

داغ ہیں، ویسے دوسری کوئی علت نہیں ہے لہذا سفید داغ کی وجہ سے رشتہ نہ ہو سکا۔

☆ ایک عورت کو پیغام دیا تو اس کے باپ نے اس کی صفات بیان کیں اور پھر اضافہ کیا کہ وہ کبھی بیمار نہیں ہوئی۔ فرمایا کہ اس کو اللہ تعالیٰ کی کچھ خبر نہیں لہذا آپ ﷺ نے اسے ترک کر دیا۔

آنحضرت ﷺ کی تمام ازواج کا مہر پانچ سو درہم تھا، ہر ایک زوجہ مطہرہ کا۔ یہ قول تمام اقوال میں صحیح ترین ہے۔ اس کا اطلاق البتہ حضرت صفیہؓ اور نہ حضرت ام حبیبہؓ پر نہیں ہوتا جیسا کہ پہلے گذر چکا۔

(عیون الاثر ۲/۳۸۱-۳۹۴: "ذکر ازواجه و سراریه سلام الله علیه و علیهن "۔ بحث کا آغاز حضرت ابو سعید خدریؓ کی حدیث سے ہوتا ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے تمام نکاح حضرت جبریل علیہ السلام کی لائی ہوئی وحی کے مطابق کیے، خواہ خود آپ ﷺ کے متعدد نکاح ہوں یا آپ کی بناتِ طاہرات کے نکاح ہوں۔ پھر تاریخی ترتیب سے سب ازواجِ مطہرات کا ذکر کیا ہے اور حضرت خدیجہؓ کے بارے میں صرف یہ جملہ لکھا ہے کہ ان کے نکاح کا ذکر پہلے آ چکا۔ اس فصل/باب میں بہت تفصیل ہے، متعدد روایات ہیں اور ان میں سے قریب قریب ہر ایک کے بارے میں اختلافی اقوال بھی ہیں اور ان کے مآخذ بھی۔ یہ بیانیہ بھی خاصا مختلف ہے۔ نور العیون، ۸/الف-۹ب؛ خلاصۃ السیر، ۳۶-۴۰: دونوں کا بیانیہ خاصا یکساں ہے)۔

اولادِ آنحضرت ﷺ

☆ میں ایک قاسمؓ ہیں اور آنحضرت ﷺ کی کنیت انھیں کے نام پر تھی لہذا آنحضرت ﷺ کو ابو القاسم کہتے تھے۔

☆ عبد اللہؓ: ان کے دو لقب طیب و طاہر تھے۔ ایک قول میں ہے کہ طیب طاہر کے علاوہ [دوسرے فرزند] تھے۔

☆ زینبؓ، رقیہؓ، ام کلثومؓ اور فاطمہؓ اور حضرت فاطمہ آنحضرت ﷺ کی دختروں میں سب سے چھوٹی تھیں۔

Marfat.com

تمام بیٹوں کا اسلام سے پہلے بچپن میں انتقال ہو گیا تھا البتہ دختروں نے اسلام کا زمانہ پایا اور مسلمان ہوئیں۔ یہ پوری جماعتِ اولاد سب کی سب حضرت خدیجہؓ کے بطن سے تھی۔

☆ اس کے بعد حضرت ماریہ قبطیہؓ کے بطن سے مدینہ میں حضرت ابراہیمؑ پیدا ہوئے اور ستر (۷۰) دن کے بچے تھے کہ وفات پا گئے اور ایک قول میں وہ سات ماہ کے تھے اور ایک اور قول میں سولہ ماہ کے ہو کر فوت ہوئے۔

آنحضرت ﷺ کی تمام اولاد سوائے حضرت فاطمہؓ کے آنحضرت ﷺ کی حیات ہی میں وفات پا گئی۔ صرف حضرت فاطمہؓ نے آنحضرت ﷺ کے چھ ماہ بعد انتقال فرمایا۔

[صاحبزادیاں]

☆ حضرت زینبؓ: حضرت ابوالعاصؓ کے نکاح میں تھیں اور ان سے ایک فرزند علیؓ نامی پیدا ہوئے جو بچپن ہی میں فوت ہو گئے، اور ایک دختر حضرت امامہؓ نام کی تھیں، جب وہ جوان ہوئیں تو امیر المومنین علیؓ نے ان سے حضرت فاطمہؓ کے بعد نکاح کر لیا۔ حضرت علیؓ کے بعد حضرت مغیرہؓ بن نوفل بن حارث نے ان سے نکاح کیا اور اس رشتہ سے یحییٰؓ نام کا ایک فرزند تولد ہوا۔

☆ حضرت فاطمہؓ امیر المومنین حضرت علیؓ کے نکاح میں تھیں۔ ان سے حسنؓ، حسینؓ، محسنؓ، رقیہؓ، زینبؓ، ام کلثومؓ پیدا ہوئے۔ محسنؓ کا بچپن میں انتقال ہو گیا اور رقیہؓ بھی بلوغ سے قبل چل بسیں۔ حضرت زینبؓ سے حضرت عبداللہؓ بن جعفر نے نکاح کیا اور ان سے ایک فرزند علیؓ نام کے پیدا ہوئے مگر جلد ہی وفات پا گئے۔ حضرت ام کلثومؓ سے امیر المومنین حضرت عمرؓ نے نکاح کیا اور ان سے زید نامی ایک فرزند پیدا ہوئے۔ حضرت عمرؓ کے بعد وہ حضرت عون بن جعفرؓ کی بیوی بن گئیں اور ان کے بعد محمدؓ بن جعفر کی اور ان کے بعد عبداللہؓ بن جعفر کی بیوی بنیں۔

☆ حضرت رقیہؓ بنت آنحضرت ﷺ امیر المومنین حضرت عثمانؓ کے پاس تھیں۔ ان

Marfat.com

سے ایک فرزند پیدا ہوئے جن کا نام عبداللہؓ تھا اور ان کا بچپن میں ہی انتقال ہو گیا۔ حضرت رقیہؓ نے اس روز وفات پائی جس دن حضرت زیدؓ بن حارث [کذا= حارثہ] فتحِ بدر کی خوشخبری لے کر مدینہ آئے تھے۔

☆ان کے بعد حضرت عثمانؓ نے حضرت ام کلثومؓ بنت رسولِ اکرم ﷺ سے نکاح کیا۔ ان کا بھی حضرت عثمانؓ کے عقد کے دوران ہی ماہِ شعبان ۹ھ میں انتقال ہو گیا۔ حضرت عثمانؓ سے پہلے رقیہ عتبہ کے پاس تھیں اور ام کلثوم عتیبہ کے پاس، وہ دونوں ابولہب کے فرزند تھے۔

(عیون الاثر ۲/۳۶۳-۳۶۷: "ذکر اولادہ ﷺ" کی فصل معجزاتِ نبوی کے بعد اور ازواجِ مطہرات سے کافی پہلے ہے۔ وہ ابن سعد کی روایت پر بنیادی طور سے مبنی ہے اور خاصی تفصیل رکھتی ہے، ان کے علاوہ دوسرے مآخذ اور ان کی روایات بھی ہیں۔ بیانیہ میں اولاد کی ترتیب وغیرہ کافی مختلف ہے۔ نور العیون ۹/ب--۱۰ الف: خلاصۃ السیر، ۴۰-۴۱: دونوں کا بیانیہ قریب قریب یکساں ہے)۔

آنحضرت ﷺ کے چچاؤں اور پھوپھیوں کے اسماء گرامی

حارث، قثم، زبیر، حمزہؓ، عباسؓ، ابو طالب، عبدالکعبہ، حجل، ضرار، غیداق، ابولہب، صفیہؓ، عاتکہ، اروی، ام حکیم، برہ، امیمہ۔ اس جماعت سے صرف تین اشخاص- حمزہؓ، عباسؓ اور صفیہؓ- نے اسلام قبول کیا۔

(عیون الاثر ۲/۳۶۹-۳۸۰ مع فصل فوائد: "ذکر اعمامہ و عماتہ ﷺ" کا آغاز ابو طالب عبد مناف سے ہوتا ہے۔ وہ بہت مفصل اور مدلل باب ہے۔ متعدد مآخذِ حدیث و سیرت کا ذکر ہے۔ حضرت عباس کے حالات بہت مفصل ہیں۔ نور العیون، ۱۰/الف-۱۰/ب: خلاصۃ السیر، ۴۲-۴۴)۔

آنحضرت ﷺ کے موالی کے اسماء

زید بنؓ حارثہ اور ان کے فرزند اسامہؓ، ثوبانؓ، ابو کبشہؓ، وہ غزوہ بدر میں شریک تھے اور

Marfat.com

جس دن حضرت عمرؓ خلیفہ ہوئے اس دن ان کا انتقال ہوا۔ انیسہؓ، شقران۔ ایک قول کے مطابق آنحضرت نے ان کو اپنے والدِ ماجد سے وراثت میں پایا تھا، اور ایک اور قول میں ان کو حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ سے آپ ﷺ نے خرید فرمایا تھا۔ رباحؓ، یسارؓ اور ان کو عرینہ والوں نے قتل کر دیا تھا۔ ابو رافعؓ جن کو حضرت عباسؓ نے آنحضرت ﷺ کی خدمت میں پیش کیا تھا اور جس وقت انھوں نے حضرت عباسؓ کے اسلام لانے کی خبر پہونچائی تھی آنحضرت ﷺ نے ان کو آزاد کر دیا تھا اور آنحضرت ﷺ نے ان کو اپنی باندی سلمیٰؓ سے بیاہ دیا تھا۔ ان سے ایک فرزند عبداللہؓ نامی پیدا ہوئے جو حضرت امیر المومنین علیؓ کے کاتب بنے۔ ابو مویہبہ، فضالہؓ اور ان کا انتقال شام میں ہوا اور رافعؓ۔ مذکورہ بالا جماعت کو آنحضرت ﷺ نے آزاد کر دیا تھا۔

☆ مدعمؓ: جن کو رفاعہ جذامی نے خدمتِ اقدس میں ہدیہ کیا تھا اور ان کی غزوۂ وادی القریٰ میں شہادت ہوئی تھی۔

☆ کرکرہؓ: ان کو ہوذہ بن علی یمامی نے بطور پیشکش نذر کیا تھا اور آنحضرت ﷺ نے ان کو آزاد کر دیا تھا۔

☆ زیدؓ: جو ہلال بن یسار کے جد تھے، عبیدؓ، طہمانؓ، مابور قبطی جو مقوقس کے ہدیہ تھے، واقدؓ یا ابو واقد، ہشامؓ، ابوضمیرؓ جو غزوۂ حنین کے فے میں ہاتھ لگے تھے اور ان کو بھی آپ ﷺ نے آزاد فرما دیا تھا۔ ابو عسیبؓ جن کا نام احمر تھا، ابو عبیدؓ اور سفینہؓ جو پہلے حضرت ام سلمہؓ کے غلام تھے، بعد میں ان کو آزاد کر دیا مگر شرط لگا دی کہ جب تک وہ زندہ رہیں آنحضرت ﷺ کی خدمت کریں۔ فرمایا کرتے تھے کہ اگر وہ شرط نہ لگاتیں تب بھی آنحضرت ﷺ سے کبھی جدا نہ ہوتا اور ابو ہندؓ، انجشہؓ کہ وہ اونٹوں کے حدی خواں تھے اور ابو امامہؓ۔ بعض اہلِ سیر نے ان سے زیادہ کے نام گنائے ہیں۔

Marfat.com

آنحضرت ﷺ کی باندیوں کے اسماء

سلمیٰؓ، ام رافعؓ، امیمہؓ، ام ضمیرؓ، ماریہؓ، شیرینؓ، ام ایمنؓ کہ جن کا نام برکہؓ تھا اور جو آنحضرت ﷺ کو گود میں کھلایا کرتی تھیں، اور چھ افراد بنو قریظہ کے اور میمونہ بنت سعد، خضرہؓ، اور خویلہؓ۔

(عیون الاثر ۲/۳۹۷-۴۰۰: ''ذکر موالی رسول اللہ'' میں زیادہ تفصیلات ہیں اور روایات کے مآخذ بھی ہیں۔ اسی میں باندیوں کا ذکر بھی شامل ہے اور ان کے لئے الگ سرخی نہیں لگائی ہے۔ نور العیون، ۱۰/ب؛ خلاصۃ السیر، ۴۴)۔

خادمانِ آنحضرت ﷺ کے اسماء گرامی

۱-انسؓ بن مالک، ۲-۳: ہندؓ و اسماءؓ، دخترانِ حارثہ، ۴-ربیعہؓ بن کعب اسلمی، ۵-عبداللہؓ بن مسعود، ۶-عقبہؓ بن عامر، ۷-بلالؓ، ۸-سعدؓ، ۹-ذومحمرؓ یا ذومخبرؓ جو حضرت نجاشی کے بھتیجے یا بھانجے تھے، ۱۰-بکیر بنؓ شداخ لیثی، ۱۱-ابوذر غفاریؓ۔

(عیون الاثر، ۲/۳۹۵-۳۹۶: ''ذکر خدم رسول اللہ ﷺ'' میں بھی اسماء گرامی زیادہ ہیں مگر ان میں روایات و مآخذ بھی ہیں؛ نور العیون، ۱۰/ب-۱۱/الف؛ خلاصۃ السیر، ۴۴-۴۶)۔

آنحضرت ﷺ کے پاسبانوں کے اسماء

۱-سعد بن معاذؓ نے بدر کے دن پاسبانی کی، ۲-ذکوانؓ بن عبدقیس اور ۳-محمد بن مسلمہ انصاریؓ دونوں نے غزوۂ احد میں پاسبانی کی، ۴-زبیرؓ نے خندق کے غزوہ میں، ۵-عباد بن بشرؓ و سعد بن ابی وقاصؓ اور ابوایوبؓ و بلالؓ نے وادی القریٰ میں آپ ﷺ کی محافظت کی۔ جب آیتِ کریمہ: ﴿واللہ یعصمک من الناس﴾ (اور اللہ تجھ کو بچائے گا لوگوں سے، مائدہ: ۶۷) نازل ہوئی تو آپ ﷺ نے کسی کو نگاہ بانی کا ذمہ دینے کا سلسلہ موقوف کر دیا۔

Marfat.com

(عیون الاثر ۲، ۴۰۲/۲۔مختصرترین فصل ہے۔ نور العیون سے کافی مشابہ ہے۔آخر میں گردن مارنے والوں اور مؤذنوں کا بھی ذکر ہے، جو حضرت شاہؒ نے ساقط کر دیا ہے؛ نور العیون ۱۱/الف؛ خلاصة السیر، ۴۶-۴۷)۔

سفیرانِ نبوی کے اسماء

۱-حضرت عمرو بن امیہ ضمریؓ کو نجاشی کی طرف روانہ فرمایا۔نجاشی ہر بادشاہِ حبشہ کا لقب ہوتا ہے ویسے ان کا نام اصحمہ تھا۔اصحمہ کا عربی زبان میں ترجمہ عطیہ ہوتا ہے۔انھوں نے آنحضرت ﷺ کے نامۂ مبارک کو دونوں آنکھوں سے لگایا اور اپنے تخت سے اتر آئے اور زمین پر بیٹھ گئے اور اسلام لے آئے۔آنحضرت ﷺ کی حیات میں ۹ھ میں انھوں نے وفات پائی تو رسول اللہ ﷺ نے ان کی نمازِ جنازہ غائبانہ پڑھی۔

۲-حضرت دحیہ کلبیؓ کو بادشاہِ روم، جس کا نام ہرقل تھا، کے پاس روانہ فرمایا۔اس کو دلائل سے آنحضرت ﷺ کی نبوت ثابت ہوگئی تو اس نے اسلام لانے کا قصد کیا لیکن اس کی قوم نے اس سے اتفاق نہ کیا لہٰذا ڈر گیا کہ اگر اسلام لاتا ہے تو سلطنت ہاتھ سے جاتی ہے چنانچہ اسلام لانے سے باز رہا۔

۳-حضرت عبداللہ بن حذافہؓ کو بادشاہِ فارس/ایران کسریٰ کے پاس بھیجا۔کسریٰ نے آنحضرت ﷺ کا نامۂ مبارک پارہ پارہ کر دیا لہٰذا آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ "خدا تعالیٰ اس کی پادشاہی کو بھی پارہ پارہ کر دے" اور وہ جلد ہی مارا گیا۔

۴-حضرت حاطب بن ابی بلتعہؓ کو مقوقس کی طرف روانہ کیا۔مقوقس اس شخص کا لقب ہوتا ہے جس کے تصرف میں مصر اور اسکندریہ ہوں۔وہ اسلام کے قریب آ گیا تھا کہ اس نے آنحضرت ﷺ کی خدمت میں ہدیہ میں ماریہ قبطیہ اور شیرین کے علاوہ دلدل نامی ایک سفید خچر اور ایک قول کے مطابق ہزار دینار اور بیس ملبوسات بھی بھیجے تھے۔

Marfat.com

۵-حضرت عمرو بن العاصؓ کو دو پادشاہانِ عمان، جیفر و عبداللہ- پسرانِ جلندیٰ- کے پاس بھیجا، وہ دونوں مسلمان ہو گئے اور انھوں نے حضرت عمروؓ کے رعیت سے زکاۃ وصول کرنے اور ان کے درمیان فیصلے کرنے میں رخنہ نہیں ڈالا۔ حضرت عمروؓ ان ہی کے درمیان رہے تا آنکہ آنحضرت ﷺ نے وفات پائی۔

۶-حضرت سلیط بن عمروؓ کو رئیسِ یمامہ ہوذہ بن علی کے پاس روانہ فرمایا۔ اس نے حضرت سلیطؓ کا اکرام کیا اور پوچھا کہ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں کون سی چیز پسندیدہ ہے تا کہ وہی چیز خدمتِ اقدس میں بھیجوں اور یہ بھی کہلا بھیجا کہ میں اپنی قوم کا خطیب و شاعر ہوں لہذا مجھے امرِ خلافت میں تصرف کا حق عطا فرمایئے، لیکن آنحضرت ﷺ نے اسے قبول نہ فرمایا اور ہوذہ مسلمان نہ ہوا۔

۷-حضرت شجاع بن وہبؓ کو بادشاہِ بلقاء حارث غسانی کی طرف روانہ فرمایا۔ بلقاء شام کے ایک شہر کا نام ہے۔ اس نے آنحضرت ﷺ کا نامۂ مبارک پھینک دیا اور کہا کہ میں ایک لشکر لے کر اس طرف جاتا ہوں لیکن بادشاہِ روم نے اس کو اقدام کرنے سے روک دیا۔

۸-حضرت مہاجر بن ابی امیہؓ کو یمن میں حارث حمیری کے پاس روانہ فرمایا۔

۹-حضرت علاء بن الحضرمیؓ کو پادشاہِ بحرین منذر بن ساویٰ کے پاس بھیجا اور وہ مسلمان ہو گئے۔

۱۰-حضرات ابو موسیٰ اشعریؓ و معاذ بن جبلؓ کو یمن کی طرف بھیجا اور اس کے پادشاہ اور رعیت دونوں بلا جنگ و جدال مسلمان ہو گئے۔

کاتبینِ آنحضرت ﷺ کے اسماءِ گرامی

۱-خلفاء اربعہ، ۵-عامر بن فہیرہ، ۶-عبداللہ بن ارقم، ۷-ابی بن کعب، ۸-ثابت بن قیس بن شماس، ۹-خالد بن سعید، ۱۰-حنظلہ بن ربیع، ۱۱-زید بن ثابت، ۱۲-معاویہ،

Marfat.com

۱۴-شرحبیل بنؓ بن حسنہ، رضی اللہ عنہم۔

(عیون الاثر، ۲/۴۰۱-۴۰۲ میں روایات اور تفصیلات زیادہ ہیں بالخصوص حافظ ابومحمد دمیاطی کی روایات، نور العیون،۱۲/الف؛خلاصة السیر،۴۸)۔

نجبای نبوی کے اسماءِ گرامی

یعنی ان بزرگوں کے نام جن پر عنایت مخصوص تھی جیسے خلفائے اربعہؓ،حمزہؓ،جعفرؓ،ابوذرؓ، مقدادؓ،سلمانؓ،حذیفہؓ،عبداللہ بن مسعودؓ،عمارؓاور بلالؓ۔

(عیون الاثر ۲/-میں یہ فصل نہیں ہے؛نور العیون، ۱۲/الف؛خلاصة السیر، ۴۸؛نیز حجة اللہ البالغة ۲/ ۸۸وما بعد، بحث بر مقامات واحوال میں حدیثِ نبوی نقل کی ہے کہ ہر ایک نبی کے سات نجباء یا رقبا تھے مگر مجھے چودہ عطا کئے گئے ہیں۔ان کے نام مختلف ہیں:حضرت علیؓ، ان کے دونوں فرزندانِ گرامیؓ،جعفرؓ،حمزہؓ،ابوبکرؓ،عمرؓ،مصعبؓ بن عمیر، بلالؓ،سلمانؓ،عمارؓ،عبداللہ بن مسعودؓ،ابوذرؓ،اور مقدادؓ بروایتِ حضرت علی؛ نیز رحمة اللہ الواسعہ،۴/ ۴۷۹-۴۸۰ وما بعد)۔

عشرۂ مبشرہ کے اسماءِ گرامی

۱-۴: خلفائے اربعہؓ،۵-سعدؓبن ابی وقاص،۶-زبیرؓبن بن عوام،۷-عبدالرحمٰنؓ بن عوف،۸-طلحہؓبن عبیداللہ،۹-ابوعبیدہؓ بن الجراح،۱۰-سعیدؓبن زید۔

(عیون الاثر، ۲/۴۰۳:"العشرة من اصحابه والحواریون واهل الصفة": میں بھی صرف نام ہی ہیں؛ نور العیون،۱۲/ب؛ خلاصة السیر میں عشرۂ مبشرہ کی فصل نہیں ہے)۔

آنحضرت ﷺ کے حیوانات کے نام

گھوڑوں میں دس راسیں تھیں اور یہاں اختلاف بھی ہے:۱-سکب:اس پر غزوۂ احد میں سوار ہوئے تھے۔اس کی پیشانی اور تمام پیر سفید تھے سوائے دستِ راست کے کہ وہ بدن کا

Marfat.com

ہمرنگ تھا۔ اس کی فربہی مناسب اور ہمواریٔ بدن موزوں تھی۔ آنحضرت ﷺ نے اس پر مسابقت کی اور سب سے آگے نکل گئے لہذا انتہائی خوش ہوئے۔

☆ مرتجز وہ گھوڑا تھا جس کے بارے میں حضرت خزیمہ بن ثابتؓ نے گواہی دی تھی۔

☆ لزاز مقوقس کے ہدایا میں سے ایک تھا۔ لحیف ربیعہ کا ہدیہ تھا۔ طرف فروہ جذامی کا ہدیہ تھا، ورد حضرت تمیم داریؓ کا ہدیہ تھا، ضریس وملاوح اور سبحہ جس کو یمن کے تاجروں سے خرید فرمایا تھا اور اس پر تین بار مسابقت کی تھی اور اپنا دستِ مبارک اس کے چہرے پر پھیر کر فرمایا تھا: "ما انت الابحر"، بحر اس گھوڑے کو کہتے ہیں جس کا دہن کشادہ اور کھال/ جلد عمدہ ہو۔

استر/ خچروں میں تین راس تھیں: دلدل مقوقس کے ہدایا میں سے تھا اور وہ پہلا خچر تھا جس پر زمانہ اسلام میں آپ ﷺ نے سواری فرمائی تھی۔ فضہ نامی کو حضرت ابوبکر صدیقؓ سے قبول فرمایا تھا اور ایلیہ نامی بادشاہِ ایلہ کا ہدیہ تھا۔

دراز گوش:- آنحضرت ﷺ کی سرکار میں ایک دراز گوش/ گدھا تھا جس کو آپ ﷺ یعفور کے نام سے یاد کرتے تھے۔

گائے:- روایات میں یہ نہیں آتا ہے کہ سرکار کی خدمت میں گاؤ/ گائے کی قسم کی کوئی چیز تھی۔

اونٹنیاں:- آنحضرت ﷺ کے پاس بیس دودھاری اونٹنیاں تھیں۔ وہ مدینہ کے قریب ایک گاؤں غابہ نامی میں چرتی/ رہتی تھیں۔ حضرت سعد بن عبادہؓ نے ایک دودھاری اونٹنی بنوعقیل کے مواشی سے خرید کر آنحضرت ﷺ کی خدمت میں بطور ہدیہ بھیجی تھی۔

آنحضرت ﷺ کے پاس قصواء نامی ایک ناقہ تھی جس پر آپ ﷺ نے ہجرت کی تھی۔ جب آنحضرت ﷺ پر وحی نازل ہوتی تھی تو سوائے قصواء کے اور کوئی اس کا بار برداشت نہیں کر سکتی تھی۔ راویوں کا کہنا ہے کہ عضباء/ جدعاء بھی اسی کے نام تھے۔ ایک بار ایک

Marfat.com

اعرابی کے ساتھ اونٹ کی دوڑ میں اعرابی کا اونٹ اس سے آگے نکل گیا تو وہ مسلمانوں پر شاق گذرا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ دنیا کی چیزوں میں سے ہر چیز کو اللہ تعالیٰ صرف ایک وقت تک غالب رکھتا ہے اور پھر اسے مغلوب کر دیتا ہے۔

بکریاں:- آنحضرت ﷺ کی سرکار میں سو بکریاں تھیں اور ایک بکری ایسی تھی جس کا دودھ نوش فرمانے کے لئے آنحضرت ﷺ کی خاطر سے خاص طور سے مہیا کیا گیا تھا اور ایک سفید مرغ (خروس) بھی تھا۔

(عیون الاثر، ۲/۴۰۹-۴۱۲: "ذکر خیله علیه افضل الصلاة والسلام وماله من الدواب والنعم"۔ یہ فصل نور العیون سے کافی مشابہ ہے۔ نور العیون ۱۲/ب-۱۳ الف؛ خلاصة السیر، ۴۸-۵۰ میں دو فصول ہیں: دواب، نعم پر الگ الگ)۔

[اسلحے]

تلواریں: آنحضرت ﷺ کے پاس نو تلواریں تھیں۔ ان میں سے ایک ذوالفقار نامی تلوار بنو الحجاج کے اموال کے غنائمِ بدر میں سے ہاتھ آئی تھی۔ آنحضرت ﷺ نے اسی کے بارے میں خواب دیکھا تھا کہ اس کے ایک کنارے میں شکستگی آ گئی ہے اور اس کی یہ تعبیر فرمائی تھی کہ مسلمانوں کو شکست ہوگی اور وہ صورت احد کے دن امرِ واقعہ بن گئی۔

تین تلواریں بنو قینقاع کے اموال سے ہاتھ آئی تھیں [جن کے نام تھے]: قلعی، تبار اور حتف۔ ان ہی تلواروں میں سے مخذم اور رسوب نامی بھی تھیں۔ ایک اور تلوار اپنے والدِ ماجد سے وراثت میں پائی تھی۔ عضب نامی تلوار حضرت سعد بن عبادہؓ نے ہدیہ کی تھی۔ اور قضیب نامی وہ اولین تلوار تھی جس کو آنحضرت ﷺ نے سب سے پہلے حمائل کیا تھا۔

نیزے:- آنحضرت ﷺ کے پاس چار نیزے تھے: ایک کا نام مثنٰی تھا اور باقی

Marfat.com

تین نیزے بنوقینقاع سے ہاتھ آئے تھے اور ایک چھوٹا نیزہ (نیم نیزہ) بھی تھا جو آنحضرت ﷺ کے سامنے عیدین میں لے جایا جاتا تھا۔

عصا:- ایک ہاتھ لانبا ایک ڈنڈا (چوبکی) تھا اور ایک نیم عصا تھا جس کا نام عرجون تھا اور ایک باریک پتلا ڈنڈا (چھڑی) تھی جس کو ممشوق کہتے تھے۔

کمانیں: چار کمانیں اور ایک ترکش تھا اور ایک ترکش (ترسی) جس کو کرگس کی شکل کا بنایا گیا تھا آنحضرت ﷺ کی خدمت میں بطور ہدیہ آیا تھا۔ آنحضرت ﷺ نے دونوں دستِ مبارک اس تصویر پر جیسے ہی رکھے وہ صورت معدوم ہوگئی۔ حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کی تلوار کا دستہ اور نعل (نعل وقبیعہ) چاندی کے تھے اور منہال اور ہنال کے درمیان چاندی کے چند حلقے تھے۔ دستہ کے قریب کے حصہ کو چاندی سے بناتے ہیں اسے قبیعہ کہتے ہیں، اور نعل اس چیز کو کہتے ہیں جو تلوار کی باریک جانب کو چاندی اور دوسری چیز سے بناتے ہیں۔

زرہیں:- آنحضرت ﷺ کے پاس دو زرہیں تھیں جو بنوقینقاع کے اسلحہ جات میں سے تھیں اور بطور غنیمت ہاتھ آئی تھیں۔ ایک کا نام سعدیہ تھا اور دوسری کا فضہ۔ ایک اور زرہ تھی جس کو ذات الفضول کہتے تھے۔ اس کو آپ ﷺ نے حنین کے دن زیب تن فرمایا تھا۔ راویوں کا بیان ہے کہ آنحضرت ﷺ کے پاس حضرت داؤد علیہ السلام کی وہ زرہ بھی تھی جو انھوں نے جالوت کے قتل کے دن پہن رکھی تھی۔

خود:- آنحضرت ﷺ کے پاس ایک خود بھی تھا جس کو ذوالسبوغ کہتے تھے۔

کمربند:- آنحضرت ﷺ کے پاس ایک کمربند تھا جو چمڑے کا تھا اور اس میں چاندی کے تین حلقے تھے۔

علم:- علم/نشانِ آنحضرت ﷺ سفید تھا۔

Marfat.com

(عیون الاثر، ۲/۴۰۵-۴۰۸: "ذکر سلاحہ علیہ السلام" اور "ذکر فوائد"......ماثور نامی تلوار کے ذکر سے یہ فصل شروع ہوتی ہے۔ یہ وہ تلوار تھی جس کو آپ ﷺ نے اپنے والدِ ماجد سے وراثت میں پایا تھا اور اس کو لے کر مدینہ آئے تھے۔ اس وضاحت کے بعد دوسری تلواروں کا ذکر ہے۔ اس کے بعد ترتیب سے دوسرے جن اسلحہ کا ذکر ہے وہ ہیں: درع (زرہ)، قسی (کمانیں)، جعبہ (ترکش)، حربہ العبعہ نامی وغیرہ دوسرے حربے، مغفر (خود)، رایات (علم)، فسطاط (خیمہ) محجن (ٹیڑھے سر والا ڈنڈا) مخصرہ (ٹیک لگانے کی چھڑی)، قضیب (عصا)، اسی میں دوسرے متروکات کا ذکر بھی ہے جیسے ظروف وملبوسات وغیرہ؛ نور العیون، ۱۳/الف-۱۳/ب؛ خلاصۃ السیر، ۵۰-۵۱۔ دونوں میں ملبوساتِ نبوی کا ذکر سلاح کے بعد آتا ہے اور وہ دو الگ فصول میں ہے)۔

ملبوسات

جب آنحضرت ﷺ نے وفات پائی تو حبرہ کے دو لباس چھوڑے۔ حبرہ یمن کی چادروں کی ایک قسم ہے۔ ایک یمانی ازار، دو صحاری جامے، ایک صحاری قمیص، ایک سحولی قمیص، ایک یمنی جبہ، ایک علمدار چادر (خمیصہ)، ایک سفید گلیم (گلیمی)، چند چھوٹی ٹوپیاں جو بہت اونچی نہ تھیں اور تین یا چار تھیں، اور ایک ورس کا رنگا ہوا لحاف تھا۔

ظروف

آنحضرت ﷺ کے پاس ایک چمڑے کا ظرف تھا جس میں آپ ﷺ آئینہ، کنگھی جو ہاتھی دانت کی تھی، سرمہ دانی، قینچی اور مسواک رکھا کرتے تھے۔

بستر:- آنحضرت ﷺ کا چمڑے کا تھا جس میں روئی کی بجائے کھجور کی پتیاں بھری تھیں۔

ایک پیالہ (قدح) تھا جس کو چاندی کے تاروں سے تین جگہ سے مضبوط کرنے کے لئے باندھ دیا گیا تھا، اور ایک پتھر کا پیالہ تھا، ایک بڑی لگن (آوندی) تانبہ (صفر) کی تھی جس میں مہندی اور وسمہ بناتے تھے تاکہ آنحضرت ﷺ اپنے سرِ مبارک پر اس وقت لگا لیا کریں

Marfat.com

جب گرمی کا اثر سرِ مبارک میں پائیں۔

ایک پیالہ شیشہ کا تھا، اور ایک پتیلی/ تانبہ کی بڑی لگن غسل کے لئے مہیا کی گئی تھی۔ ایک بڑا پیالہ تھا، ایک پیمانہ تھا جس سے صدقہ فطر ماپتے تھے اور وہ ایک صاع کا چوتھائی حصہ تھا۔

چاندی کی ایک انگوٹھی تھی جس کا نگینہ بھی اسی کا تھا اور اس پر کلمہ "محمد رسول اللہ" کندہ تھا۔ ایک قول میں وہ لوہے کی تھی اور نگینہ کی جگہ کو چاندی کے ایک حلقہ سے باندھ کر مضبوط کر دیا گیا تھا۔

دو سادہ موزے نجاشی نے آنحضرت ﷺ کے لئے بطور ہدیہ بھیجے تھے جن کو آنحضرت ﷺ پہنا کرتے تھے۔ ایک گلیم آنحضرت ﷺ سیاہ رنگ تھی، اور ایک عمامہ تھا جس کو سحاب کہتے ہیں۔

آنحضرت ﷺ کے پاس دو لباس (جامے) نمازِ جمعہ کے لئے خاص تھے۔ وہ ان کپڑوں کے علاوہ تھے جو تمام دنوں میں پہنتے تھے، اور دو رومال تھے جن سے وضو کے بعد آپ ﷺ روئے مبارک پونچھتے تھے۔

(عیون الاثر، ۲/ ۴۰۶-۴۰۷؛ فصل/ باب سلاح میں یہ بھی شامل ہے۔ ان متروکاتِ نبوی کا ذکر ترتیب وار یہ ہے: قدح (پیالے، تور، رکوۃ، مغسل ربعۃ اسکندرانیہ (ہدیہ مقوقس)، خفاف (موزے)، نعلین شریفین، خاتم، اس کے بعد ملبوسات کا ذکر ہے: ملبوسات حبرہ، ازارِ عمانی، صحاری ملبوسات، صحاری قمیص، سحولی قمیص، جبہ یمانی، سفید لباس (کساء)، چھوٹی بڑی ٹوپیاں، ازار، خمیصہ، ملحفہ، جمعہ کی سرخ چادر، سحاب نامی عمامہ جو حضرت علیؓ کو ہدیہ کر دیا اور ایک سیاہ عمامہ، چادر، فراش اور رومال وغیرہ؛ نور العیون، ۱۳/ ب-۱۴/ الف؛ خلاصۃ السیر، ۵۱-۵۲)۔

معجزاتِ نبوی

۱- آنحضرت ﷺ کے جملہ معجزات میں سے ایک قرآن ہے اور وہ بزرگ ترین معجزہ

Marfat.com

ہے۔کوئی انسان اس کی جیسی ایک سورت نہیں بنا سکتا۔

۲-آپ ﷺ نے گذشتہ واقعات کی خبر دی اور آئندہ واقعات کی پیشگوئی فرمائی۔

۳-ان میں سے ایک شقِ صدر ہے کہ بچپن میں ملائکہ نے آنحضرت ﷺ کا سینۂ مبارک چیرا تھا اور اس کو ایمان وعلم سے بھر دیا تھا۔

۴-ان ہی معجزات میں سے ایک یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے قوم کو اسراء کے واقعہ اور بیت المقدس جانے کے قصہ سے آگاہ کیا تو کفار نے تکذیب کی اور آنحضرت ﷺ سے اس کی بعض علامات، جو آپ ﷺ نے دیکھی نہ تھیں، پوچھیں۔اس وقت اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس کو آنحضرت ﷺ کے سامنے منکشف کردیا تاکہ قوم اس کے بارے میں جو چیز پوچھے آنحضرت ﷺ اسے صحیح صحیح بیان فرمادیں۔

۵-ان ہی میں سے چاند کو دو ٹکڑے کرنا ہے یعنی معجزۂ شقِ قمر۔

۶-ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ قریش نے باہم معاہدہ کیا کہ آنحضرت ﷺ کو قتل کردیں۔ جب آنحضرت ﷺ گھر سے باہر تشریف لائے تو اس جماعتِ (قاتلان) کی نظریں زمین میں گڑ گئیں اور ان کی تھوڑیاں ان کے سینوں پر لٹک گئیں۔آنحضرت ﷺ ان کے سامنے آئے اور ان کے سروں پر کھڑے ہوکر ایک مشت مٹی لے کر اور یہ دعا پڑھ کر کہ چہرے برباد ہوں ان کے چہروں پر پھینک دی۔ان میں سے جس کسی کو اس مٹی کے یہ سنگریزے لگے وہ غزوۂ بدر میں ضرور مقتول ہوا۔

۷-ان معجزات میں سے ایک یہ ہے کہ حنین کے غزوہ میں آنحضرت ﷺ نے ایک مشتِ خاک دشمنوں کے چہروں پر پھینکی اور اللہ تعالیٰ نے اس جماعت کو شکست دی۔

۸-ان میں سے ایک یہ ہے کہ جب آنحضرت ﷺ غارِ (ثور) میں چھپ گئے تو

Marfat.com

مکڑی نے غار کے دہانے پر جالا تن دیا تا کہ قوم کو گمان ہو کہ غار میں کوئی نہیں ہے۔

۹-ان میں سے ایک یہ ہے کہ جب سراقہ بن جعشم نے آنحضرت ﷺ کا ہجرت کے وقت تعاقب کیا تو اس کے گھوڑے کے پیر زمین میں دھنس گئے حالانکہ زمین سخت تھی۔

۱۰-ان میں سے ایک معجزہ یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ایک بے بیائی بکری/ پٹھیا کی پیٹھ پر ہاتھ پھیرا کہ ابھی تک اس کو جوڑا نہ لگا تھا اور اس بے بیائی بکری نے دودھ دیا۔ اسی طرح حضرت امِ معبد کی بکری نے بھی دودھ دیا تھا حالانکہ وہ بھی دودھاری نہ تھی۔

۱۱-ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت عمرؓ کے لئے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ ان کے سبب اسلام کو عزت دے، بس ویسا ہی واقع ہوا۔

۱۲-ان میں سے ایک یہ ہے کہ آپ ﷺ نے حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ کے لئے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ ان سے گرمی اور سردی کی تاثیر دور کھدے، اور ایک بار لعابِ دہن ان کی آنکھ میں لگا دیا جب کہ وہ آشوبِ چشم سے پریشان تھے، بس اسی وقت شفا ہوگئی اور اس کے بعد کبھی اس آنکھ میں کوئی تکلیف نہ ہوئی۔

۱۳-ان میں سے ایک یہ ہے کہ حضرت قتادہ بن نعمانؓ کی آنکھ میں زخم لگا کہ وہ پانی بن کر رخسار پر بہہ گئی۔ آنحضرت ﷺ نے اس آنکھ کو اس کی جگہ پر رکھ دیا اور وہ آنکھ ان کی دونوں آنکھوں میں بہترین نگاہ والی اور خوبصورت ترین بن گئی۔

۱۴-ان میں سے ایک یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے لئے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ ان کو تاویلِ قرآن اور فقہ فی الدین (دین کی فہم) عنایت فرمائے چنانچہ ایسا ہی واقع ہوا۔

۱۵-ان معجزات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ حضرت جابرؓ کی کھجوروں میں برکت کی دعا

Marfat.com

کی حالانکہ وہ بہت تھوڑی تھیں لیکن وہ اتنی زیادہ ہوگئیں کہ حضرت جابرؓ نے اپنے قرض خواہوں کا حق/قرض ادا کر دیا اور سولہ سترہ وسق کھجوریں پھر بھی بچ رہیں۔

۱۶-ان میں سے ایک ہے کہ حضرت جابرؓ کے سست رفتار اونٹ کے لئے جو سب سے پیچھے رہتا تھا دعا کی تو وہ سب کے آگے نکل گیا۔

۱۷-ان میں سے یہ بھی ہے کہ حضرت انسؓ کے لئے لمبی عمر اور کثرتِ مال و اولاد کی دعا فرمائی اور ایسا ہی واقع میں ہوا۔

۱۸-ان میں سے ایک یہ ہے کہ لوگوں نے بارش کی دعا کی درخواست کی۔ آپ ﷺ کی دعا سے ایک ہفتہ تک بارش ہوتی رہی۔ دوبارہ اس کے بند ہونے کی دعا کی درخواست کی اور وہ آپ ﷺ کے کہنے سے فوراً بند ہوگئی۔

۱۹-ان میں سے ایک یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے عتبہ بن ابی لہب کو ہلاک ہونے کی جو بددعا دی اور ایک شیر نے اسے شام کے ایک علاقے ''زوراء'' میں مار ڈالا۔

۲۰-ان میں سے ایک یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ایک اعرابی کو اسلام لانے کی دعوت دی تو اس نے کہا: کیا کوئی آپ کی باتوں کا گواہ بھی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں یہ درخت گواہی دے گا۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے اس درخت کو طلب فرمایا اور وہ چل کر آپ ﷺ کے پاس آیا۔ آپ ﷺ نے اس سے گواہی طلب کی اور اس نے تین بار گواہی دی اور پھر وہ اپنی جگہ واپس چلا گیا۔

۲۱-ان میں سے ایک یہ ہے کہ آپ ﷺ نے دو درختوں کو ایک جگہ اکٹھا ہونے کا حکم دیا لہذا وہ جمع ہوگئے اور پھر الگ الگ ہوگئے۔

۲۲-ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ نے حضرت انسؓ کو حکم دیا کہ وہ کھجور

Marfat.com

کے بعض درختوں کے پاس جائیں اور ان سے کہیں کہ تم کو آنحضرت ﷺ طلب فرمارہے ہیں لہذا وہ آئے اور آپس میں جڑ گئے۔ جب قضائے حاجت سے فارغ ہو گئے تو آپ ﷺ نے حضرت انسؓ سے کہا کہ ان سے کہہ دو کہ اپنی جگہ واپس جائیں اور وہ اپنی جگہ واپس چلے گئے۔

۲۳-ان میں سے ایک یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے خواب میں ایک درخت کو زمین پھاڑتے ہوئے چلتے دیکھا کہ وہ آنحضرت ﷺ کے پاس آیا اور آپ ﷺ کے سامنے کھڑا ہو گیا۔ جب آنحضرت ﷺ بیدار ہوئے تو صحابہ کرام کو قصہ سنایا۔ فرمایا کہ اس درخت نے اپنے پروردگار سے درخواست کی تھی کہ وہ خود چل کر آئے اور مجھے سلام کرے تو اللہ تعالیٰ نے اسے اس کی اجازت دے دی۔

۲۴-ان میں سے یہ بھی ہے کہ پتھروں اور درختوں نے اس شب جس میں آپ ﷺ مبعوث ہوئے آپ ﷺ کو سلام کیا: ''السلام علیک یا رسول اللہ''۔

۲۵-ان میں سے ایک یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں مکہ مکرمہ کے اس پتھر کو پہچانتا ہوں جو مجھے مبعوث ہونے سے پہلے سلام کیا کرتا تھا۔

۲۶-ان میں سے ایک معجزہ یہ ہے کہ جب آنحضرت ﷺ کے لئے ایک منبر بنایا گیا تو وہ ستون جس پر آپ ﷺ ٹیک لگا کر خطبہ دیا کرتے تھے رونے اور نالہ وفریاد کرنے لگا [آپ ﷺ نے منبر سے اتر کر اس پر دست مبارک رکھا تو اس کا گریہ بند ہوا]۔

۲۷-ان میں سے ایک یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کے دستِ مبارک میں سنگریزے تسبیح پڑھتے تھے اور اسی طرح ایک بار کھانے نے تسبیح پڑھی تھی۔

۲۸-ان میں سے ایک یہ ہے کہ کافروں نے آنحضرت ﷺ کو زہر دینے کی خاطر بکری کے گوشت کو زہر آلود کر دیا تھا اور اسی پارہ گوشت/بکری نے آپ ﷺ کو خبر دی تھی کہ اس میں زہر ہے۔

Marfat.com

۲۹-ان معجزات میں سے ایک یہ ہے کہ ایک اونٹ نے آنحضرت ﷺ سے شکایت کی کہ اس کے مالکان اسے چارہ کم دیتے ہیں اور کام زیادہ لیتے ہیں [آپ ﷺ کی ہدایت پر مالکوں نے ظلم بند کر دیا]۔

۳۰-ان میں سے ایک یہ ہے کہ ایک ہرنی نے آنحضرت ﷺ سے التجا کی کہ اسے قید سے نجات دلا دیں تا کہ وہ اپنے دو بچوں کو دودھ پلا سکے اور اس کے بعد وہ لوٹ آئے گی۔ لہٰذا آنحضرت ﷺ نے اسے آزاد کر دیا اور اس نے کلمۂ شہادت پڑھا۔

۳۱-ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ غزوۂ بدر میں آپ ﷺ نے خبر دے دی تھی کہ فلاں کافر اس جگہ قتل ہوگا اور فلاں اس جگہ، ان مقتولین میں سے کسی نے بھی اس جگہ سے سرِ مو تجاوز نہ کیا جس کی تعیین آنحضرت ﷺ نے اس کے لئے کر دی تھی۔

۳۲-ان میں سے ایک معجزہ یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے پیشگوئی کی تھی کہ آنحضرت ﷺ کی امت میں سے ایک جماعت سمندر میں غزوہ/ جہاد کرے گی اور حضرت ام حرام [بنت ملحان خزرجیؓ] ان میں سے ایک ہوں گی اور حقیقت میں ایسا ہی ہوا۔

۳۳-ان میں سے ایک معجزہ یہ ہے کہ [آپ ﷺ نے پیشگوئی کی تھی کہ] حضرت عثمانؓ کو آزمائش پیش آئے گی۔ چنانچہ یہ صورت واقع ہوئی اور حضرتِ موصوف اسی بلاء میں شہید ہوئے۔

۳۴-ان میں سے ایک یہ ہے کہ آپ ﷺ نے انصار سے فرمایا کہ میرے بعد تم کو یہ صورت حال پیش آئے گی کہ دوسروں کو تم پر (امراء) ترجیح دیں گے اور یہ صورت حال حضرت معاویہؓ کے زمانے میں پیدا ہوئی۔

۳۵-ان میں سے ایک یہ ہے کہ آپ ﷺ نے حضرت حسنؓ کے حق میں فرمایا: میرا یہ بیٹا سید ہے اور عنقریب اللہ تعالیٰ ان کے سبب مسلمانوں کے دو بزرگ گروہوں کے درمیان صلح \

Marfat.com

کرادے گا اور سچ مچ ایسا ہی ہوا۔

۳۶-ان میں سے ایک یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے پیشگوئی کی کہ اسود عنسی رات میں قتل ہوگا اور اس کا قاتل کون ہوگا؟ اور قاتل و مقتول دونوں یمن کے ایک شہر صنعاء میں تھے [یعنی مدینہ منورہ سے ہزاروں میل دور]۔

۳۷-ان میں سے یہ بھی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت ثابت بن قیسؓ کے بارے میں فرمایا: یعیش حمیدا ویقتل شهیدا: وہ زندگی عمدہ گذاریں گے اور شہید ہوکر مارے جائیں گے۔ چنانچہ وہ جنگِ یمامہ میں شہید ہوئے۔

۳۸-ان میں سے ایک یہ ہے کہ ایک شخص مرتد ہوکر مشرکوں سے جاملا۔ آنحضرت ﷺ کو خبر ملی کہ وہ مرگیا۔ ارشاد فرمایا کہ زمین اسے قبول نہ کرے گی۔ چنانچہ ہر بار اسے دفن کرتے اور زمین اسے باہر پھینک دیتی۔

۳۹-ان معجزات میں سے ایک یہ ہے کہ ایک شخص نے بائیں ہاتھ سے کھانا کھایا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ دائیں ہاتھ سے کھاؤ۔ اس نے بہانہ کیا کہ میں سیدھے ہاتھ سے نہیں کھا سکتا کہ اس میں توانائی نہیں ہے۔ اس کے بعد وہ اپنے دائیں ہاتھ کو اٹھا کر منہ تک لے جانے کے قابل نہ رہا۔

۴۰-ان میں سے ایک یہ ہے کہ فتحِ مکہ کے روز آپ ﷺ مسجد حرام میں داخل ہوئے۔ بہت سے بت کعبہ کے اردگرد معلق تھے۔ آنحضرت ﷺ کے دستِ مبارک میں ایک چھڑی تھی۔ اس چھڑی سے آپ ﷺ اشارہ کرتے تھے اور فرماتے جاتے تھے: ﴿جاء الحق وزهق الباطل﴾ (......آیا سچ اور نکل بھاگا جھوٹ۔ اسراء:۸۱) اور وہ بت گرتے جاتے تھے۔

۴۱-ان میں ایک حضرت مازنؓ بن عضوبہ کا قصہ بھی ہے۔ اس قصہ کا حاصل یہ ہے کہ انھوں نے ایک بت کے جوف/بطن سے یہ کلمات سنے: ''یا مازن! اسمع تسر، ظهر خير و

Marfat.com

بطن شر، بعث نبی من مضر، بدین اللہ الاکبر، فدع نحتا من حجر، تسلم من حر سقر" (اے مازن، سنو اور خوش ہو جاؤ، خیر ظاہر ہو گیا اور شر دب گیا، مضر میں سے ایک نبی مبعوث ہوا، اللہ کے بڑے دین کے ساتھ، لہٰذا تم پتھر کا بت چھوڑ دو جہنم کی آگ سے بچ جاؤ گے)۔ دوبارہ یہ کلمات سنے: "اقبل الی و اقبل، تسمع مالا یجھل، ھذا نبی مرسل، بوحی منزل، فآمن بہ تعدل، من حر نار تشعل، وقودھا بالجندل" (میرے پاس آؤ اور مان لو، سنو جو غیر معروف نہیں ہے۔ یہ نبی مرسل ہیں اور وحی منزل کے ساتھ آئے ہیں، ان پر ایمان لے آؤ تو محفوظ رہو گے، جہنم کی آگ سے جو بھڑک رہی ہے جس کا ایندھن بڑی بڑی چٹانیں ہیں)۔ اس صورت حال نے ان کو اسلام کا حلقہ بگوش بنا دیا۔

(عیون الاثر ۱/۱۰۳-۱۰۴ میں یہ تمام اشعار/مقفیٰ عبارتیں اور روایت تفصیل کے ساتھ موجود ہے: خبر مازن بن العضوبۃ)۔

۴۲- ان ہی معجزات میں سے ایک حضرت سوادؓ بن قارب کا قصہ ہے۔ اس قصہ کا حاصل یہ ہے کہ وہ جاہلیت میں ایک کاہن تھے اور جنات ان کو مستقبل کے واقعات کی خبریں دیا کرتے تھے۔ ایک جن ان کو مسلسل تین راتوں تک آنحضرت ﷺ کی بعثت کی خبر دیتا اور آپ ﷺ کے دین کی پیروی کرنے کی ہدایت کرتا رہا۔ وہ اس خبر کے بموجب حاضر ہو کر مسلمان ہو گئے۔

(عیون الاثر، ۱/۱۰۰-۱۰۲ و مابعد: "خبر سواد بن قارب" میں کافی مفصل روایت اور متعدد اشعار موجود ہیں)۔

۴۳- ان میں سے ایک یہ ہے کہ ایک بھیڑیے نے آنحضرت ﷺ کی نبوت کی گواہی دی۔

۴۴- ان معجزات میں سے ایک یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے غزوۂ خندق میں ایک صاع جو میں ایک ہزار لوگوں کو کھانا کھلایا اور وہ سب سیر ہو گئے اور کھانا پہلے سے زیادہ بچ رہا۔

Marfat.com

۴۷-ان میں سے ایک یہ ہے کہ لشکر کی رسد ختم کے قریب ہوگئی تو آنحضرت ﷺ نے باقی ماندہ رسد کو جمع کیا اور اس میں برکت کی دعا کی۔ اس کے بعد اس کو تمام لشکر میں بانٹ دیا اور وہ سب لوگوں کے لئے کافی ہوگئی۔

۴۸-ان میں سے ایک یہ ہے کہ حضرت ابو ہریرہؓ خدمتِ آنحضرت ﷺ میں ایک مٹھی کھجور لائے اور عرض کیا: یا رسول اللہ! میرے لئے اس کھجور میں برکت کی دعا فرمادیجئے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے دعا فرمائی۔ حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ اس کو میں نے محفوظ کرلیا اور جتنا بھی اس میں سے نکالتا وہ ختم نہ ہوتی۔ چند وسق تو راہِ الٰہی میں خرچ کردیئے اور ہمیشہ اس میں سے کھاتا اور کھلاتا رہا تا آنکہ حضرت عثمانؓ شہید ہوئے تب وہ برکت جاتی رہی۔

۴۹-ان میں سے ایک یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ایک پیالہ ثرید پر تمام اہلِ صفہ کی دعوت کی۔ حضرت ابو ہریرہؓ کا بیان ہے کہ میں بھی حاضر ہوا اور سامنے آیا تاکہ مجھے بھی بلائیں۔ قوم سیر ہوکر اٹھ گئی اور پیالہ میں کچھ ثرید باقی نہ رہی سوائے تھوڑے ریزوں کے جو پیالہ کے اردگرد/کنارے لگے رہ گئے تھے۔ آنحضرت ﷺ نے ان کو جمع کیا تو وہ ایک لقمہ بن گیا۔ اس کو اپنی انگلیوں پر رکھا اور فرمایا کہ تم بھی کھاؤ اللہ کے نام کی برکت سے۔ حضرت ابو ہریرہؓ کا بیان ہے کہ کہ خدا کی قسم میں نے اتنا کھایا کہ سیر ہوگیا۔

۵۰-ان معجزات میں سے ایک یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کی مبارک انگلیوں سے پانی جاری ہوا اور پیاسی قوم نے اس سے وضو کیا اور ان کی تعداد ایک ہزار چار سو تھی۔

۵۱-ان میں سے ایک یہ ہے کہ لوگ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں ایک پیالہ لائے جس میں صرف پانی تھا اور آنحضرت ﷺ سے درخواست کی کہ اپنی مبارک انگلیاں اس پیالہ میں ڈال دیں لیکن اس میں اتنی گنجائش نہ تھی لہذا آنحضرت ﷺ نے صرف چار انگلیاں اس میں ڈالیں

Marfat.com

اور فرمایا کہ صحابہ کرام کو بلاؤ۔ چنانچہ سب نے وضو کر لیا اور وہ ستر اور اسی نفر کے درمیان تھے۔

۵۲- ان میں سے ایک یہ ہے کہ آپ ﷺ غزوۂ تبوک کے دوران ایک چھوٹے سے چشمہ پر وارد ہوئے جس میں صرف ایک آدمی کو سیراب کرنے بھر پانی تھا جبکہ پورا لشکر پیاسا تھا۔ لوگوں نے آنحضرت ﷺ کی خدمت میں شکایت کی تو اپنے ترکش سے ایک تیر نکالا اور فرمایا کہ اس تیر کو اس چشمہ/ پانی میں گاڑ دو۔ بس پانی ابل پڑا اور تمام اہل لشکر سیراب ہو گئے۔ ان کی تعداد تیس ہزار تھی۔

۵۳- ان میں سے ایک یہ ہے کہ ایک جماعت/قوم نے آنحضرت ﷺ کی خدمت میں آ کر شکایت کی کہ ان کے کنوئیں کا پانی کھارا ہے۔ آنحضرت ﷺ اپنے اصحابِ کرام کی ایک جماعت کے ساتھ تشریف لے گئے اور ان کے کنوئیں کی جگت پر کھڑے ہوئے اور اپنا لعابِ دہن اس میں ڈالا۔ اس کنوئیں میں میٹھا پانی جاری ہو گیا۔ جتنا پانی کھینچتے ختم نہ ہوتا۔

۵۴- ان میں سے ایک یہ معجزہ ہے کہ ایک عورت آنحضرت ﷺ کی خدمت میں اپنے بیمار بچے کو لے کر حاضر ہوئی۔ آپ ﷺ نے اس کے سر پر دستِ شفقت پھیرا تو اس کے سر کے بال ہموار ہو گئے اور اس کی بیماری دور ہو گئی۔ اہلِ یمامہ نے جب یہ سنا تو ان کے باسیوں کی ایک عورت اپنے چھوٹے بچے کو مسیلمہ کذاب کے پاس لے گئی اور اس نے اس بچے کے سر پر ہاتھ پھیر دیا تو وہ بچہ بیمار ہو گیا اور وہ بیماری اس کی نسل میں باقی رہی۔

۵۵- ان میں سے ایک یہ ہے کہ غزوۂ بدر میں حضرت عکاشہؓ کی تلوار ٹوٹ گئی تو آنحضرت ﷺ نے ایک لکڑی عطا فرمادی اور وہ لکڑی تلوار بن گئی [جس سے وہ جہاد کرتے رہے]۔

۵۶- ان میں سے ایک یہ ہے کہ خندق کھودنے کے دوران ایک چٹان ایسی آ گئی کہ صحابہ کرام نے اس پر ہر چند کدال چلائی مگر اس پر ذرا اثر نہ ہوا۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ نے اپنے دستِ مبارک میں کدال لے کر جو چلائی تو وہ تودۂ خاک کی مانند ریزہ ریزہ ہو گئی۔

Marfat.com

۵۷-ان میں سے ایک یہ معجزہ ہے کہ حضرت ابو رافع ؓ کے ٹوٹے ہوئے پاؤں پر دستِ مبارک پھیرا اور وہ صحیح ہو گیا گویا اس کو کبھی کوئی بیماری ہی نہ لگی تھی۔

آنحضرت ﷺ کے معجزات ان سے کہیں زیادہ ہیں، ان کا احاطہ یا تو ایک کتاب کر سکتی ہے یا ایک دفتر میں وہ جمع کیے جا سکتے ہیں۔

(عیون الاثر ۲/۳۵۹-۳۶۲: ''ذکر نبذة من معجزاته علیه السلام''۔ اس فصل کا آغاز ایک تمہیدی جملہ سے ہوتا ہے کہ یہاں جن معجزات کا ذکر ہم کر رہے ہیں وہ پہلے آ چکے ہیں لیکن منتشر حالت میں لہذا یہاں ان کو مجموعی طور سے بیان کرتے ہیں جیسا کہ اس سے قبل کے باب میں بیان کیا ہے۔

معجزات کی یہ فصل خاصی مختصر ہے اور اس کی زبان اور اس کا بیان نور العیون سے مشابہ ہے۔ بلکہ دونوں میں کوئی فرق نہیں۔ عیون الاثر میں البتہ ایک آدھ فقرہ زیادہ ہے جیسے حضرت حسنؓ کے بارے میں کہ انھوں نے حضرت معاویہؓ سے صلح کر کے مسلمانوں کے دو بڑے گروہوں کا خون بہانے سے لوگوں کو بچا لیا۔ بہر حال اول تا آخر دونوں یکساں ہیں؛ نور العیون، ۱۴/الف-۱۵/ب؛ خلاصة السیر، ۲۹-۳۶ [نویں فصل])۔

وفاتِ نبوی

آنحضرت ﷺ نے ترسٹھ سال کی عمرِ شریف پا کر وفات پائی۔ اس کے علاوہ دوسری عمریں بھی روایت کی گئی ہیں۔ دن دوشنبہ کا تھا اور وقت تھا کہ چاشت میں گرمی آ گئی تھی، تاریخ بارہ ربیع الاول تھی۔ چودہ روز آپ ﷺ بیمار رہے، اور چہارشنبہ کی رات میں مدفون ہوئے۔

جب موت نزدیک آ گئی اس وقت آنحضرت ﷺ کے پاس پانی کا ایک پیالہ تھا جس میں اپنا دستِ مبارک بار بار داخل کرتے اور اس سے چہرۂ انور کو پونچھتے جاتے اور فرماتے جاتے:

''اللهم اعنی علی سکرات الموت'' (اے اللہ! مجھ پر تکالیفِ موت آسان فرما)۔

جب وفات ہو گئی تو حاضرین نے آنحضرت ﷺ کو حبرہ کی ایک چادر سے ڈھانپ

Marfat.com

دیا۔ ایک قول کے مطابق فرشتوں نے یہ چادر بنی تھی۔ اس وقت بعض صحابہ کرام نے ''فرطِ بے طاقتی'' سے آنحضرت ﷺ کی موت سے انکار کر دیا۔ یہ حضرت عمرؓ کے بارے میں بیان کیا جاتا ہے۔ حضرت عثمانؓ گنگ اور ششدر رہ گئے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرطِ اندوہ سے بیٹھ گئے۔ تمام صحابہ کرام میں حضرات عباسؓ وابوبکرؓ سے زیادہ کوئی ''ثابت تر'' نہ رہا۔

اس کے بعد حجرہ کے دروازہ سے لوگوں نے سنا کہ آنحضرت ﷺ کو غسل نہ دو کہ آپ ﷺ طاہر و مطہر ہیں۔ دوبارہ دوسری آواز لوگوں نے یہ سنی کہ تم آنحضرت ﷺ کو غسل دو کیونکہ پہلی ندا شیطان کی تھی اور میں خضر ہوں۔ خضر علیہ السلام نے اصحابِ نبوی کو ان کلمات کے ذریعہ تعزیت دی: ''ان فی اللہ عزاء من کل مصیبۃ، وخلفا من کل ھالک، ودرکا من کل فائت، فباللہ فثقوا، والیہ فارجعوا، فان المصاب من حرم الثواب'' (بلاشبہ اللہ تعالیٰ کی ذاتِ بے ہمتا میں ہی ہر مصیبت کی تعزیت وتسلی ہے اور ہر مرنے والے کا جانشین ہے اور ہر محرومی یا فوت ہونے والے کا نعم البدل ہے، لہٰذا اللہ ہی پر اعتماد رکھو اور اسی کی طرف رجوع کرو کیونکہ اصل مصیبت زدہ تو وہ ہے جو ثواب سے محروم ہے)۔

غسل دینے کی کیفیت میں اصحاب کے درمیان یہ اختلاف رونما ہوا کہ غسل دیتے وقت آنحضرت ﷺ کے تنِ مبارک سے کپڑے اتاریں یا کپڑوں ہی میں غسل دیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر غنودگی طاری کر دی اور اسی دوران ایک ہاتف نے انھیں بتایا کہ کیسے غسل دیں۔ اس نے ہدایت کی کہ آنحضرت ﷺ کو کپڑوں میں ہی غسل دیں۔ وہ بحالتِ بیداری آئے اور ویسا ہی کیا۔ غسل کے نگران و ذمہ دار حضرات علیؓ، عباسؓ اور ان کے دو فرزند فضلؓ و قثمؓ اور آنحضرت ﷺ کے دو مولیٰ شقرانؓ اور اسامہؓ تھے اور اس وقت حضرت اوس انصاریؓ بھی حاضر رہے تھے۔ حضرت علیؓ نے آنحضرت ﷺ کے شکمِ مبارک پر ہاتھ رکھا لیکن کچھ بھی باہر نہ آیا، بے ساختہ بول اٹھے: ''صلی اللہ علیک: لقد طبت حیا و میتا'': ''اللہ تعالیٰ آپ ﷺ پر درود

Marfat.com

بھیجے، آپ ﷺ زندگی اور موت دونوں میں پاکیزہ تھے۔

تین سفید سحولی کپڑوں کا کفن آپ ﷺ کو دیا گیا۔ سحول یمن کے ایک گاؤں کا نام ہے۔ ان کپڑوں میں کرتہ اور عمامہ نہ تھا، بلکہ تین چادریں تھیں کہ ان میں آنحضرت ﷺ کو لپیٹ دیا اور ان کو نہ پھاڑا اور نہ سلا۔

آنحضرت ﷺ پر تنہا تنہا صحابہ کرام نے نماز جنازہ پڑھی۔ ان کی کسی نے امامت نہیں کی۔

آنحضرت ﷺ کے جسمِ اطہر کے نیچے قبر میں ایک سرخ چادر (قطیفة) کو بچھایا گیا جس کو زندگی میں آنحضرت ﷺ پہنا کرتے تھے۔ حضرت شقرانؓ نے اس کو قبرِ شریف میں بچھایا۔ آنحضرت ﷺ کی قبر میں لحد بنائی گئی اور اس کو کچی اینٹوں سے مضبوط کیا گیا۔ پہلے اصحاب میں اختلاف ہوا تھا کہ لحد والی قبر بنائیں یا سیدھی (شق)۔ صحابہ میں سے ایک لحد والی بناتے تھے اور دوسرے شق والی۔ لہذا انھوں نے اس پر اتفاق کیا کہ جو صحابی پہلے آجائیں وہی اپنا کام انجام دیں۔ لحد بنانے والے پہلے آگئے اور انھوں نے لحدی قبر بنادی۔ یہ سب حضرت عائشہؓ کے حجرے میں واقع ہوا۔ آنحضرت ﷺ کے ساتھ حضرات ابوبکرؓ و عمرؓ بھی بعد میں مدفون ہوئے۔

(عیون الاثر ۲/۴۲۹-۴۳۶: ''ذکر مصیبة الاولین والآخرین من المسلمین: وفاة رسول الله ﷺ''۔ یہ باب نسبتاً مفصل ہے اور اس کا آغاز حجۃ الوداع سے رسولِ اکرم ﷺ کی واپسی کے بیان سے ہوتا ہے۔ پھر مرض الوفاۃ کے آغاز اور طول کا ذکر ہے اور وفات، تکفین و تدفین کے علاوہ اس سے متعلقہ امور بھی آئے ہیں۔ ان میں مراثی بھی ہیں، روایات کے مآخذ بھی اور متعدد احادیثِ صحابہ کے حوالے بھی۔ بنیادی معلومات بہرحال یکساں ہیں؛ نور العیون، ۱۵/ب-۱۶/الف؛ خلاصة السیر، ۵۲-۵۴ میں زبان و بیان اور ترتیب واقعات کی یکسانیت ملتی ہے)۔

وصلی الله تعالیٰ علی سیدنا ومولانا محمد وآله واصحابه وسلم۔

Marfat.com

منتخب کتابیات

Marfat.com

Marfat.com

منتخب کتابیات

اللہ تعالیٰ	قرآن مجید
ابن ابی الحدید (عبدالحمید بن ہبۃ اللہ، م ۶۵۵/۱۲۵۹)	شرح نہج البلاغة، قاہرہ ۱۹۵۹ء
ابن اثیر (عزالدین علی بن محمد، م ۶۳۰/۱۲۳۳)	اسد الغابة، تہران ۱۹۳۸ء
	الکامل فی التاریخ، بیروت ۱۹۶۵ء
ابن اسحاق (محمد بن اسحاق، م ۱۵۰/ ۷۶۷)	السیرة النبویة، رباط ۱۹۶۷ء
ابن اعثم کوفی (احمد بن عثمان، م ۳۱۴/۹۲۶)	کتاب الفتوح، حیدرآباد ۱۹۶۸ء
ابن تیمیہ (احمد بن عبدالحلیم، م ۶۵۲/۱۲۵۴)	جوامع الکلم الطیبة، بیروت ۱۹۷۶ء
	مجموعة فتاویٰ شیخ الاسلام
	المنتقیٰ من اخبار المصطفیٰ، قاہرہ ۱۹۳۱ء
	منہاج السنة، قاہرہ ۱۹۵۸ء
ابن الجوزی (عبدالرحمٰن بن علی، م ۵۹۷/۱۲۰۰)	سیرة عمر بن عبدالعزیز، قاہرہ ۱۹۱۲ء
	صفة الصفوة، حیدرآباد ۱۹۳۶ء
	المنتظم فی التاریخ، حیدرآباد ۱۹۳۹
ابن حجر عسقلانی (احمد بن علی، م ۸۵۲/ ۱۴۴۸)	الاصابة، قاہرہ ۱۹۳۸ء
	تہذیب التہذیب، حیدرآباد ۱۹۱۱ء

Marfat.com

فتح الباری ، ریاض ۱۹۹۷ء

لسان المیزان، حیدرآباد ۱۹۱۱ء

ابن حجر ہیثمی (احمد بن محمد، م ۹۷۴/۱۵۶۶) تطہیر الجنان، قاہرہ غیر مورخہ

الصواعق المحرقة، بیروت ۱۹۶۵

ابن حزم (علی بن احمد، م ۴۵۶/۱۰۶۴) جمهرة انساب العرب، قاہرہ ۱۹۴۸ء

جوامع السیرة، قاہرہ ۱۹۵۶ء

کتاب الفصل فی الملل و النحل، قاہرہ ۱۸۹۹-۱۹۰۲ء

ابن حنبل (احمد بن محمد، م ۲۴۱/۸۵۵) المسند، قاہرہ ۱۹۴۹ء

ابن خلدون (عبدالرحمٰن بن محمد، م ۸۰۴/۱۴۰۶) کتاب العبر، بیروت ۱۹۵۶ء

المقدمة، مطبعہ مصطفیٰ محمد، قاہرہ غیر مورخہ

ابن خلکان (احمد بن محمد، م ۶۸۱/۱۲۸۱) وفیات الاعیان، بولاق ۱۸۵۹ء

ابن درید ازدی (محمد بن حسن، م ۳۲۱/۹۳۳) کتاب الاشتقاق، قاہرہ ۱۹۵۸ء

ابن سعد (محمد بن سعد، م ۲۳۰/۸۴۵) الطبقات الکبریٰ، بیروت ۱۹۵۷-۵۸

ابن سید الناس (محمد بن محمد، م ۷۳۴/۱۳۳۴) عیون الاثر فی فنون المغازی و الشمائل و السیر، بیروت ۱۹۸۶ء

ابن الطقطقیٰ (محمد بن علی بن طباطبا، م ۷۰۹/۱۳۰۹) کتاب الفخری، قاہرہ ۱۸۹۹ء

ابن طولون (محمد بن علی، م ۹۵۳/۱۵۳۶) قضاة دمشق الشام، دمشق ۱۹۵۶ء

ابن عبدالبر (یوسف بن عبداللہ، م ۴۶۳/۱۲۶۰) الاستیعاب ، حیدرآباد ۱۹۰۰ء

Marfat.com

	الدرر فی اختصار المغازی و السیر،
	قاہرہ۱۹۶۶ء
ابن عبدالحکم (عبدالرحمٰن بن عبداللہ، م۲۵۹/۸۷۰)	کتاب فتوح افریقیا والاندلس،
	الجیریا۱۹۴۷ء
ابن عبدالحکم (عبداللہ، م۲۱۴/۸۲۹)	سیرة عمر بن عبدالعزیز، قاہرہ۱۹۲۷ء
ابن عبدربہ (احمد بن محمد، ۳۲۸/۹۴۰)	العقد الفرید، قاہرہ۱۹۴۰ء
ابن العربی (قاضی محمد بن عبداللہ، م۵۴۳/۱۱۴۸)	احکام القرآن، قاہرہ۱۹۵۷ء
ابن عساکر دمشقی (علی بن حسن، م۵۷۱/۱۱۷۶)	تاریخ مدینة دمشق، دمشق۱۹۵۱ء مابعد
	تہذیب التاریخ الکبیر، دمشق۳۲-۱۹۱۱ء
ابن العماد حنبلی (عبدالحی بن محمد، م۱۰۸۹/۱۶۸۷)	شذرات الذهب، قاہرہ۱۳۵۰ء
ابن قتیبہ (عبداللہ بن مسلم دینوری۲۷۶/۸۸۹)	الشعر والشعراء، لائیڈن۱۹۰۲ء
	عیون الاخبار، قاہرہ۱۹۲۵ء
	کتاب المعارف، قاہرہ۱۹۶۰ء
ابن قیم الجوزیہ (محمد بن ابوبکر، م۷۵۱/۱۳۵۰)	اعلام الموقعین، قاہرہ غیر مورخہ
	بلوغ السول، الہند۱۸۷۵ء
	زاد المعاد، قاہرہ۱۹۷۱ء
ابن کثیر (اسمٰعیل بن عمر، م۷۷۴/۱۳۷۳)	البدایة والنہایة، قاہرہ۱۹۳۲ء
	السیرة النبویة، بیروت۱۹۸۳ء
	الفصول فی سیرة الرسول، دمشق۳-۱۴۰۲ھ

Marfat.com

ابن الکلبی (ہشام بن محمد، م۲۰۴/۸۱۶)	کتاب الاصنام، لپزگ ۱۹۴۱ء
ابن ماجہ (محمد بن یزید، م۲۷۳/۸۸۶)	السنن، قاہرہ ۱۹۵۲ء
ابن مرتضیٰ (احمد بن یحییٰ، م۸۴۰/۱۴۳۷)	طبقات المعتزلة، بیروت ۱۹۶۱ء
ابن منظور (محمد بن مکرم، م۷۱۱/۱۳۱۱)	لسان العرب، بیروت ۱۹۵۵-۶ء
ابن الندیم (محمد بن اسحاق، م۲۳۵/۸۴۹)	الفهرست، قاہرہ ۱۹۶۸ء؛ لاہور ۱۹۸۸ء
ابن ہشام (عبدالملک بن ہشام، م۲۱۸/۸۳۳)	السیرة النبویة، قاہرہ ۱۹۲۵ء
ابوحنیفہ دینوری (احمد بن داؤد، م۲۸۲/۸۹۵)	کتاب الاخبار الطوال، لائیڈن ۱۸۸۸ء
ابوداؤد (سلیمان بن الاشعث، م۲۷۵/۸۸۸)	السنن، قاہرہ ۱۹۲۲ء
ابوزرعة دمشقی (عبدالرحمٰن بن عامر، م۲۸۲/۸۹۵)	شیرة رسول اللہ ﷺ و تاریخ الخلفاء الراشدین، دمشق ۱۹۸۰ء
ابوعبید قاسم بن سلام (م۲۲۴/۸۳۶)	کتاب الاموال، قاہرہ ۱۹۳۴ء
ابوالفرج اصفہانی (علی بن حسین، م۳۵۶/۹۶۹)	کتاب الاغانی، لائیڈن ۱۹۰۰ء
	مقاتل الطالبین، نجف ۱۹۳۴ء، ۱۹۵۶ء
ابونعیم اصفہانی (احمد بن عبداللہ، م۴۳۰/۱۰۳۹)	حلیة الاولیاء، قاہرہ ۱۹۳۲-۳۸ء
	دلائل النبوة، حیدرآباد دکن ۱۹۵۰ء
ابویوسف (یعقوب بن ابراہیم، م۱۸۲/۸۹۸)	کتاب الخراج، قاہرہ ۱۹۳۳ء
ازرقی (محمد بن عبداللہ، م۲۴۴/۸۵۸)	اخبار مکة المشرفة، بیروت ۱۹۶۴ء
اشعری (علی بن اسمٰعیل، م۳۳۰/۹۴۱)	مقالات الاسلامیین، استانبول ۱۹۳۰ء
البانی (ناصرالدین، م۱۴۲۰/۱۹۹۹)	سلسلة الاحادیث الصحیحة،

Marfat.com

دمشق ۱۳۹۹ھ

بخاری (محمد بن اسمٰعیل، م ۲۵۶/۸۷۰)
التاریخ الکبیر، حیدرآباد دکن ۱۹۴۱ء
الجامع الصحیح، قاہرہ ۱۹۵۵ء

بغدادی (عبدالقاہر بن طاہر، م ۴۲۹/۱۰۳۷)
الفرق بین الفِرق، قاہرہ ۱۹۱۰ء

بغدادی (محمد بن حبیب، م ۲۴۵/۸۴۹)
کتاب المحبر، حیدرآباد دکن ۱۹۴۲ء
کتاب المنمق، حیدرآباد دکن ۱۹۶۴ء

بلاذری (احمد بن یحیٰی بن جابر، م ۲۷۹/۸۹۲)
انساب الاشراف، اول، قاہرہ ۱۹۵۹ء
یروشلم، چہارم ۱۹۳۸ء؛ پنجم ۱۹۳۶ء
فتوح البلدان، قاہرہ ۱۹۳۲ء

ترمذی (محمد بن عیسیٰ، م ۲۷۹/۸۹۲)
الجامع الصحیح، حمص ۷۱-۱۹۶۹ء
الشمائل النبویة، قاہرہ ۱۸۶۳ء و مابعد

جاحظ (عمرو بن بحر، م ۲۵۵/۸۶۸)
البیان و التبیین، قاہرہ ۱۹۴۸ء
العثمانیة، قاہرہ ۱۹۵۸ء
کتاب البخلاء، قاہرہ ۱۹۵۸ء

جمحی (محمد بن سلام، م ۲۳۱/۸۴۵)
طبقات فحول الشعراء، قاہرہ ۱۹۵۲ء

جہشیاری (محمد بن عبدوس، م ۳۳۱/۹۴۲)
کتاب الوزراء و الکتاب، قاہرہ ۱۹۳۸ء

حلبی (علی بن برہان الدین، ۱۰۴۴/۱۶۳۴)
انسان العیون فی سیرة الامین المامون، (سیرت حلبیہ) قاہرہ ۱۹۶۴ء

خلیفہ بن خیاط (م ۲۴۰/۸۵۴)
کتاب التاریخ، دمشق ۱۹۶۷ء
کتاب الطبقات، دمشق ۶۷-۱۹۶۶ء

Marfat.com

دیاربکری (حسین بن محمد، م ۹۶۶/۱۵۵۹)	الخمیس فی احوال انفس النفیس، قاہرہ ۱۸۸۵ء
ذہبی (محمد بن احمد، م ۷۴۸/ ۱۳۴۷)	تاریخ الاسلام، قاہرہ ۱۹۷۳ء
	تذکرۃ الحفاظ، حیدرآباد دکن ۱۵-۱۹۱۴ء
	میزان الاعتدال، قاہرہ ۱۹۱۰ء
زبیری (مصعب بن عبداللہ، م ۲۳۶/ ۸۵۱)	نسب قریش، قاہرہ ۱۹۵۳ء
سمہودی (علی بن عبداللہ، م ۹۱۱/ ۱۵۰۵)	وفاء الوفاء، قاہرہ ۹-۱۹۰۸ء
سہیلی (عبدالرحمن بن عبداللہ، م ۵۸۱/ ۱۱۸۵)	الروض الانف، قاہرہ (غیر مورخہ)
شامی (محمد بن یوسف دمشقی، م ۹۴۲/ ۱۵۳۵)	سبل الھدیٰ والرشاد فی سیرۃ خیر العباد (سیرۃ شامی)، قاہرہ ۱۹۷۵ء
طبری (محمد بن جریر، م ۳۱۰/ ۹۲۳)	تاریخ الرسل والملوک، قاہرہ ۱۹۶۰ء
	تہذیب الآثار، ریاض ۱۹۸۲ء
	جامع البیان عن تاویل آی القرآن (تفسیر طبری)، قاہرہ ۱۹۶۰ء
فاکہی (محمد بن اسحاق، م ۲۷۲/ ۸۸۶)	المنتقیٰ فی اخبار ام القریٰ، بیروت ۱۹۶۴ء
قاضی عیاض (بن موسیٰ یحصبی، م ۵۴۴/ ۱۱۴۷)	کتاب الشفاء، قاہرہ ۱۹۵۰ء
قرطبی (محمد بن احمد، م ۶۷۱/ ۱۲۷۲)	الجامع لاحکام القرآن، قاہرہ ۱۳۸۷ھ
کشی (محمد بن عمر، ۴ھ/ ۱۰ صدی)	معرفۃ اخبار الرجال، کربلا ۱۹۶۲ء
کلاعی (سلیمان بن موسیٰ، م ۶۳۴/ ۱۲۳۶)	الاکتفاء فی مغازی المصطفیٰ

Marfat.com

	والثلاثة الخلفاء، قاہرہ ۱۹۷۰ء
کندی (محمد بن یوسف، م ۳۵۰/۹۶۱)	کتاب الامراء والولاۃ والقضاۃ، لائیڈن ۱۹۱۲ء
مالک بن انس (م ۱۷۹/۷۹۵)	الموطا، قاہرہ ۱۹۵۱ء؛ دیوبند غیر مورخہ وغیرہ
ماوردی (علی بن محمد، ۴۵۰/۱۰۵۸)	الاحکام السلطانیة، قاہرہ ۱۸۸۱ء
مسعودی (علی بن حسین، م ۳۴۵/۹۵۶)	کتاب التنبیه والاشراف، لائیڈن ۱۸۹۴ء
	مروج الذهب، قاہرہ ۱۹۲۷ء
مسلم بن حجاج قشیری (م ۲۶۱/۸۷۵)	الجامع الصحیح، قاہرہ ۱۹۵۵ء
مقریزی (احمد بن علی، م ۸۴۵/۱۴۴۲)	امتاع الاسماع، قاہرہ ۱۹۴۱ء
نسائی (احمد بن شعیب، م ۳۰۳/۹۱۵)	السنن، کانپور ۱۸۸۲ء
نووی (یحییٰ بن شرف الدین، م ۶۷۶/۱۲۷۷)	ریاض الصالحین، دمشق ۱۹۷۶ء
	شرح صحیح مسلم، قاہرہ ۱۹۲۸ء
واقدی (محمد بن عمر، م ۲۰۷/۸۲۲)	کتاب المغازی، لندن ۱۹۶۶ء
ولی اللہ دہلوی (م ۱۱۷۶/۱۷۶۲)	ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء، لاہور ۱۹۷۶ء
	البدور البازغه، حیدرآباد سندھ ۱۹۷۰ء
	تاویل الاحادیث، حیدرآباد سندھ ۱۹۶۶ء
	التفہیمات الالٰہیہ، حیدرآباد سندھ ۱۹۷۳ء
	حجة الله البالغة، دہلی ۱۹۵۳ء؛ دیوبند ۲۰۰۵ء اور مختلف طباعتیں

Marfat.com

الخیر الکثیر، قاہرہ ۱۹۷۴ء

شرح تراجم ابواب صحیح البخاری،

حیدرآباد ۱۹۴۹ء

عقد الجید، لاہور ۱۹۶۵ء وغیرہ

غایۃ الانصاف فی بیان اسباب الا ختلا ف

بیروت ۱۹۸۷ء

فتح الخبیر، لکھنؤ ۱۳۱۴ھ

فتح الرحمٰن بترجمۃ القرآن، لاہور وغیرہ

الفوز الکبیر، دہلی ۱۹۶۳ء وغیرہ مع تراجم

قرۃ العینین فی تفضیل الشیخین، دہلی ۱۳۲۰ھ

المسوّیٰ/المصفی، کراچی ۱۹۸۰ء وغیرہ

مقدمہ در فن ترجمہ قرآن، دہلی غیر مورخہ

ہمعات، حیدرآباد سندھ ۱۹۶۴ء

یاقوت حموی (م ۶۲۶/۱۲۲۹)

ارشاد الاریب، لائیڈن ۳۱-۱۹۰۷ء

معجم البلدان، بیروت ۱۹۵۶ء

یحییٰ بن آدم (۲۰۳/۸۱۸)

کتاب الخراج، لائیڈن ۱۸۹۶ء

یعقوبی (احمد بن ابی یعقوب، م ۲۸۴/۸۹۷)

تاریخ الیعقوبی، بیروت ۱۹۶۰ء

کتاب البلدان، لائیڈن ۱۸۶۰ء،

قاہرہ ۱۹۵۵ء

Marfat.com

اہم ثانوی کتابیں

ابوالکلام آزاد — رسول رحمت، دہلی ۱۹۸۲ء

احمد امین — فجر الاسلام، قاہرہ ۱۹۶۴ء

ضحی الاسلام، قاہرہ ۱۹۶۴ء

اکرم ضیاء عمری — المجتمع المدنی فی عهد النبوة، مدینہ ۱۹۸۳ء

السيرة النبوية الصحيحة، قطر ۱۹۹۱ء

ڈی، سی، ڈینیٹ (D.C.Dennett) — *Conversion and Poll-Tax in Early Islam*; کیمبرج ۱۹۵۰ء

اردو ترجمہ از غلام رسول مہر، لاہور ۱۹۷۱ء

ڈینیل پائپس (Daniel Pipes) — *Slave Soldiers and Islam*, ییل یونیورسٹی پریس ۱۹۸۱ء

ریوبن لیوی (Ruben Levy) — دی سوشل اسٹرکچر آف اسلام، کیمبرج ۱۹۵۰ء

سید امیر علی — *A Short History of the Saracens*، لندن ۱۹۵۱ء

Marfat.com

سید سلیمان ندوی	سیرۃ النبی، دار المصنفین، اعظم گڑھ ۱۹۷۶ء جلد سوم تا جلد ہفتم
شاہ محمد سلیمان منصور پوری	رحمۃ للعالمین، دہلی ۱۹۸۰ء
شاہ معین الدین احمد ندوی	تاریخ اسلام، اعظم گڑھ ۱۹۵۳ء
شبلی نعمانی	سیرۃ النبی، اعظم گڑھ ۱۹۷۶ء (اول، دوم)
	الفاروق، دار المصنفین اعظم گڑھ ۱۹۹۳ء
صالح احمد علی	تنظیمات الرسول الاداریۃ فی المدینۃ، بغداد ۱۹۶۰ء
عبد العزیز دوری	بحث فی نشأۃ علم التاریخ عند العرب، بیروت ۱۹۶۰ء
فرانز روزنتھال (Franz Rosenthal)	History of Muslim Historiography، لائیڈن ۱۹۵۲ء
فرانسسکو جبریئلی	اے شارٹ ہسٹری آف دی عربس، لندن ۱۹۶۵ء
فلپ کے ہٹی (P.K.Hitti)	دی ہسٹری آف دی عربس، لندن ۱۹۶۹ء
مارگولیتھ، ڈی، ایس	محمد اینڈ رائز آف اسلام، لندن ۱۹۰۵ء
محمد ادریس کاندھلوی	سیرۃ المصطفیٰ، دیوبند، غیر مورخہ

Marfat.com

محمد حسین ہیکل	حیاۃ محمد ﷺ، قاہرہ ۱۹۵۲ء
محمد حمید اللہ	عہدِ نبوی کا نظام حکمرانی، حیدر آباد ۱۹۴۹ء
	محمد رسول اللہؐ، لاہور ۱۹۸۲ء (اردو؛ انگریزی)
	نبی اکرمؐ کی سیاسی زندگی، کراچی ۱۹۴۹ء
محمد یٰسین مظہر صدیقی	*Organisation of Government Under the Prophet* ﷺ دہلی ۱۹۸۷ء، لاہور ۱۹۸۸ء
	تاریخ تہذیب اسلامی، نئی دہلی، جلد اول ۱۹۹۴ء، جلد دوم ۱۹۹۸ء
	عہدِ نبوی میں تنظیم ریاست وحکومت، دہلی ۱۹۸۸ء
ولہاسن (Wellhausen)	*Arab Kingdom and its Fall*، لندن ۱۹۷۳ء
ولیم مونٹگمری واٹ (W.M.Watt)	محمد ایٹ مکہ، آکسفورڈ ۱۹۵۳ء؛ محمد ایٹ مدینہ، آکسفورڈ ۱۹۵۶ء
ولیم میور (William Muir)	دی لائف آف محمد، ایڈنبرا ۱۹۲۳ء
	The Caliphate، بیروت ۱۹۶۳ء

Marfat.com

تصانیف پروفیسر محمد یٰسین مظہر صدیقی

۱- خلجی خاندان، اردو ترجمہ، ہسٹری آف دی خلجیز، مولفہ کے-ایس-لال، ترقی اردو بیورو، نئی دہلی، ۱۹۸۰ء

۲- عہد نبوی کی ابتدائی مہمیں، ادارہ فروغ اردو، لاہور (پاکستان) ۱۹۸۴ء

۳- عہد نبوی میں تنظیم ریاست وحکومت، ادارہ فروغ اردو، لاہور (نقوش، رسول نمبر ۵، ۱۲) ۱۹۸۴ء؛ القاضی پبلیشرز، نئی دہلی، ۱۹۸۸ء

۴- نبوی غزوات وسرایا کی اقتصادی اہمیت، ادارہ فروغ اردو، لاہور (نقوش، رسول نمبر ۱۱) ۱۹۸۴ء

۵- الهجمات المغرضة على التاريخ الاسلامی (عربی)، دارالصحوہ، قاہرہ، ۱۹۸۸ء

6-*Organisation of Government Under The Prophet*, Idarah-i-Adabiyat-i Delli, Delhi, 1987; Islamic Publications, Lahore, 1988.

۷- قضايا كتابة التاريخ الاسلامی و حلولها (عربی) الجامعہ السلفیہ، وار انسی، ۱۹۸۹ء؛ دبئی ۱۹۹۱ء

۸- تاریخ تہذیب اسلامی (جلد اول)، فاؤنڈیشن فار ایجوکیشنل ڈویلپمنٹ، نئی دہلی، ۱۹۹۴ء

Marfat.com

۹-عہد نبوی کا نظام حکومت، ادارہ تحقیق و تصنیف اسلامی، علی گڑھ، ۱۹۹۴ء؛ الفیصل پبلیشرز، لاہور، ۱۹۹۵ء

۱۰-اللہ اپنے کلام میں، ادارہ فروغ اردو (نقوش قرآن نمبر ا)، لاہور، ۱۹۹۸ء

۱۱-اندلس میں علوم قراءت کا ارتقاء، ادارہ علوم اسلامیہ، مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ، ۱۹۹۸ء

۱۲-بسم اللہ الرحمٰن الرحیم-حمد اولین، ادارہ فروغ اردو (نقوش، قرآن نمبر۲) لاہور، ۱۹۹۸ء

۱۳-تاریخ تہذیب اسلامی (جلد دوم)، قاضی پبلیشرز اینڈ ڈسٹری بیوٹرز، نئی دہلی، ۱۹۹۸ء

۱۴-تفسیر سورۃ الحمد-عہد بہ عہد، ادارہ فروغ اردو (نقوش، قرآن نمبر۲)، لاہور، ۱۹۹۸ء

۱۵-سورۃ الحمد کی تفسیر ربانی، ادارہ فروغ اردو (نقوش، قرآن نمبر ا)، لاہور، ۱۹۹۸ء

۱۶-غزوات نبوی کی اقتصادی جہات، ادارہ مطالعات اسلامی، مسلم یونیورسٹی علی گڑھ، ۱۹۹۹ء

۱۷-شاہ ولی اللہ کا فلسفہ سیرت، ادارہ علوم اسلامیہ، مسلم یونیورسٹی علی گڑھ، ۲۰۰۰ء

۱۸-توحید الٰہی اور مفسرین کرام، نقوش قرآن نمبر۳، لاہور، ۲۰۰۰ء

۱۹-بنو ہاشم اور بنو امیہ کے معاشرتی تعلقات، ادارہ علوم اسلامیہ، مسلم یونیورسٹی علی گڑھ، ۲۰۰۱ء

۲۰-حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی-شخصیت و حکمت کا ایک تعارف، ادارہ علوم اسلامیہ، مسلم یونیورسٹی علی گڑھ، ۲۰۰۱ء

۲۱-الامام الشاہ ولی اللہ الدہلوی-عرض موجز لحیاتہ و فکرہ، ادارہ علوم اسلامیہ، مسلم یونیورسٹی علی گڑھ، ۲۰۰۱ء

۲۲-سرسید اور علوم اسلامیہ، ادارہ علوم اسلامیہ، مسلم یونیورسٹی علی گڑھ، ۲۰۰۱ء

23-Shah Waliullah Dehlavi - An Introduction to his Illustrious Personality and Achievements,

Marfat.com

Institute of Islamic Studies, AMU, Aligarh, 2001

۲۴- حجۃ اللہ البالغہ- ایک تجزیاتی مطالعہ، ادارہ علوم اسلامیہ، مسلم یونیورسٹی علی گڑھ، ۲۰۰۲ء

۲۵- الفاروق- ایک مطالعہ، ادارہ علوم اسلامیہ، مسلم یونیورسٹی علی گڑھ، ۲۰۰۲ء

26- *Catalogue of Arabic Manuscripts in Aligarh Muslim University, India*, Vol.1, Al-Furqan Islamic Heritage Foundation, London, 2002. (In Arabic with an introduction in English)

۲۷- عبد المطلب ہاشمی: رسولِ اکرم ﷺ کے دادا، اسلامک بک فاؤنڈیشن، نئی دہلی، ۲۰۰۴ء

۲۸- وحی حدیث، اسلامک بک فاؤنڈیشن، نئی دہلی، ۲۰۰۴ء

۲۹- شاہ ولی اللہ کی خدماتِ حدیث، شاہ ولی اللہ اکیڈمی، پھلت، ۲۰۰۴ء

۳۰- مکی اسوۂ نبوی، اسلامک بک فاؤنڈیشن، دہلی، ۲۰۰۵ء

31-The Prophet Muhammad ﷺ -A Role Model for Muslim Minorities, The Islamic Foundation, Leicestershire (U.K), 2006

۳۲- رسولِ اکرم ﷺ اور خواتین: ایک سماجی مطالعہ، اسلامک بک فاؤنڈیشن، نئی دہلی، ۲۰۰۶ء

۳۳- شاہ ولی اللہ کا رسالۂ سیرت: سرور المحزون فی ترجمۃ نور العیون، شاہ ولی اللہ اکیڈمی، پھلت، ۲۰۰۶ء

۳۴- مصادر سیرتِ نبوی، انسٹی ٹیوٹ آف آبجیکٹو اسٹڈیز، نئی دہلی (زیرِ طبع)

متعدد کتب زیرِ طبع

Marfat.com

Marfat.com

"شاہ ولی اللہ کا رسالۂ سیرت: سرور المحزون فی ترجمۂ نور العیون"
ایک شاندار اسلامی روایت کا تنقیدی مطالعہ ہے۔ بظاہر اس کے تین مؤلفین ہیں مگر در حقیقت وہ سیرتِ نبوی کی تلخیص نگاری کی ہزار سالہ مساعی کا ایک حسن آفرین گنجینہ ہے۔ امام ابن سید الناس (م ۷۳۴/۱۳۳۳) کا خلاصۂ سیرت نور العیون بنیادی متن ہے جو ان کے پیشروؤں بالخصوص امام محب طبری (م ۶۹۴/۱۲۹۴) کا عطیۂ خاص ہے۔ نور العیون کا فارسی ترجمہ حضرت شاہؒ کی تالیفِ لطیف ہے اور اس کا اردو ترجمہ خاکسار کی سعی مشکور ہے۔

ایک مبسوط تنقیدی تقدیم میں سرور المحزون کی تاریخ تالیف کی تعیین کی گئی ہے۔ سیرت نگاری کے بنیادی رجحانات میں خلاصہ نگاری کا مقام و مرتبہ، اس کی افادیت و روایت اور اس کے تسلسل و تواتر کا پتہ لگایا گیا ہے، پیشروؤں کے عطایا سے متاخرین کی بہرہ مندی کی حقیقت اجاگر کی گئی ہے۔ اصل مؤلفین کرام کے متون سے فارسی ترجمہ کے متن کا موازنہ کیا گیا ہے اور اردو ترجمہ میں افادہ و استفادہ کے تسلسل سے تجزیاتی بحث کی گئی ہے۔ امتیازات و عطایا کے ساتھ تسامحات کو بھی منظر عام پر لایا گیا ہے کہ اسلامی روایتِ حق کی حمایت ہے۔

مولانا پروفیسر محمد یٰسین مظہر صدیقی ندوی عالم، لکھنوی فاضل، جامعی گریجویٹ اور علیگ دکتور ہیں۔ قدیم دینی اداروں کے پروردہ و پرداختہ ہیں اور جدید عصری جامعات کے تراشیدہ و تربیت یافتہ۔ قدیم صالح اور جدید نافع کی جامعیت نے ان کے نقطۂ نظر اور طریق نگارش میں توازن و تنقید پیدا کی ہے۔ قرآن و حدیث، فقہ و تصوف اور سیرت و تاریخ ان کے خصوصی مطالعات کے میدان ہیں۔ ان موضوعات پر ان کی چالیس کے قریب کتابیں اور دو سو سے اوپر تحقیقی و تنقیدی مقالات ہیں۔ اہل فکر و نظر نے ان کی تحسین و تعریف کی ہے اور صاحبانِ اقتدار نے انعامات سے نوازا ہے۔

سیرتِ نبوی اور ولی اللہی فکر پر ان کی تحریریں جدید نگارش کی نمائندہ ہیں۔ انھوں نے دونوں میادین میں نئی جہات کی طرف رہنمائی کی ہے۔

Marfat.com